زادِ راہ

منتخب احادیث کا دُوسرا مجمُوعہ

جلیل احسنؔ ندوی

اسلامک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ
۱۳۔ای شاہ عالم مارکیٹ، لاہور (پاکستان)

86213

طابع :۔ ——— اشفاق مرزا، مینجنگ ڈائریکٹر

ناشر :۔ ——— اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳۔ای شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

مطبع :۔ ——— میٹرو پرنٹرز لاہور

اشاعت :۔

پہلی تا گیارہویں اپریل ۱۹۸۶ء تک ۲۲،۰۰۰

بارہویں مارچ ۱۹۸۷ء ۲۱۰۰

قیمت ——— ۳۲/۰ روپے

زادِ راہ

تَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی

(البقرۃ۔۱۹۷)

(اے راہِ آخرت کے مسافرو!)

زادِ راہ ساتھ لے لو، اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرضِ ناشر

احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جمع و تدوین مسلمانوں کا ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی مثال کوئی امّت یا قوم پیش نہیں کر سکتی۔ احادیث اور فنِ حدیث پر اتنی بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں کہ ان کی فہرست ہی مرتب کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ یہ ایک ایسا بحرِ ذخّار ہے کہ جس کے ساحل پر پہونچنے کے لیے ایک مدّت دراز درکار ہے۔ یہ ایک ایسا علمی کارنامہ ہے جس پر امّتِ مسلمہ جتنا فخر کرے کم ہے۔

ایک دوسرے نقطۂ نظر سے غور کریں تو ایک مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ یہ ہے کہ وہ اپنے ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلّم کے ایک ایک قول و فعل کو حرزِ جان بنائے اور اس کی روشنی میں اپنی دنیاوی اور اُخروی زندگی کو سنوارے۔

موجودہ زمانے میں جب کہ دین سے بے رغبتی عام ہے اور ایک عام شخص کو اپنی بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے ضخیم کتابوں کا مطالعہ کرنے یا ان سے استفادہ کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ یہ وقت کا اہم ترین تقاضا ہے کہ ایسے تمام حضرات کے لیے احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کا ایسا ہلکا پھلکا مجموعہ تیار کیا جائے کہ جس کو ایک طرف قلیل وقت میں پڑھا جا سکے تو دوسری طرف عملی زندگی میں اس کو مکمل رہنمائی مل سکے۔

وقت کی اس اہم ضرورت کے پیشِ نظر ہم نے مولانا جلیل احسن صاحب ندوی کا پہلا مجموعۂ احادیث "راہِ عمل" پیش کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس مجموعہ کو ایسا قبولِ عام حاصل ہوا کہ چند ہی سالوں میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو گئے۔

اب مولانا موصوف نے احادیثِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا دوسرا مجموعہ "زادِ راہ" کے عنوان سے مرتب کیا ہے۔ اور ہم اس کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، احادیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق مراتب کیے بغیر، واقعہ یہ ہے کہ ترتیب کے لحاظ سے یہ نقش ثانی ہر لحاظ سے نقش اوّل پر فوقیت رکھتا ہے۔ مؤلف محترم نے جس سلیقہ سے اس مجموعہ کو مرتب کیا ہے اور جس مؤثر طریقہ سے اس کو پیش کیا ہے یہ ان ہی کا حصہ ہے۔

اس مجموعہ کو خالص تربیتی نقطۂ نظر سے مرتب کیا گیا ہے۔ جو حضرات مختصر وقت اور آسان، عام فہم انداز میں جواہرات رسالت سے مستفید ہونا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ مجموعہ انشاء اللہ ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگا۔ تربیتی مجالس واجتماعات کے لیے یہ ایک لازمی کتاب ہے۔

کتب احادیث کے مروجہ انداز کتابت سے ہٹ کر ہم نے اس کو جدید ترین انداز میں پیش کیا ہے جس میں ارشاداتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال واستفسارات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین علیحدہ علیحدہ ممیز کر دیئے گئے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ قارئین کرام کو یہ انداز پسند آئے گا۔

ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ متن اور ترجمے میں کہیں کوئی غلطی نہ رہنے پائے۔ لیکن بشری کمزوری کی بنا پر یہ عین ممکن ہے کہ کہیں سہواً کوئی غلطی رہ گئی ہو۔ تمام اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ اگر ان کو اس کتاب میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اس سے ناشر کو فوراً مطلع فرمائیں تاکہ اس کو درست کیا جا سکے۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شایانِ شان بہترین انداز میں پیش کریں۔ ہمیں توقع ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ پہلے مجموعے 'راہِ عمل' کی طرح یہ دوسرا مجموعہ 'زادِ راہ'، قبول عام حاصل کرے گا۔

نیاز مند

اشفاق مرزا مینجنگ ڈائرکٹر
اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور۔

لاہور ۲۲ رجب ۱۳۹۳ھ
مطابق ۲۲ اگست ۱۹۷۳ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

دنیا ایک گزر گاہ ہے، انسانیت کے قافلے اس پر سے پیہم گزر رہے ہیں۔ پوری زندگی ایک مسلسل سفر ہے۔ ہر انسان مسافر ہے اور چار و ناچار زندگی کا سفر سبھی کو طے کرنا ہے۔ مسافر اپنے سفر کے لیے زادِ راہ کی فکر کرتا ہے، بغیر زادِ راہ کے سفر کرنے والا طرح طرح کی مشکلوں سے دوچار ہوتا ہے، اور بالآخر اپنی راہ کھوٹی کرتا ہے۔ زندگی کے مسافر کو بھی زادِ راہ چاہیے۔ عاجز نے یہ مجموعہ اس لیے تیار کیا ہے کہ وہ اور دوسرے لوگ اسے زادِ راہ بنائیں۔

"راہِ عمل" کی طرح اس مجموعہ میں بھی اسوۂ رسولؐ اور اسوۂ صحابہؓ کے دو مستقل باب ہیں، لیکن اس دفعہ اس ضمن کی بہت کافی چیزیں آگئی ہیں اور بڑی حد تک طالب کی تسکین کا سامان مہیّا ہوگیا ہے۔ نیز ایک مستقل باب جامع حدیثوں کا رکھا گیا ہے جس میں وہ حدیثیں جمع کر دی گئی ہیں جن میں بیک وقت مختلف باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔ یہ ایک نئی چیز ہے۔

اپنے علم کی حد تک مرتب نے ایسی حدیثوں سے احتراز کیا ہے جو محدثین کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔

تشریح میں لمبی بحثوں سے پرہیز کیا گیا ہے۔

زبان عام فہم اور سلیس رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ سے اپنے بندوں کو نفع پہنچائے۔ اور مُرتب کے لیے اسے اپنی خوشنودی کا وسیلہ اور نجات کا ذریعہ بنائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ۖ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۔

عاجز، جلیل احسن

ترتیبِ مضامین

نیّت کی پاکیزگی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قبولیتِ عمل کی بنیاد

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّمَا یُبْعَثُ النَّاسُ عَلٰی نِیَّاتِهِمْ۔ (الترغیب للمنذری بحوالہ ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لوگ قیامت کے دن صرف اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ آخرت میں انسان کا ظاہر نہیں دیکھا جائے گا بلکہ صرف یہ دیکھا جائے گا کہ اس نے جو نیک کام کیے ہیں کس نیت سے کیے ہیں۔ اس کے دل کا ارادہ و رخ کیا تھا؟ اسی لحاظ سے اس کے عمل کو قبول یا رد کیا جائے گا۔

اجرِ آخرت کا مدار

(۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا،
اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْجِهَادِ وَالْغَزْوِ،
فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ اِنْ قَاتَلْتَ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا بَعَثَكَ اللّٰهُ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا،
وَاِنْ قَاتَلْتَ مُرَائِیًا مُّكَاثِرًا بَعَثَكَ اللّٰهُ مُرَائِیًا مُّكَاثِرًا،
یَا عَبْدَ اللّٰهِ عَلٰی اَیِّ حَالٍ قَاتَلْتَ اَوْ قُتِلْتَ بَعَثَكَ اللّٰهُ عَلٰی تِلْكَ الْحَالِ۔

(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:۔ "اے اللہ کے رسول مجھے جہاد اور غزوہ کے بارے میں بتائیے" (کہ کون سے جہاد پر ثواب ملتا ہے اور کس صورت میں مجاہد اپنے عمل کے ثواب سے محروم رہ جاتا ہے)۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ "اے عبداللہ اگر تم نے اجرِ آخرت کی نیت سے جہاد کیا اور آخر تک جمے رہے تو خدا کے یہاں تمہارے عمل کا اجر ملے گا اور صابروں کی فہرست میں تمہارا نام لکھا جائے گا۔ اور اگر تم نے لوگوں کو دکھانے کے لیے اور فخر جتانے کے لیے

جنگ کی ہوگی تو قیامت کے دن اللہ تمہیں اسی حال میں اٹھائے گا۔ اے عبداللہ! جس نیت تم لڑو گے اور جس حال میں تم قتل کیے جاؤ گے اسی حالت پر اللہ قیامت کے دن تمہیں اٹھائے گا۔"

دُنیا پرست عالم کا انجام

(۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ عِلْمًا فَبَخِلَ بِہٖ عَنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَخَذَ عَلَیْہِ طَمَعًا وَّشَرٰی بِہٖ ثَمَنًا فَذٰلِکَ یُلْجَمُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ، وَیُنَادِیْ مُنَادٍ ھٰذَا الَّذِیْ اٰتَاہُ اللّٰہُ عِلْمًا فَبَخِلَ بِہٖ عَنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَخَذَ عَلَیْہِ طَمَعًا وَّاشْتَرٰی بِہٖ ثَمَنًا وَکَذٰلِکَ حَتّٰی یَفْرُغَ الْحِسَابُ۔ (ترغیب و ترہیب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"...... وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا علم بخشا اور اس نے اللہ کے بندوں کو دین کا علم سکھانے میں بخل سے کام لیا اور سکھایا تو اس پر مال وصول کیا اور اپنی دُنیا بنائی تو ایسے شخص کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ اور ایک اعلان کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرے گا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ نے اپنے دین کا علم بخشا تھا لیکن اس نے دوسروں کو دین بتانے میں بخل کیا اور جنہیں سکھایا ان سے مال وصول کیا اور اپنی دنیا بنائی۔ یہ فرشتہ برابر اسی طرح محشر میں حساب کتاب ختم ہونے تک اعلان کرتا رہے گا۔"

طلبِ دُنیا کے لیے علمِ دین کا حصول

(۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ

اَنَّہٗ قَالَ کَیْفَ بِکُمْ اِذَا لَبِسَتْکُمْ فِتْنَۃٌ یَّرْبُوْ فِیْھَا الصَّغِیْرُ وَیَھْرَمُ فِیْھَا الْکَبِیْرُ وَتُتَّخَذُ سُنَّۃً فَاِنْ غُیِّرَتْ یَوْمًا قِیْلَ ھٰذَا مُنْکَرٌ،

قَالَ وَمَتٰی ذٰلِکَ؟

قَالَ اِذَا قَلَّتْ اُمَنَاؤُکُمْ، وَکَثُرَتْ اُمَرَاؤُکُمْ،

وَقَلَّتْ فُقَھَاؤُکُمْ وَکَثُرَتْ قُرَّاؤُکُمْ وَتُفُقِّہَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَالْتُمِسَتِ الدُّنْیَا بِعَمَلِ الْاٰخِرَۃِ۔ (ترغیب و ترہیب)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"اے لوگو! تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر وہ فتنہ مسلط ہوگا جس میں تمہارے چھوٹے بچے بڑے ہوں گے اور بوڑھے اپنے بڑھاپے کی انتہا کو پہنچیں گے اور فتنہ (گمراہی) کو سُنت (بھلائی) سمجھا جانے لگے گا، اگر کوئی شخص اس فتنے کو ہٹانے کے لیے اُٹھے گا تو لوگ کہیں گے کہ یہ شخص ناپسندیدہ اور بُرا کام کر رہا ہے۔"

کسی نے پُوچھا ایسی حالت اُمت پر کب آئے گی؟

آپؐ نے فرمایا "جب تمہارے اندر ایماندار اور قابلِ اعتماد لوگ کم ہو جائیں گے اور اقتدار کی ہوس رکھنے والے زیادہ ہو جائیں گے، دین کے واقعی علمار کم ہو جائیں گے اور دین کے پڑھنے والے زیادہ ہو جائیں گے، دین کو دنیا حاصل کرنے کے لیے پڑھا جانے لگے گا، نیک کام کریں گے لیکن اس سے مقصود دُنیا کا حصول ہوگا۔"

تشریح:۔ فتنہ سے مُراد دینی انحطاط اور پستی کی وہ حالت ہے جس پر نسلوں پر نسلیں گزرتی چلی جائیں گی، یہاں تک کہ اس دینی پستی اور گمراہی کو لوگ صحیح راہ سمجھنے لگیں گے۔ اور جو لوگ اس گمراہی کو مٹانے کی کوشش کریں گے لوگ انہیں نکو بنائیں گے، کہیں گے کہ یہ لوگ جو تحریک لے کر اٹھے ہیں وہ باطل ہے اور ان کی ساری تگ و دو غیر اسلامی ہے۔ یہ کیفیت جس کا اوپر ذکر ہوا، اُس دور میں پیدا ہوگی جس میں علمِ دین حاصل کرنے والے علمار اور فقہار تو بہت ہوں گے لیکن ان کی نیتیں صاف نہ ہوں گی۔ یہ پیشہ ور علمار ہوں گے۔ بظاہر آخرت کا کام کر رہے ہوں گے لیکن مقصد دنیا کا حصول ہوگا۔ غرض حرص دُنیا اور ہوس اقتدار کا عام غلبہ ہوگا۔

علمِ قرآن اور اخلاصِ نیّت

(۵) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى قَارِئٍ يَقْرَءُ، ثُمَّ سَأَلَ، فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهٖ، فَإِنَّهٗ سَيَجِيْئُ أَقْوَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَسْأَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ۔ (ترمذی)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو قرآن پڑھ رہا تھا۔ (قرآن پڑھ کر وعظ و نصیحت کر رہا تھا) جب وہ اس سے فارغ ہوا تو اس نے لوگوں سے مال مانگا (چندے کی اپیل کی) یہ منظر دیکھ کر عمران بن حصین رضؓ نے إِنَّا لِلّٰهِ الخ پڑھا، پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ

"جو شخص قرآن پڑھے اسے اللہ ہی سے مانگنا چاہیئے۔ اس لیے کہ میری امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے تاکہ لوگوں سے مال وصول کریں۔"

ریا کار کا بدترین ٹھکانا

(۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اِنَّ فِيْ جَهَنَّمَ لَوَادِيًا تَسْتَعِيْذُ جَهَنَّمُ مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَرْبَعَمِأَةِ مَرَّةٍ، اُعِدَّ ذٰلِكَ الْوَادِيْ لِلْمُرَائِيْنَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِحَامِلِ كِتَابِ اللّٰهِ، وَالْمُتَصَدِّقِ فِيْ غَيْرِ ذَاتِ اللّٰهِ، وَالْحَاجِّ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ، وَلِلْخَارِجِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابن ماجہ۔ باب الریاء)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ:۔

"جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس سے خود جہنم بھی ہر دن چار سو بار پناہ مانگتا ہے۔ یہ وادی (گڑھا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ریا کاروں کے لیے تیار کی گئی ہے، کتاب اللہ کے عالم کے لیے، صدقہ و خیرات کرنے والے کے لیے، بیت اللہ کا حج کرنے والے کے لیے اور خدا کی راہ میں جہاد کے لیے نکلنے والے کے لیے۔"

رب کی توہین

(۷) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ اَحْسَنَ الصَّلٰوةَ حَيْثُ يَرَاهُ النَّاسُ وَاَسَاءَهَا حَيْثُ يَخْلُوْ، فَتِلْكَ اِسْتِهَانَةٌ اِسْتَهَانَ بِهَا رَبَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔ (ترغیب و ترہیب)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

"وہ شخص جو لوگوں کے سامنے تو اچھے طریقے سے نماز پڑھتا ہے (خوب خشوع و خضوع کا

مظاہرہ کرتا ہے اور رکوع اور سجدہ ٹھیک سے کرتا ہے، اور جب تنہائی میں پڑھتا ہے تو ٹھیک سے نہیں پڑھتا تو ایسا شخص اپنے رب کو حقیر جانتا اور اس سے مذاق کرتا ہے"

اخلاصِ نیت کی اہمیت

(۸) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ:

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ اَرَأَیْتَ رَجُلًا غَزَا یَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّکْرَ، مَالَہٗ؟

قَالَ لَا شَیْءَ لَہٗ

فَاَعَادَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ، وَیَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا شَیْءَ لَہٗ،

ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَہٗ خَالِصًا وَابْتُغِیَ وَجْهُهٗ۔ (ابوداؤد، نسائی)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا،
اس نے دریافت کیا کہ "ایک آدمی جہاد کرتا ہے آخرت میں اجر پانے کیلئے اور دنیا میں شہرت پانے کیلئے تو کیا اس کو ثواب ملے گا؟"
آپؐ نے فرمایا "اس کو کچھ نہیں ملے گا"

سائل نے اپنا یہ سوال تین مرتبہ دہرایا اور ہر بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہی جواب ملا کہ وہ کسی اجر و ثواب کا مستحق نہیں۔

آخر میں آپؐ نے بتایا کہ "اللہ صرف وہی عمل قبول کرے گا جو صرف اس کے لیے کیا گیا ہوگا اور اسی کی خوشنودی اس عمل کی محرک ہوگی"

ریا، شرک ہے

(۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

اَنَّہٗ خَرَجَ یَوْمًا اِلٰی مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ، فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْکِیْ،

فَقَالَ مَا یُبْکِیْکَ؟

قَالَ یُبْکِیْنِیْ شَیْءٌ سَمِعْتُہٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ،

اِنَّ یَسِیْرَ الرِّیَاءِ شِرْکٌ۔ (مشکوٰۃ)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

وہ ایک دن گھر سے نکل کر مسجد نبوی پہنچے، وہاں دیکھا مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضورؐ کی قبر کے قریب بیٹھے رو رہے ہیں۔

پُوچھا کیوں رو رہے ہو؟

مُعاذ بن جبلؓ نے کہا ایک بات مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنی تھی وہی بات مجھے رُلا رہی ہے۔

آپؐ نے فرمایا تھا "تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے"۔

تشریح:۔ شرک صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی کسی بُت کے سامنے سجدہ کرے اور چڑھاوے چڑھائے، بلکہ بڑے سے بڑا نیک عمل دوسروں کو خوش کرنے، دکھانے اور اس کی نظر میں نیک اور پاکباز بننے کی نیّت سے اگر کوئی شخص کرتا ہے تو حقیقتاً وہ شرک کرتا ہے۔ کیونکہ خوشنودی خدا کا حق ہے اور اس نے یہ حق دے دیا غیرِ خدا کو۔

خدا کی مدد کا مستحق

(۱۰) عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنِ اكْتُبِيْ لِيْ كِتَابًا تُوْصِيْنِيْ فِيْهِ، وَلَا تُكْثِرِيْ عَلَيَّ،

فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ:

سَلَامٌ عَلَيْكَ: اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسُخْطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسُخْطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ،

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

مدینہ کے باشندوں میں سے ایک آدمی کا بیان ہے کہ،

حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں خط بھیجا جس میں انہوں نے درخواست کی کہ آپ ہمیں جامع مختصر الفاظ میں وصیت لکھ بھیجیں،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں مندرجہ ذیل خط لکھا۔

تم پر سلامتی ہو اما بعد: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ "جو لوگ خدا کی خوشنودی کے طالب ہوں اور اس سلسلے میں لوگوں کی ناراضگی کی پروا نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پوری مدد فرماتا ہے اور انسانوں کی ناراضی سے ان کو نقصان نہیں پہنچنے دیتا اور جو لوگ اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی خوشنودی چاہتے ہیں تو اللہ اپنی مدد کا ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور ان کو انسانوں کے حوالے کر دیتا ہے، (جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کی نصرت سے بھی محروم رہتے ہیں اور جن کی خوشی کے لیے اللہ کو ناراض کیا تھا ان کی مدد بھی نہیں ملتی" وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔

آخرت طلبی کا صلہ

(۱۱) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ..... مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا نِيَّتَهُ فَرَّقَ اللهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ جَمَعَ اللهُ أَمْرَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ۔

(ترغیب و ترہیب)

زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا:۔

..... "جو شخص دنیا کو اپنا نصب العین بنائے گا، اللہ اس کے دل کا اطمینان و سکون چھین لے گا اور ہر وقت مال جمع کرنے کی حرص اور احتیاج کا شکار ہو گا لیکن دنیا کا اتنا ہی حصہ اسے ملے گا جتنا اللہ نے اس کے لیے مقدر کیا ہو گا۔ اور جن لوگوں کا نصب العین آخرت ہو گی، اللہ تعالیٰ ان کو قلبی سکون و اطمینان نصیب فرمائے گا اور مال کی حرص سے ان کے قلب کو محفوظ رکھے گا اور دنیا کا جتنا حصہ ان کے مقدر میں ہو گا وہ لازماً ملے گا"

اخلاصِ نیت اور اجرِ آخرت

(۱۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

إِنَّ أَقْوَامًا خَلْفَنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَّلَا وَادِيًا إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ۔ (بخاری وابوداؤد)

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تبوک کی مہم سے فارغ ہو کر ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس ہوئے تو (اثنار سفر میں) آپؐ نے فرمایا کہ:

"کچھ لوگ ہمارے پیچھے مدینہ میں مقیم ہیں لیکن وہ اس سفر میں فی الواقع ہمارے ساتھ رہے ہیں ہم لوگ جس گھاٹی میں چلے اور جو وادی ہم نے طے کی ہر جگہ وہ ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ ان کو عذر نے روک دیا تھا۔"

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے کوئی نیک عمل کرنے کی نیت کی اور کسی عذر سے وہ نہ کر سکا تو اللہ کے یہاں آخرت میں اس عمل کے اجر و انعام سے وہ محروم نہیں رہے گا۔

اخلاص نیت اور انعام الٰہی

(۱۳) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَنْ أَتَى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي أَنْ يَّقُوْمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ حَتّٰى أَصْبَحَ، كُتِبَ لَهُ مَا نَوٰى، وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَّبِّهِ۔ (نسائی، ابن ماجہ)

حضرت ابو درداءؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ:

"جو شخص اپنے بستر پر اس نیت اور ارادہ کے ساتھ لیٹا کہ وہ تہجد کے لیے اٹھے گا لیکن اس کو گہری نیند آگئی وہ اُٹھ نہیں سکا یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی تو ایسے شخص کے نامۂ اعمال میں اس رات کی نمازِ تہجد لکھی جائے گی اور یہ نیند اس کے لیے اس کے رب کی طرف سے بطور انعام شمار ہو گی۔"

اخلاص کا بے بہا ثمرہ

(۱۴) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ قَالَ حِيْنَ بُعِثَ إِلَى الْيَمَنِ،

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِيْ،

قَالَ أَخْلِصْ دِيْنَكَ يَكْفِكَ الْعَمَلُ الْقَلِيْلُ۔ (الحاکم۔ الترغیب والترہیب۔ باب الاخلاص)

حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپؐ جس وقت مجھے یمن کے علاقے میں بھیج رہے تھے میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔

آپؐ نے فرمایا "اپنی نیت کو ہر کھوٹ سے پاک رکھو، جو عمل کرو صرف خدا کی خوشنودی کے لیے کرو، تو تھوڑا عمل بھی تمہاری نجات کے لیے کافی ہو گا"

ایمانیات

ایمان، اسلام، احسان اور علاماتِ قیامت

(۱۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: سَلُوْنِیْ، فَهَابُوْهُ اَنْ یَّسْئَلُوْهُ،
فَجَآءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُکْبَتَیْهِ، فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: مَا الْاِسْلَامُ؟
قَالَ: لَا تُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّکٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ۔

قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: مَا الْاِیْمَانُ؟
قَالَ: اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلٰٓئِکَتِهٖ، وَکِتَابِهٖ، وَرُسُلِهٖ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ کُلِّهٖ۔

قَالَ: صَدَقْتَ۔ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: مَا الْاِحْسَانُ؟
قَالَ: اَنْ تَخْشَی اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ، فَاِنَّکَ اِنْ لَّا تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ۔

قَالَ صَدَقْتَ۔ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ؟
قَالَ: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ، وَسَاُحَدِّثُکَ عَنْ اَشْرَاطِهَا،

اِذَا رَاَیْتَ الْمَرْاَةَ تَلِدُ رَبَّهَا فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا،
وَاِذَا رَاَیْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُکْمَ مُلُوْکَ الْاَرْضِ فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا،
وَاِذَا رَاَیْتَ رِعَاءَ الْبُهْمِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا۔

(ترغیب وترہیب بحوالۂ بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم لوگ مجھ سے دین کی باتیں پوچھو"، لیکن لوگوں کے اندر ادب وتعظیم کی وجہ سے اس درجہ ہیبت بیٹھ گئی

تھی کہ عام طور پر پوچھتے نہیں تھے (اور ہر ایک کے اندر یہ خواہش ہوتی کہ باہر سے کوئی پوچھنے والا آئے اور پوچھے تاکہ وہ بھی آپؐ کے ارشادات سے مستفید ہوں) "چنانچہ ایک آدمی آیا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب بیٹھ گیا اور پوچھا اے اللہ کے رسولؐ اسلام کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا "کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا، نماز قائم کرنا، مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا"

آپؐ کا یہ جواب سن کر اس نے کہا "آپؐ نے ٹھیک بتایا" پھر اس نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ ایمان کیا ہے"؟

آپؐ نے فرمایا "اللہ کو ماننا، ملائکہ کو ماننا، اس کی کتاب کو ماننا، اس کے رسولوں کو ماننا، مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان لانا اور اس بات پر ایمان لانا کہ جو کچھ اس دنیا میں ہونا ہے خدا کی مشیت اور اس کے فیصلے کے تحت ہوتا ہے"

اس نے کہا "آپؐ نے سچ فرمایا" اور آپؐ سے تیسری بات پوچھی کہ "احسان کیا ہے"؟

آپؐ نے فرمایا "احسان یہ ہے کہ تم اللہ سے اس طرح ڈرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اس لیے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے"

اس نے کہا "آپؐ نے سچ فرمایا" پھر پوچھا کہ "قیامت کب آئے گی"؟

آپؐ نے فرمایا "جس طرح تم اس سے ناواقف ہو اسی طرح میں بھی اس کے آنے کے مقررہ وقت سے ناواقف ہوں۔ البتہ میں تمہیں اس کے آنے کی علامتیں بتا سکتا ہوں"

جب تم دیکھو کہ عورت اپنے مالک کی ماں بن گئی ہے تو سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے اور یہ اس کی علامت ہے۔

اور جب تم دیکھو ننگے پیر چلنے والوں کو، ننگے جسم رکھنے والوں کو جو بہرے اور گونگے ہیں ان کے ہاتھ میں زمین کا اقتدار آ گیا ہے تو یہ بھی قیامت کی علامتوں میں سے ہے۔

اور جب تم مویشیوں کے چرواہوں کو دیکھو کہ وہ بلند و بالا عمارتیں بنوانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کر رہے ہوں تو یہ بھی قیامت کی علامات میں سے ہے"

تشریح:۔ ایمان کے لغوی معنی یقین اور اعتماد کے ہیں۔ اور اسلام کے معنی اپنے آپ کو خدا

کے حوالے کر دینے کے ہیں۔ اور احسان کے معنی کسی کام کو عمدگی اور سلیقے سے کرنے کے ہیں تیسرے سوال کا منشا یہ ہے کہ کوئی آدمی اللہ کا بہتر اور متقی بندہ کس طرح بن سکتا ہے۔ اس کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا کہ حسنِ عمل اور حسنِ نیت کی دولت نہیں مل سکتی مگر اس صورت میں کہ آدمی پر ہر وقت یہ تصور چھایا رہے کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے، خدا کے سامنے موجود ہے۔ یا پھر یہ سمجھے کہ خدا تو بہرحال اسے دیکھ رہا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یا تو اپنے آپ کو خدا کے سامنے حاضر جانے یا خدا کو اپنے پاس موجود ہونے کا یقین حاصل ہو۔ اس کے بغیر کسی نیک کام میں حسن نہیں پیدا ہو سکتا۔

عورت کے اپنے مالک کی والدہ ہونے کا مطلب ہماری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کی نافرمان بن جائے، خادمہ اپنے مخدوم پر بڑائی جتانے لگے، بیٹے اپنے باپ کے سر چڑھ جائیں اور ہر چھوٹا اپنے بڑے کی عزت و احترام سے عاری ہو جائے، یہ ایک علامت ہوئی دوسری علامت یہ ہے کہ تہذیب و شائستگی سے محروم اور عقل و فکر سے عاری لوگوں کے ہاتھ میں زمین کا اقتدار آجائے۔ اور تیسری علامت یہ ہے کہ پست ذہنیت کے غریب لوگوں کے یہاں دولت کی کثرت ہو جائے اور دولت کی یہ کثرت اونچی اور شاندار عمارتوں کے بنانے اور دوسروں سے اس میں فوقیت لے جانے میں صرف ہو —— جب یہ علامتیں پائی جائیں تو سمجھو کہ قیامت قریب ہے۔ رہا وقت کا تعین تو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

یہ حدیث پڑھتے ہوئے "راہِ عمل" میں ایمانیات کا باب دیکھ لیا جائے تو مزید فائدہ ہوگا۔

کلمہ طیبہ اور اخلاص قلب

(۱۶) عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قِیْلَ وَمَا اِخْلَاصُھَا؟

قَالَ اَنْ تَحْجُزَہٗ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ (ترغیب و ترہیب) وَفِیْ حَدِیْثِ رِفَاعَۃَ الْجُھَنِیِّ عِنْدَ اَحْمَدَ۔

لَا یَمُوْتُ عَبْدٌ یَّشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِہٖ ثُمَّ یُسَدِّدُ اِلَّا سَلَکَ فِی الْجَنَّۃِ۔

وَفِي رِوَايَةٍ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ مَا جُتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

لوگوں نے پوچھا کہ "اخلاص کا مطلب کیا ہے"؟

آپؐ نے بتایا کہ "اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ کلمۂ توحید پڑھنے کے بعد وہ شخص اللہ کی تمام حرام کی ہوئی چیزوں سے رُک جائے۔"

اور مسند احمد میں رفاعہ جُہنی کی جو روایت آئی ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

"جو بندہ صدق دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس بات کی گواہی دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر سیدھے راستے پر چلے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ ہے۔

"جو بندہ کلمۂ توحید پڑھے اور پھر گناہِ کبیرہ سے دُور رہے تو وہ جنت میں جائے گا۔"

تشریح:- یہ تینوں روایتیں جو اوپر درج ہوئیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں محض لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کلمہ زبان سے پڑھ لینا جنت کی ضمانت نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ خدا اور رسولؐ کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر چلنا اور گناہِ کبیرہ کے قریب نہ پھٹکنا دخولِ جنت کے لیے ضروری ہے۔

حُسنِ عمل کی برکت

(۱۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ مَا عَمِلْنَا فِي الشِّرْكِ نُؤَاخَذُ بِهٖ؟

قَالَ مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الشِّرْكِ وَمَنْ أَسَاءَ مِنْكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِمَا عَمِلَ فِي الشِّرْكِ وَالْاِسْلَامِ۔

(مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ اسلام لانے سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں جو عمل ہم نے کیے ہیں کیا ان سے متعلق بھی ہم سے

مؤاخذہ ہوگا"؟

آپؐ نے فرمایا" جو لوگ اسلام لانے کے بعد نیک عمل کریں گے تو ان سے جاہلیت کے اعمال پر مواخذہ نہ ہوگا۔ البتہ جو لوگ اسلام لانے کے بعد بُرے کام کریں گے تو وہ دونوں زمانوں کے گناہوں میں پکڑے جائیں گے۔(جو بُرے کام جاہلیت میں کیے ہیں ان پر بھی مؤاخذہ ہوگا اور اسلام لانے کے بعد کیے گئے بُرے اعمال پر بھی ان کی پکڑ ہوگی)"۔

ایمان کی کیفیت

(۱۸) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی شَابٍّ وَھُوَ فِی الْمَوْتِ،
فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُكَ؟
قَالَ اَرْجُوا اللّٰہَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنِّیْ اَخَافُ ذُنُوْبِیْ،
فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ مَا یَرْجُوْا مِنْہُ وَاٰمَنَہٗ مِمَّا یَخَافُ۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس گئے جب کہ وہ مرنے کے قریب تھا،

آپؐ نے پوچھا کہ" اس حالت میں تم اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو"؟

اس نے کہا کہ" اے اللہ کے رسولؐ میں اللہ کی رحمت کی امید رکھتا ہوں اور اسی کے ساتھ ساتھ اپنے گناہوں کا بھی ڈر لگا ہوا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اس طرح کے موقع پر (یعنی جان کنی کے وقت) جس شخص کے دل میں یہ دونوں طرح کے خیالات ہوں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توقع کو پورا کرے گا۔ اور جس چیز سے ڈر رہا ہے اس سے محفوظ رکھے گا (یعنی جہنم کے عذاب سے بچائے گا اور اپنی رحمت کے گھر میں داخل کرے گا)"۔

تشریح:۔ یہ حدیث ہم کو ہدایت دیتی ہے کہ مومن خدا کی رحمت سے نہ تو مایوس ہوتا ہے اور نہ گناہوں کے نتائج سے بے پروا ہوتا ہے۔ یہی بات ہے جو بعض بزرگوں نے ان الفاظ میں کہی ہے کہ" ایمان ڈر اور امید کے درمیان ہے"۔ رحمت خداوندی کی امیدواری اعمال صالح پر ابھارتی ہے! ور گناہوں کے نتائج کا ڈر نافرمانیوں سے بچاتا اور توبہ و استغفار کی طرف لے جاتا ہے۔

کتاب و سُنّت کی پیروی

ادائے حق کی تاکید

(۱۹) رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

إِنَّ اللّٰہَ قَدْ أَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ، أَلَا إِنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ فَرَائِضَ وَسَنَّ سُنَنًا، وَأَحَلَّ حَلَالًا، وَحَرَّمَ حَرَامًا، وَشَرَعَ الدِّیْنَ فَجَعَلَہٗ سَہْلًا سَمْحًا وَّاسِعًا وَّلَمْ یَجْعَلْہُ ضَیِّقًا۔ (معجم طبرانی — ترغیب و ترہیب)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جس میں یہ کہا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے ہر صاحبِ حق کا حق متعین کر دیا ہے (پس صاحبِ حق کو اس کا حق دو) سنو! اللہ نے کچھ فرائض مقرر کیے ہیں (انہیں ادا کرو) اور کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں (پس ان طریقوں پر چلو) کچھ چیزیں حلال کی ہیں (انہیں استعمال کرو) کچھ چیزیں حرام کی ہیں (ان کے قریب مت جانا) تمہارے لیے اس نے جو دین تجویز کیا ہے وہ آسان اور ہموار ہے، وسیع اور کشادہ ہے تنگ نہیں ہے۔"

تشریح:۔ آخری فقرے کا مطلب یہ ہے کہ دین اور اس کے احکام پر عمل کرنے سے تمہاری زندگی تنگ ہو کر نہیں رہ جائے گی اور نہ انسانی ارتقاء کی راہ میں یہ احکام رکاوٹ بنتے ہیں، دین کی شاہراہ ہموار اور کشادہ ہے۔

قرآن سے گہرا تعلق

(۲۰) عَنْ أَبِیْ شُرَیْحٍ الْخُزَاعِیِّ قَالَ:

خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

أَلَیْسَ تَشْہَدُوْنَ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ؟

قَالُوْا بَلٰی

قَالَ إِنَّ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ طَرَفُہٗ بِیَدِ اللّٰہِ، وَطَرَفُہٗ بِأَیْدِیْکُمْ فَتَمَسَّکُوْا بِہٖ فَإِنَّکُمْ لَنْ تَضِلُّوْا، وَلَنْ تَہْلِکُوْا بَعْدَہٗ أَبَدًا۔ (ترغیب و ترہیب)

ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا:

"کیا تم لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں"؟

لوگوں نے جواب دیا "ہاں ہم لوگ ان دونوں باتوں کی شہادت دیتے ہیں۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "اس قرآن کا ایک سرا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے پس قرآن کو مضبوطی سے تھامو تو تم سیدھی راہ سے کبھی نہیں بھٹکو گے اور نہ اس کے بعد ہلاکت سے دوچار ہو گے"

تشریح:۔ یہ حدیث وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کی بہترین تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو حبل اللہ کہا ہے یعنی خدا تک پہنچنے، اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور دنیا و آخرت دونوں میں اس کی رحمت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ قرآن ہے۔

رسولؐ خدا کی وصیت

(۲۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَ فِیْ حِجَّۃِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَّا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا، کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ نَبِیِّہٖ۔ (ترغیب ترہیب)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری حج میں تقریر کی آپؐ نے فرمایا .. .. .. "میں تمہارے لیے وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جسے اگر تم نے مضبوطی سے تھامے رکھا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کا طریقہ"

احیاءِ سنت کی اہمیت

(۲۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ یَوْمًا اِعْلَمْ یَا بِلَالُ قَالَ مَا اَعْلَمُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟

قَالَ اِعْلَمْ اَنَّ مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِيْ كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِ النَّاسِ شَيْئًا۔ (ترمذی)

عمرو ابن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن بلال ابن حارث سے کہا "اے بلال! جان لو"

انہوں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ کس چیز کے جاننے کا آپ مجھے حکم دیتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا "اس بات کو جان لو کہ جو لوگ میری سُنّتوں میں سے کسی سُنّت کو اس کے مِٹ جانے کے بعد رائج کریں گے تو اُن کو اس پر عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جو لوگ کوئی نئی بات از قسم گمراہی دین میں رائج کریں گے جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مرضی کے خلاف ہوگی تو اُن کو اس بدعت پر عمل کرنے والوں کے برابر سزا ملے گی اور عمل کرنے والوں کی سزاؤں میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی"

اتباعِ سُنّت کا غیر معمولی اجر

(۲۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ۔ (ترغیب ترہیب)

ابن عباس رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا "جو شخص میری اُمت کے عام بگاڑ کے زمانے میں میرے طریقے پر چلے گا اس کو سَو شہیدوں کے برابر اجر اور انعام ملے گا"

تشریح:۔ اتنا بڑا انعام اس کو اس لیے ملے گا کہ اس کا ماحول اس کے لیے سازگار نہیں تھا، اس کی راہ میں ہر طرف کانٹے ہی کانٹے تھے لیکن اس کے باوجود اس نے لوگوں کی پسندیدہ غلط راہ نہیں اختیار کی بلکہ اس نے اپنی پوری زندگی سے اس بات کی شہادت دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی راہ ہی راہِ نجات ہے۔

عبادات

مسواک اور رضاءِ الٰہی

(۲۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا:
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ (وَفِیْ رِوَایَةٍ مَجْلَاةٌ لِّلْبَصَرِ)۔ (ترغیب و ترہیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"مسواک کرنے سے منہ کی صفائی ہوتی ہے، خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے"۔
اور ایک روایت میں ہے "آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے"۔

وضو، مسلم کی پہچان

(۲۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا:
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سُؤَالِ جِبْرَآئِیْلَ اِیَّاهُ عَنِ الْاِسْلَامِ:
فَقَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنْ تُقِیْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوةَ وَتَحُجَّ وَتَعْتَمِرَ وَتَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ وَاَنْ تُتِمَّ الْوُضُوْءَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ، قَالَ فَاِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَنَا مُسْلِمٌ؟ قَالَ نَعَمْ۔ (ترغیب بحوالہ صحیح ابن خزیمہ)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ سے پوچھا کہ "اسلام کیا ہے"؟

آپؐ نے فرمایا کہ "اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، حج و عمرہ کرو، اور جب نہانے کی ضرورت پڑ جائے تو غسل کرو اور ٹھیک طریقے سے وضو کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ سوال کرنے والے نے کہا کہ اگر میں یہ سب کر لوں تو مسلمان ہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا "ہاں"۔

تشریح:۔ یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو حدیثِ جبرئیل کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مختلف طریقوں سے بیان ہوئی ہے۔ اس حدیث میں حج، عمرہ اور وضو کا بیان ہے۔ یہاں اس ٹکڑے کے لانے سے مقصد یہ ہے کہ آدمی اچھی طرح وضو کرے یعنی جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ اچھی طرح وضو کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ نماز میں دل لگے گا، خشوع اور خضوع کی کیفیت میں اضافہ ہوگا، شیطان کا حملہ کم سے کم ہوگا اور یہ بہت بڑا فائدہ ہوگا۔

اذان۔ عذاب سے نجات

(۲۶) رُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِذَا اُذِّنَ فِیْ قَرْیَةٍ اٰمَنَہَا اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ عَذَابِہٖ ذٰلِكَ الْیَوْمَ.

(ترغیب، بحوالہ طبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب کسی بستی میں (نماز کے لیے) اذان دی جاتی ہے، تو اللہ اُس دن آنے والے عذاب سے (جو گناہوں کے سبب آسکتا تھا) اُس بستی کو بچا لیتا ہے"

اذان اور وعدۂ مغفرت وجنّت

(۲۷) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

یَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَاعِیْ غَنَمٍ فِیْ رَأْسِ شَظِیَّةٍ یُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوةِ وَیُصَلِّیْ،

فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ھٰذَا یُؤَذِّنُ وَیُقِیْمُ الصَّلٰوةَ یَخَافُ مِنِّیْ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَاَدْخَلْتُہُ الْجَنَّةَ۔

(ابوداود، نسائی)

عقبہ بن عامرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں "بکریوں کے اس چرواہے سے تمہارا رب بہت خوش ہوتا ہے جو کسی پہاڑ کی چٹان پر کھڑا ہو کر اذان دیتا ہے اور

نماز پڑھتا ہے۔

اللہ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے میرے اس بندے کو دیکھو آبادی سے دُور جنگل میں اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے وہ مجھ سے ڈرتا ہے میں اپنے اس بندے کی غلطیوں کو معاف کردوں گا اور جنت میں داخل کردوں گا۔"

محشر میں سب سے پہلا سوال

(۲۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَائِرُ عَمَلِهِ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ۔

(ترغیب بحوالہ طبرانی)

عبداللہ بن قُرط رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر بندہ اس میں پُورا اُترا تو بقیہ اعمال میں بھی کامیاب ہوگا۔ اور نماز میں پُورا نہ اُترا تو بقیہ سارے اعمال خراب ہو جائیں گے۔"

تشریح:۔ یہ اس لیے کہ نماز توحید کی عملی محسوس شکل ہے اور دین کی بنیاد ہے۔ اگر بنیاد مضبوط ہو تو عمارت مستحکم ہوگی۔ اور بنیاد کمزور ہو تو پوری عمارت کمزور ہوگی۔

آتشِ معصیت بجھانے کا وقت

(۲۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا يُنَادِيْ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ يَا بَنِيْ اٰدَمَ قُوْمُوْا اِلٰى نِيْرَانِكُمُ الَّتِيْ اَوْقَدْتُمُوْهَا فَاَطْفِئُوْهَا۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ہر نماز کے وقت اللہ کا ایک فرشتہ منادی کرتا ہے:

کہتا ہے، اے آدم کے بیٹو! جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اُسے بجھانے کے لیے اٹھو۔"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ دو نمازوں کے درمیانی وقفے میں چھوٹی بڑی بہت سی غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں اور یہی غلطیاں دوسری دنیا میں جہنم کی آگ کی شکل اختیار کریں گی تو فرشتہ یہ کہتا ہے کہ "جو آگ تم نے

بڑکائی ہے اسے بجھانے کے لیے مسجد میں آؤ، نماز پڑھو، خدا سے توبہ و استغفار کرو، توبہ و استغفار ہی کے پانی سے یہ آگ بجھتی ہے!!"

خدا کے محبوب

(۳۰) رُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ،

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

اِنَّ عُمَّارَ بُیُوْتِ اللّٰهِ هُمْ اَهْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (طبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ:

"اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والے، اور اُن کی خدمت کرنے والے اللہ کے دوست اور محبوب ہیں۔"

تشریح:۔ جو لوگ اللہ کے گھروں (مسجدوں) کے آباد کار ہیں، اور ان کی خدمت کرتے ہیں وہ لوگ خدا کے محبوب بندے ہیں۔

مسجد سے شغف ـــــ ایمان کی دلیل

(۳۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِیْمَانِ۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

آپؐ نے فرمایا "جب تم کسی آدمی کو مسجدوں میں پابندی سے نمازِ جماعت پڑھتے ہوئے دیکھو تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو۔"

نمازِ باجماعت کے لیے اٹھنے والے قدم

(۳۲) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

کَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ کَانَتْ لَا

تَخْطُطُہٗ صَلَاۃٌ،

فَقِیْلَ لَہٗ لَوِاشْتَرَیْتَ حِمَارًا تَرْکَبُہٗ فِی الظَّلْمَآءِ وَ فِی الرَّمْضَآءِ،

فَقَالَ مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ مَنْزِلِیْ اِلٰی جَنْبِ الْمَسْجِدِ، اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ یُّکْتَبَ لِیْ مَمْشَایَ اِلَی الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِیْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی اَھْلِیْ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ جَمَعَ اللّٰہُ لَکَ ذٰلِکَ کُلَّہٗ۔ (مسلم۔ترغیب)

حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی کا مکان مسجدِ نبوی سے بہت دُوری پر واقع تھا، لیکن وہ مسجدِ نبوی میں برابر آتے تھے۔ کوئی نماز فوت نہیں ہوتی تھی۔ ان سے کسی نے کہا کہ کوئی خچر کیوں نہیں خرید لیتے تاکہ گرمی کے موسم میں اور اندھیری راتوں میں اس پر سوار ہو کر مسجد پہنچو۔

انہوں نے جواب دیا "میں مسجد کے قریب گھر کو نہیں پسند کرتا۔ میں چاہتا ہوں کہ پیدل چل کر پہنچوں اور آنے جانے میں جتنے قدم اٹھیں وہ میرے نامۂ اعمال میں لکھے جائیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر فرمایا، "ان کے ہر قدم کا ثواب اللہ تعالیٰ انہیں دے گا"

فجر و عشاء کی جماعت صحابہؓ کی نظر میں

(۳۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ:

کُنَّا اِذَا فَقَدْنَا الرَّجُلَ فِی الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ اَسَأْنَا بِہِ الظَّنَّ۔

(ترغیب بحوالہ طبرانی وابن خزیمہ)

"حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی شخص کو فجر اور عشاء کی نماز باجماعت میں نہیں پاتے تھے تو اس کے بارے میں بُرا گمان قائم کرتے تھے"

تشریح:۔ یعنی ایسے شخص کے بارے میں ہم کو نفاق کا شبہ ہونے لگتا۔ منافقین بالعموم فجر اور عشاء میں نہیں آتے تھے۔ اس زمانے میں بجلی کی روشنی تو تھی نہیں، چھپنے کے مواقع حاصل تھے اس لیے یہ منافقین جن کے دل ایمان سے خالی تھے نہیں آتے تھے۔ ان کے بارے میں قرآن مجید کا بیان یہ ہے "وَلَا یَأْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِلَّا وَھُمْ کُسَالٰی" یعنی یہ نماز میں نہیں آتے مگر بڑے بادلِ ناخواستہ کسمساتے ہوئے۔

امام کے لیے سوچنے کی بات

(۳۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَعْلَمْ اَنَّهٗ ضَامِنٌ مَسْئُوْلٌ لِمَا ضَمِنَ،
وَاِنْ اَحْسَنَ كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ صَلّٰى خَلْفَهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ
مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَهُوَ عَلَيْهِ۔ (ترغیب، بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص لوگوں کی امامت کرے اُسے اللہ سے ڈرنا چاہیے، اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ لوگوں کی نمازوں کا ذمہ دار ہے اور اس کے بارے میں اس سے باز پرس ہوگی۔ اگر اس نے بہتر طریق پر امامت کی تو مقتدیوں کے برابر اس کو اجر ملے گا بغیر اس کے کہ مقتدیوں کے اجر میں کوئی کمی کی جائے۔ اور اس سے جو بھی کوتاہی سرزد ہوگی اس کا وبال اُسی پر پڑے گا، مقتدیوں پر اُس کا وبال نہ آئے گا۔"

نوافل گھر میں پڑھنے کی فضیلت

(۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا اَفْضَلُ؟ اَلصَّلَاةُ فِيْ بَيْتِيْ اَوِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ؟

قَالَ أَلَا تَرٰى اِلٰى بَيْتِيْ مَا اَقْرَبَهٗ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَلَاَنْ اُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً۔

(ابن ماجہ، مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ:

نفل نماز اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

آپؐ نے فرمایا "کیا تم نہیں دیکھتے میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے؟ نفل نماز گھر میں پڑھنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے مسجد میں پڑھنے سے۔ البتہ فرض نماز مسجد ہی میں جماعت سے پڑھی جائے گی۔"

نماز کی چوری

(۳۶) عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَۃً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِہٖ،
قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ کَیْفَ یَسْرِقُ مِنَ الصَّلَاۃِ؟
قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا۔ (ترغیب، بحوالہ طبرانی وصحیح ابن خزیمہ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرے۔"
لوگوں نے کہا
"اے اللہ کے رسولؐ نماز کو چرانے کا کیا مطلب ہے"؟
آپؐ نے بتایا کہ "نماز کی چوری کا مطلب یہ ہے کہ وہ رکوع اور سجدہ ٹھیک سے نہ کرے۔"

شیرازۂ اسلام کا بکھرنا

(۳۷) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتُنْقَضَنَّ عُرَی الْاِسْلَامِ عُرْوَۃً عُرْوَۃً، فَکُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَۃٌ تَشَبَّثَ النَّاسُ بِالَّتِیْ تَلِیْھَا، فَاَوَّلُھُنَّ نَقْضًا اَلْحُکْمُ وَاٰخِرُھُنَّ الصَّلٰوۃُ۔ (ترغیب، بحوالہ صحیح ابن حبان)

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "(ایک وقت ایسا آئے گا کہ) اسلام کے شیرازے ایک ایک کرکے بکھرنا شروع ہوں گے۔ تو جب کوئی شیرازہ بکھرے گا تو بجائے اس کو جوڑنے کے بقیہ شیرازوں پر لوگ قناعت کریں گے — تو سب سے پہلے جو شیرازہ بکھرے گا حکومتِ عادلہ (خلافتِ راشدہ، حکومتِ الٰہیہ) کا شیرازہ ہوگا۔ اور آخری بکھرنے والا شیرازہ نماز ہوگی۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ دین کی بنیادیں ایک ایک کرکے تدریج کے ساتھ ختم ہوتی جائیں گی۔ سب سے پہلے اسلام کا سیاسی اقتدار ختم ہوگا پھر زوال کی رفتار بڑھتی ہی جائے گی اور آخری کڑی بھی اس زنجیر کی ٹوٹ جائے گی۔ لوگ نماز پڑھنی چھوڑ دیں گے، اُمت کی اکثریت نماز کی تارک ہو جائے گی۔

اور یہ زوال کا آخری نقطہ ہوگا۔

زکوٰۃ کی دین میں اہمیت

(۳۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

اُمِرْنَا بِإِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَمَنْ لَّمْ يُزَكِّ فَلَا صَلَاةَ لَهُ۔

(وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ يَنْفَعُهُ عَمَلُهُ)۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"ہم کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ جو شخص نماز پڑھے مگر زکوٰۃ نہ دے تو اس کی نماز اللہ کے یہاں مقبول نہ ہوگی۔"

اور ایک دوسری روایت یہ ہے کہ "ایسا شخص مسلمان نہیں ہے جس کو اس کا عمل قیامت میں نفع دے۔"

زکوٰۃ۔ خدا کا حق

(۳۹) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

إِذَا أَدَّيْتَ زَكٰوةَ مَالِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ، وَمَنْ جَمَعَ مَالًا حَرَامًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيْهِ أَجْرٌ وَكَانَ إِصْرُهُ عَلَيْهِ۔

(ترغیب بحوالہ ابن خزیمہ، و ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ (مفروضہ) ادا کر دی تو تم اللہ کے حق سے سبکدوش ہو گئے۔ اور جس نے حرام مال جمع کیا اور اسے اللہ کی راہ میں دیا تو اس پر اسے کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ الٹا گناہ ہوگا۔"

رمضان میں روزہ اور تراویح

(۴۰) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ أُمُّهُ۔ (ترغیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

"اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے اور میں نے تمہارے لیے نمازِ تراویح تجویز کی پس جو لوگ رمضان میں روزے رکھیں گے اور تراویح پڑھیں گے ایمان اور احتساب (اجرِ آخرت کی نیّت) کے ساتھ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوں گے جیسے اس دن جب کہ وہ پیدا ہوئے تھے گناہوں سے پاک تھے"

تشریح :۔ حدیث میں قیام کا لفظ آیا ہے جس سے مُراد تراویح ہے جو شخص مومن ہو اور اجرِ آخرت کی نیّت سے یہ دونوں کام کرے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ رہے وہ گناہ جو حقوق العباد سے متعلق ہیں، وہ تو اسی وقت معاف ہوں گے جب کہ صاحبِ حق کو اس کا حق لوٹا دیا جائے یا وہ بخوشی معاف کر دے۔

سحری کھانے کی تاکید

(۴۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ اِنَّهَا بَرَكَةٌ اَعْطَاكُمُ اللّٰهُ اِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوْهَا. (نسائی، ترغیب)

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچا جب آپؐ سحری کھا رہے تھے۔

اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سحری کھانا باعثِ برکت ہے۔ یہ برکت اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو عطا کی ہے تو سحری کھانا مت چھوڑنا"

تشریح :۔ یہود اپنے روزوں میں سحری نہیں کھاتے تھے۔ اور یہ اُن کی وہ بدعت تھی جو اُن کے عالموں نے ایجاد کی تھی یا اُن کی سرکشی اور بغاوت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے سحری کھانے سے منع کر دیا تھا۔ آخری نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو ہلکے پھلکے احکام دیئے گئے۔ اور بہت سی آسانیوں سے نوازا گیا۔ انہی آسانیوں میں سے ایک آسانی سحری کھا کر روزہ رکھنا بھی ہے۔

سحری کے بابرکت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رُوحانی برکت کے ساتھ ساتھ سحری کھا کر روزہ

رکھنے سے دن میں اللہ کی عبادت اور دوسرے کاموں میں آسانی ہوتی ہے۔

روزہ، جسم کی زکوٰۃ

(۴۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَیْءٍ زَکَاةٌ وَّزَکَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ وَالصِّیَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر گندگی کو دُور کرنے والی کوئی نہ کوئی چیز اللہ نے بنائی ہے۔ اور جسم کو (امراض سے) پاک کرنے والی چیز روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔"

تشریح:۔ جدید تحقیقات کی رُو سے تمام مسلم اور غیر مسلم ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی طرز پر روزہ رکھنے سے بہت سی مہلک بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے۔ اور روزہ کے نصف صبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو دوسری عبادتوں سے زیادہ خالص اور شائبہ ریا سے پاک ہے۔ اس لیے اس سے نفس وغیرہ پر قابو پانے کی جو قوت حاصل ہوتی ہے وہ تمام دوسری عبادتوں سے حاصل ہونے والی قوت سے نصف حصہ کے برابر ہوگی۔ واللہ اعلم۔

روزہ ڈھال ہے

(۴۳) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ کَجُنَّةِ اَحَدِکُمْ مِّنَ الْقِتَالِ۔ (ترغیب و ترہیب)

عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا:

"جس طرح لڑائی میں تمہارے پاس ڈھال ہوتی ہے جو دشمن کے حملوں سے تمہیں بچاتی ہے اسی طرح یہ روزہ تمہارے لیے ڈھال ہے، جو جہنم سے بچانے والی ہے۔"

افطار کی دُعا اور اس کا اجرِ عظیم

(۴۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّصُوْمُ فَیَقُوْلُ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ،

يَا عَظِيْمُ يَا عَظِيْمُ وَاَنْتَ اِلٰهِىْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اغْفِرْ لِى الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ اِلَّا الْعَظِيْمُ،

اِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ ۔ (ترغیب وترہیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو مسلمان روزہ رکھے اور شام کے وقت یہ دُعا پڑھے،

(یا عظیمُ یا عظیم سے العظیم تک)

تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح کہ وہ اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا"

تشریح :۔ اس حدیث میں جو دُعا افطار کے وقت کی بتائی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے :

اے صاحبِ عظمت اللہ! اے عظیم اقتدار کے مالک!! تو میرا مالک ہے۔ تیرے سوا کوئی اور میرا معبود نہیں ہے۔ میرے عظیم گناہوں کو تو معاف کر دے، اس لیے کہ عظیم ہی گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔

روزے کے آداب

(۴/۵) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ اِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ فَاِنْ سَابَّكَ اَحَدٌ اَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ اِنِّىْ صَائِمٌ اِنِّىْ صَائِمٌ ۔

(ترغیب بحوالہ ابن خزیمہ و ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"صرف کھانا پانی چھوڑ دینے کا نام روزہ نہیں ہے، اصلی روزہ تو یہ ہے کہ آدمی بیہودہ اور بے کار باتوں اور شہوانی گفتگو سے بچے، پس اے روزہ دار اگر تجھے کوئی گالی دے یا جہالت پر اُتر آئے تو، تُو کہہ میں روزہ رکھے ہوئے ہوں، میں روزہ رکھے ہوں" (یعنی مشتعل ہو کر جوابی کارروائی نہ کرے)۔

سفر میں روزہ

(۴/۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ،

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ، فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ أَكْثَرُنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْكِسَاءِ، فَمِنَّا مَنْ يَتَّقِي الشَّمْسَ بِيَدِهٖ،

قَالَ فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ،

فَضَرَبُوا الْأَبْنِيَةَ وَسَقَوُا الرِّكَابَ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ،

وَفِي رِوَايَةٍ يَرَوْنَ اَنَّ مَنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَإِنَّ ذٰلِكَ حَسَنٌ،

وَيَرَوْنَ اَنَّ مَنْ وَجَدَ ضَعْفًا فَاَفْطَرَ فَإِنَّ ذٰلِكَ حَسَنٌ۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگ روزہ سے تھے اور کچھ لوگ نہیں تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک جگہ ہم لوگوں نے پڑاؤ ڈالا اور نہایت گرم دن تھا اور سب سے زیادہ آرام اور سائے میں وہ لوگ تھے جن کے پاس کمبل تھے۔ اور کچھ لوگ صرف ہاتھ سے سورج کی تپش سے بچاؤ کر رہے تھے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں یہاں پہنچ کر روزہ دار لوگ تو پڑ گئے۔ اور جو لوگ روزہ سے نہیں تھے وہ اٹھے، انہوں نے خیمے گاڑے اور سواریوں کو پانی پلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آج وہ لوگ سارا اجر سمیٹ لے گئے جو روزے سے نہیں تھے"

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ

"اُن کی (یعنی صحابہؓ) کی رائے یہ ہے کہ جو مسافر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے اور جو مسافر اپنے اندر کمزوری محسوس کرتا ہو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ روزہ نہ رکھے"

تشریح:۔ غالباً یہ سفر فتح مکہ کا سفر ہے جو رمضان میں ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے دوران

کسی مقام پر اپنا روزہ توڑ دیا تھا تاکہ لوگ بھی توڑ دیں۔ لیکن کچھ لوگوں نے اپنا روزہ باقی رکھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت نہیں کی تھی۔ جب لوگوں نے کسی جگہ قیام کیا تو جو لوگ روزہ سے تھے وہ نڈھال ہو چکے تھے اور جو لوگ روزہ سے نہیں تھے وہ پورے نشاط کے ساتھ اُٹھے، خیمے گاڑے اور سواریوں کو پانی پلایا۔

(۴۷) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ فِیْ ظِلِّ شَجَرَۃٍ یُرَشُّ عَلَیْہِ الْمَاءُ،

قَالَ مَا بَالُ صَاحِبِکُمْ؟

قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَائِمٌ،

قَالَ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ اَنْ تَصُوْمُوْا فِی السَّفَرِ، وَعَلَیْکُمْ بِرُخْصَۃِ اللّٰہِ الَّتِیْ رَخَّصَ لَکُمْ فَاقْبَلُوْھَا۔ (نسائی۔ترغیب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو درخت کے سائے میں بے ہوش پڑا تھا، لوگ اسے پانی کے چھینٹے دے رہے تھے۔

آپؐ نے پوچھا کہ "اس کو کیا ہو گیا ہے"؟

لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ یہ روزہ سے تھے، برداشت نہ کر سکے، غشی آگئی ہے،

آپؐ نے فرمایا "سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے اور تمہارے لیے ضروری ہے کہ اللہ کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھاؤ"

تشریح:۔ جس آدمی کا ڈھانچہ کمزور ہو اور روزہ رکھنے کی شکل میں اس طرح کی صورتِ حال سے دوچار ہونے کا ظن غالب ہو تو ایسے آدمی کو خدا کی بخشی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

روزۂ رمضان کی اہمیت

(۴۸) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِّنْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَۃٍ وَّلَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِہٖ

صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جو شخص رمضان کا ایک روزہ بھی بلا عذر شرعی (سفر اور مرض) چھوڑ دے، پھر مدت العمر روزے اس کی تلافی کے لیے رکھے تب بھی اس ایک روزہ کی کمی پوری نہ ہوگی"۔

روزہ خوروں کا ہولناک انجام

(۴۹) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اَتَانِیْ رَجُلَانِ فَاَخَذَا بِضَبْعَیَّ فَاَتَیَا بِیْ جَبَلًا وَعْرًا فَقَالَا اِصْعَدْ، فَقُلْتُ اِنِّیْ لَا اُطِیْقُهٗ، فَقَالَا اِنَّا سَنُسَهِّلُهٗ لَكَ فَصَعِدْتُ حَتّٰی اِذَا كُنْتُ فِیْ سَوَآءِ الْجَبَلِ اِذَا بِاَصْوَاتٍ شَدِیْدَةٍ،
قُلْتُ مَا هٰذِهِ الْاَصْوَاتُ؟
قَالُوْا هٰذَا عُوَاءُ اَهْلِ النَّارِ،
ثُمَّ انْطُلِقَ بِیْ فَاِذَآ اَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِیْنَ بِعَرَاقِیْبِهِمْ مُشَقَّقَةً اَشْدَاقُهُمْ دَمًا،
قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَآءِ؟
قَالَ الَّذِیْنَ یُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ۔ (ترغیب بحوالہ ابن خزیمہ وابن حبان)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ فرما رہے تھے "میں سو رہا تھا کہ دو آدمی آئے اور انہوں نے میرا شانہ پکڑا اور مجھے ایک سخت دشوار گزار پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھے اس پہاڑ پر چڑھنے کے لیے کہا تو میں نے انہیں بتایا کہ میں اس پر چڑھ نہیں سکتا۔
ان دونوں نے کہا کہ ہم آپ کے لیے آسانی پیدا کریں گے، چڑھو۔
چنانچہ میں چڑھ گیا اور جب پہاڑ پر بیچ میں پہنچا تو میں نے وہاں کچھ شدید قسم کی چیخیں سنیں تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا آوازیں آرہی ہیں؟
انہوں نے بتایا کہ یہ اہل جہنم کی چیخیں ہیں۔
پھر مجھے آگے لے جایا گیا تو کچھ ایسے لوگوں کو میں نے دیکھا جو الٹے ٹانگ دیے گئے

ہیں، ان کے جبڑے پھاڑ دیئے گئے ہیں اور اُن سے خون بہہ رہا ہے۔

تو میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟

تو بتایا کہ یہ روزہ خور لوگ ہیں، یہ رمضان کے مہینے میں کھاتے پیتے تھے۔"

عید ــــ انعام کا دن

(۵۰) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَوْسٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلَآئِكَةُ عَلٰى اَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا، اُغْدُوْا يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَبٍّ كَرِيْمٍ يَمُنُّ بِالْخَيْرِ ثُمَّ يُثِيْبُ عَلَيْهِ الْجَزِيْلَ، لَقَدْ اُمِرْتُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَقُمْتُمْ، وَاُمِرْتُمْ بِصِيَامِ النَّهَارِ فَصُمْتُمْ، وَاَطَعْتُمْ رَبَّكُمْ فَاقْبِضُوْا جَوَائِزَكُمْ،

فَاِذَا صَلَّوْا نَادٰى مُنَادٍ اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ قَدْ غَفَرَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِيْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ فَهُوَ يَوْمُ الْجَائِزَةِ وَيُسَمّٰى ذٰلِكَ الْيَوْمُ فِي السَّمَآءِ يَوْمَ الْجَائِزَةِ۔

(ترغیب و ترہیب)

سعد بن اوس انصاریؓ اپنے باپ حضرت اوس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو خدا کے فرشتے تمام راستوں کے نکڑ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ،

اے مسلمانو! رب کے پاس چلو جو بڑا کریم ہے اور جو نیکی اور بھلائی کی باتیں بتاتا اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دیتا ہے پھر اس پر بہت زیادہ انعام دیتا ہے۔ تمہیں اس کی طرف سے تراویح پڑھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے تراویح پڑھی، تم کو دن میں روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے رکھے اور اپنے رب کی اطاعت گزاری کی تو اب چلو اپنا انعام لے لو،

اور جب لوگ عید کی نماز پڑھ چکتے ہیں تو خدا کا ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ،

" اے لوگو! تمہارے رب نے تمہاری بخشش فرما دی پس تم اپنے گھروں کو کامیاب و کامران لوٹو! یہ عید کا دن انعام کا دن ہے اور اس دن کو فرشتوں کی دنیا میں (آسمان پر) "انعام" کا دن کہا جاتا ہے "

فریضۂ حج ادا کرنے میں جلدی

(۵۱) رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

تَعَجَّلُوْا إِلَی الْحَجِّ يَعْنِي الْفَرِيْضَةَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ مَا يَعْرِضُ لَهٗ۔ (ترغیب)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اے لوگو اگر تم پر حج فرض ہو چکا ہو تو اس کی ادائی میں جلدی کرو اس لیے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ کب کیا رکاوٹ پیش آ جائے "

تارکینِ حج کا انجام

(۵۲) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَنْ لَّمْ تَحْبِسْهُ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا۔ (ترغیب بحوالۂ بیہقی)

حضرت ابوامامہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ:

"اگر کسی شخص کو واقعی محتاجی نہیں ہے، بیمار بھی نہیں ہے اور کسی ظالم اقتدار کی طرف سے رکاوٹ بھی نہیں ہے پھر بھی اس نے حج نہیں کیا تو وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے اگر چاہے!!"

تشریح:۔ اگر حج فرض ہو چکا ہے اور اس فرض کے ادا کرنے میں کسی طرح کی کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے پھر بھی حج نہیں کرتا تو اس کا ایمان خطرے میں ہے۔

زائرینِ حرم خدا کی نظر میں

(۵۳) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ دَعَاهُمْ فَأَجَابُوْهُ وَسَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُمْ۔ (ترغیب و ترہیب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حج اور عمرہ (چھوٹا حج) کرنے والے اللہ کے معزز مہمان ہیں۔ اللہ نے انہیں اپنے یہاں آنے کے لیے کہا تو وہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور جو بھی درخواست اس کی جناب میں انہوں نے پیش کی اللہ نے قبول فرمائی۔"

تشریح:۔ اس مضمون کی کئی حدیثیں آئی ہیں۔ بعض حدیثوں میں یہ ہے کہ انہوں نے مغفرت کی درخواست کی تو اللہ نے ان کی دعا قبول کی۔ اور بعض حدیثوں میں یہ ہے کہ حج کرنے والے جن لوگوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔ یہاں پھر یہ بات یاد رکھیے کہ ایسا گناہ جو بندوں کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے وہ معاف نہیں ہوگا جب تک کہ صاحبِ حق معاف نہ کرے۔

خواتین کا جہاد ـــ حج اور عمرہ

(۵۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جِھَادُ الْکَبِیْرِ وَالضَّعِیْفِ وَالْمَرْأَۃِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَۃُ۔ (نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ:

"بوڑھوں، کمزوروں اور عورتوں کے لیے حج اور عمرہ کرنا ثواب میں جہاد کے برابر ہے۔"

حقیقی حج

(۵۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ الْحَاجُّ؟

قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ،

قَالَ فَاَیُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ؟

قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ،

قَالَ وَمَا السَّبِیْلُ؟

قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَۃُ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حاجی کون ہے (یعنی حج کرنے والے کے اندر کیا خوبی ہونی چاہیے)۔

آپؐ نے فرمایا "وہ جس کے بال پراگندہ ہوں اور جو میلے کچیلے کپڑے پہنے رہے"۔
اس نے پوچھا "حج کے افعال میں سے کون سا فعل ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے؟
آپؐ نے فرمایا "بلند آواز سے لبیک والی دُعا پڑھنا اور قربانی کرنا"۔
اُس نے پوچھا کہ "السّبِیل سے کیا مُراد ہے"؟
آپؐ نے فرمایا "سواری اور راستے کا خرچ مُراد ہے"۔

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کس طرح کے حج کرنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حج ایک عاشقانہ قسم کی عبادت ہے۔ جو لوگ محبوب کے گھر کی زیارت کو جائیں انہیں ہر وقت غسل کرنے اور کھانے پینے میں دلچسپی نہیں لینی چاہیے۔ انہیں تو جو وقت ملے اپنے محبوب کے ذکر و مناجات میں، دُعا و استغفار میں اور گریہ وزاری میں صرف کرنا چاہیے۔

آخری سوال اس نے یہ کیا کہ قرآن مجید میں حج والی آیت میں مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (آلِ عمران: ۹۷) کے الفاظ آئے ہیں اس نے پوچھا کہ سبیل کی استطاعت رکھنے سے کیا مُراد ہے۔ آپؐ نے بتایا اللہ کے گھر تک پہنچنے کے لیے سواری ہونی چاہیے اور راستہ کا خرچ ہونا چاہیے۔

اہلِ عرفات پر خدا کی نظرِ کرم

(۵۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَاِذَا وَقَفَ بِعَرَفَةَ فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ،

اُنْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِىْ شُعْثًا غُبْرًا جَاءُوْنِىْ شُعْثًا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب حاجی لوگ عرفات میں ٹھہر کر دعا اور گریہ وزاری میں مشغول ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا تک آجاتے ہیں اور فرشتوں سے کہتے ہیں،

"میرے ان بندوں کو دیکھو، بال بکھرے ہوئے، غبار سے اَٹے ہوئے! دیکھو میرے

پاس یہ اس حالت میں آئے ہیں "

تشریح :۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفات میں جب لوگ پہنچتے ہیں اور گریہ وزاری میں مشغول ہوتے ہیں تو اس موقع پر ان کی طرف اللہ کی رحمت خصوصی طور پر متوجہ ہوتی ہے۔

قربانی اور اخلاص

(۵۷) رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:
یَآ اَیُّھَا النَّاسُ ضَحُّوْا وَاحْتَسِبُوْا بِدِمَآئِھَا، فَاِنَّ الدَّمَ وَاِنْ وَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ فَاِنَّہٗ یَقَعُ فِیْ حِرْزِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

" اے لوگو قربانی کرو، جانوروں کا خون اُخروی ثواب کی نیت سے بہاؤ، قربانی کے جانور کا خون اگرچہ ظاہرًا زمین پر گرتا ہے (اور برباد ہوتا دکھائی دیتا ہے) لیکن حقیقتًا اللہ کے خزانے میں چلا جاتا ہے "

تشریح :۔ حدیث میں "حرز" کا لفظ آیا ہے، حرز اس صندوق کو کہتے ہیں جس میں آدمی اپنے کپڑے وغیرہ رکھتا ہے مطلب یہ ہے کہ قربانی کے دن قربانی کرنا سب سے بڑا کارِ ثواب ہے، قربانی کے جانور کا خون ــــ ہماری مادّی محدود نظر میں ــــ اگرچہ زمین پر گر کر برباد ہوتا ہے لیکن واقعتًہ ــــ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ــــ وہ خدا کے خزانے میں چلا جاتا ہے اور قربانی کرنے والے کے لیے ذخیرہ بنتا ہے۔

بدنصیب کون ہے ؟

(۵۸) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ عَبْدًا صَحَّحْتُ جِسْمَہٗ وَوَسَّعْتُ عَلَیْہِ فِی الْمَعِیْشَۃِ تَمْضِیْ عَلَیْہِ خَمْسَۃُ اَعْوَامٍ لَّا یَفِدُ اِلَیَّ لَمَحْرُوْمٌ۔

(ترغیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ عزّ وجلّ کہتا ہے کہ جس بندے کو میں نے صحت اور تندرستی بخشی اور روزی میں فراخی اور کشادگی دی اور پھر پانچ سال کی مدّت گزر جائے میرے پاس نہ آئے تو ایسا شخص محروم القسمت اور بدقسمت ہے۔"

تشریح:۔ تندرستی اور روزی کی کشادگی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ دونوں نعمتیں جسے حاصل ہوں اس کو زیادہ سے زیادہ خدا سے تعلق جوڑنا چاہیے۔ اور قولاً وعملاً ہر طرح سے شکرگزار بندہ بننا چاہیے۔ لیکن یہ نعمتیں پاکر ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ یا ایک سال نہیں بلکہ پانچ پانچ سال تک خدا کے پاس یعنی بیت اللہ حج کے لیے نہیں جاتا تو اس سے زیادہ محرومی کی بات کیا ہوگی۔ اسے جاننا چاہیے کہ جس نے اس کو صحت دی ہے وہ چھین بھی سکتا ہے۔ اور جس نے اس کو رزق کی کشائش سے نوازا ہے اسے پل بھر میں دانے دانے کا محتاج بنا سکتا ہے۔ اس صحت اور دولت کو غنیمت سمجھے اور جلد از جلد فریضۂ حج سے فارغ ہو۔ معلوم نہیں کہ آئندہ یہ نعمتیں اسے حاصل بھی رہیں گی یا نہیں۔

ارکانِ اسلام کا یکساں اہتمام

(۵۹) عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَرْبَعٌ فَرَضَهُنَّ اللهُ فِي الْاِسْلَامِ، فَمَنْ اَتٰى بِثَلَاثٍ لَمْ يُغْنِيْنَ عَنْهُ شَيْئًا حَتّٰى يَاْتِيَ بِهِنَّ جَمِيْعًا، اَلصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَحَجُّ الْبَيْتِ۔ (مسند احمد)

حضرت زیاد بن نُعیم حَضرَمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اسلام میں چار عبادتیں اللہ کی فرض کردہ ہیں، جو شخص ان میں سے تین عبادتیں بجا لائے (اور چوتھی چھوڑ دے)، تو وہ تینوں اس کے کام نہ آئیں گی جب تک چاروں ادا نہ کرے۔ وہ چار فرض عبادتیں یہ ہیں: نماز، زکوٰۃ، رمضان کا روزہ اور حج۔"

تشریح:۔ یہ حدیث اور دوسری ہم معنی حدیثیں بتاتی ہیں کہ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کی دین میں کیا اہمیت ہے، خاص طور پر آجکل کے مسلمانوں کے لیے یہ حدیثیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں، آج

مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ بہت بڑی اکثریت نماز کی تارک ہے، پھر جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان میں سے بہت سے لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے، کچھ صرف روزہ رکھتے ہیں نماز کے قریب نہیں جاتے، اور نہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، کچھ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی فکر کرتے ہیں مگر حج سے غافل ہیں۔ ایسے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنبیہ فرماتے ہیں کہ یہ چاروں کام انجام دو، اگر تین کرو گے اور چوتھا کام چھوڑے رکھو گے تو آخرت میں بڑی مشکل میں پھنس جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ میں نے تم پر چار بنیادی فرائض عائد کیے تھے، تین، یا دو، یا ایک نہیں، پھر یہ تقسیم تم نے کس اختیار و اقتدار کی رُو سے کی؟ بندہ ہو کر خدا کس طرح بن بیٹھے؟ بندگی کا اقرار کر کے، کلمہ پڑھ کر، مسلمان ہو کر، نبیؐ کے امتی ہوتے ہوئے یہ بغاوت کیوں کی ــــــ؟ تو بتائیے لوگ کیا جواب دیں گے اور کیسے دردناک انجام سے دوچار ہوں گے!!

مُعاشرتی حقوق

والدین کا حق

(۶۰) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ:

يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا؟

قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہ حدیث بیان ہوئی ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ "والدین کا حق ان کی اولاد پر کیا ہے"؟

آپؐ نے فرمایا "وہ تمہاری جنّت اور جہنّم ہیں"

تشریح:۔ اُن کے حقوق ادا کرو گے، اُن کی خدمت کرو گے تو جنّت کے مستحق ہو گے، اور اگر ان کا حق نہ پہچانو گے تو جہنّم میں جاؤ گے۔

ایک دوسری حدیث (۱۴۲ زادِ عمل) اور قرآن مجید کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا درجہ باپ کے مقابلے میں بڑھا ہوا ہے، قرآن مجید میں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کے معًا بعد اُن مصیبتوں اور زحمتوں کا ذکر ہوا ہے جو ماؤں کو حمل کے زمانے میں، دودھ پلانے اور پالنے کے زمانے میں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ ماں کے عظیم حق کا اندازہ ایک حدیث سے کیجیے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ

يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي حَجَجْتُ بِأُمِّي مِنَ الْيَمَنِ عَلَى ظَهْرِي، وَطُفْتُ بِهَا الْبَيْتَ وَسَعَيْتُ بِهَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَوَقَفْتُ بِهَا فِي عَرَفَاتٍ، وَدَلَفْتُ بِهَا إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ، وَرَمَيْتُ لَهَا الْجِمَارَ بِمِنًى، فَعَلْتُ ذَالِكَ كُلَّهُ وَهِيَ عَجُوْزٌ لَا حَرَاكَ بِهَا، وَأَنَا أَحْمِلُهَا عَلَى ظَهْرِي، فَهَلْ أَدَّيْتُ حَقَّهَا؟

قَالَ لِاَنَّهَا فَعَلَتْ مَا فَعَلَتْ بِكَ فِيْ صِغَرِكَ وَهِيَ تَتَمَنّٰى حَيَاتَكَ،
وَاَنْتَ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ بِهَا وَاَنْتَ تَتَمَنّٰى مَوْتَهَا۔ (الوعی، العدد ۵۸، السنۃ الخامسۃ)

اس کا ترجمہ یہ ہے :-

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا،

" اے اللہ کے رسولؐ، مَیں نے اپنی ماں کو یمن سے اپنی پیٹھ پر لاد کر حج کرایا ہے، اُسے اپنی پیٹھ پر لیے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کی، اسے لیے ہوئے عرفات گیا، پھر اسی حالت میں اسے لیے ہوئے مزدلفہ آیا اور منٰی میں کنکری ماری۔ وہ نہایت بوڑھی ہے ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی۔ مَیں نے یہ سارے کام اپنی پیٹھ پر لیے ہوئے انجام دیئے ہیں تو کیا مَیں نے اس کا حق ادا کر دیا"؟

آپؐ نے فرمایا " نہیں، اس کا حق نہیں ادا ہوا"

اس آدمی نے پوچھا " کیوں"؟

آپؐ نے فرمایا " یہ اس لیے کہ اس نے تمہارے بچپن میں تمہارے لیے ساری مصیبتیں جھیلیں اس تمنا کے ساتھ کہ تم زندہ رہو اور تم نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا اس حال میں کیا ہے کہ تم اس کے مرنے کی تمنا رکھتے ہو"

جنت ماں کے قدموں کے تلے

(۶۱) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ،
فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ؟
قَالَ نَعَمْ،
قَالَ فَالْزَمْهَا، فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا۔ (مسند احمد)

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد (جاہمہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا،

اے اللہ کے رسولؐ، مَیں جہاد میں جانا چاہتا ہوں، حاضر ہوا ہوں مشورہ حاصل کرنے

کے لیے (آپؐ کیا فرماتے ہیں)

آپؐ نے پوچھا کہ "تمہاری ماں موجود ہے"؟

انہوں نے کہا ہاں وہ زندہ ہیں،

آپؐ نے فرمایا "پھر تو تم اُن کی خدمت میں لگے رہو، تمہاری جنت اُن کے قدموں میں ہے۔"

تشریح:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ ان کی ماں زندہ ہیں اور یہ بھی معلوم تھا کہ وہ ضعیف ہو چکی ہیں، بیٹے کی خدمت کی محتاج ہیں، اور بیٹے کو جہاد میں شرکت کی تمنا تھی، آپؐ نے بتایا کہ تمہارے جہاد کا میدان تو تمہارے گھر میں ہے، جاؤ اور ماں کی خدمت میں لگو ـــــــ اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ جس کے والدین زندہ ہوں وہ دین کی خدمت کے لیے نہ نکلے، بیشتر صحابۂ کرام کے والدین زندہ تھے اور وہ جہاد اور دعوتِ دین کے لیے باہر جاتے تھے۔

والدین کے لیے دُعا و استغفار کا صلہ

(۶۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ اَوْ اَحَدُھُمَا وَاِنَّہٗ لَھُمَا لَعَاقٌّ، فَلَا یَزَالُ یَدْعُوْ لَھُمَا وَیَسْتَغْفِرُ لَھُمَا حَتّٰی یَکْتُبَہُ اللّٰہُ بَارًّا۔ (بیہقی، شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اگر کسی آدمی کے ماں باپ دونوں انتقال کر جائیں اور یہ ان کی زندگی میں نافرمان رہا (پھر اس کو ہوش آجاتا ہے) تو برابر ان کے حق میں دُعا کرتا رہے، ان کی بخشش کی استدعا کرتا رہے، تو اس آدمی کو اللہ تعالیٰ والدین کا فرماں بردار قرار دے کر نافرمانی کے وبال سے بچا لے گا۔"

والدین کی وفات کے بعد اُن سے حُسنِ سلوک کی صورتیں

(۶۳) عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ مَالِکِ بْنِ رَبِیْعَۃَ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :

بَیْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَۃَ فَقَالَ :

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ اَبَوَيَّ شَيْئٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟

قَالَ: نَعَمِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا، وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا۔

(ترغیب ترہیب بحوالہ ابو داؤد و ابن ماجہ و ابن حبان)

حضرت ابو اسید مالک ابن ربیعہ ساعدیؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمہ کا ایک آدمی آیا، اس نے پوچھا کہ،

"اے اللہ کے رسولؐ، میرے والدین وفات پا چکے ہیں تو کیا ان کا کوئی حق میرے ذمہ باقی رہ گیا ہے جسے ادا کرنا چاہیے۔

آپؐ نے فرمایا "ہاں، والدین کے مرنے کے بعد بیٹے پر ان کا یہ حق ہے کہ اُن کے لیے دُعا و استغفار کرتے رہیں، ان کی وصیتیں پوری کریں، ان سے تعلق رکھنے والے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کریں، اور ماں باپ کے دوست اور احباب کی عزت اور خاطر داری کریں۔"

خالہ کے ساتھ حُسنِ سلوک

(۶۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا كَبِيْرًا فَهَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ؟

فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَكَ وَالِدَانِ؟

قَالَ: لَا

قَالَ فَلَكَ خَالَةٌ،

قَالَ نَعَمْ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَرَّهَا اِذًا۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا کہ "اے اللہ کے رسولؐ، مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہوا ہے تو کیا اس سے توبہ کی کوئی (عملی) شکل ہے۔

آپؐ نے اس سے پوچھا "کیا تمہارے والدین زندہ ہیں"۔

اس نے کہا "نہیں"۔

آپؐ نے پوچھا "کیا تمہاری کوئی خالہ ہے"؟

اس نے کہا "ہاں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو جاؤ اور اس کی خدمت کرو"۔

تشریح :۔ توبہ کی عام شکل تو یہ ہے کہ آدمی اپنے کیے پر پچھتائے، اس کا دل روئے اور اللہ سے معافی مانگے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الٰہی کی رُو سے یہ جانا کہ اگر ماں یا خالہ کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے تو یہ گناہ دُھل سکتا ہے۔ یہ بات پیغمبر کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔

احترام معلم

(۶۵) رُوِیَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، وَتَعَلَّمُوْا لِلْعِلْمِ السَّكِیْنَةَ وَالْوَقَارَ، وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"علمِ دین سیکھو، اور دینی علم کے لیے وقار و سنجیدگی سیکھو، اور جن سے تم دین کا علم حاصل کرو اُن سے خاکسارانہ برتاؤ رکھو"۔

تشریح :۔ علماء کی تحقیقی رائے یہ ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے بعد انسانوں میں سب سے بڑا درجہ ماں باپ کا ہے، پھر استاذ کا، وہ جسمانی مربّی ہیں اور یہ دینی مربی ہیں۔ اور جسمانی تربیت کے بعد دینی و اخلاقی تربیت کا دور آتا ہے، ماں باپ معمار کی حیثیت رکھتے ہیں اور اساتذہ بنی ہوئی عمارت کو نقش و نگار سے سجاتے ہیں۔

شوہر کا حق

(۶۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ،

جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ،

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّیْ وَافِدَةُ النِّسَاءِ اِلَیْكَ، هٰذَا الْجِهَادُ كَتَبَهُ اللّٰهُ

عَلَى الرِّجَالِ، فَإِنْ أُصِيبُوْا أُجِرُوْا، وَإِنْ قُتِلُوْا كَانُوْا أَحْيَاءً عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ - وَنَحْنُ مَعْشَرُ النِّسَاءِ نَقُوْمُ عَلَيْهِمْ، فَمَا لَنَا مِنْ ذَالِكَ ؟

قَالَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

أَبْلِغِيْ مَنْ لَقِيْتِ مِنَ النِّسَاءِ أَنَّ طَاعَةَ الزَّوْجِ وَاعْتِرَافًا بِحَقِّهِ يَعْدِلُ ذَالِكَ وَقَلِيْلٌ مِّنْكُنَّ مَنْ يَفْعَلُهُ،

رَوَاهُ الْبَزَّارُ هٰكَذَا مُخْتَصَرًا وَالطَّبْرَانِيُّ فِيْ حَدِيْثٍ قَالَ فِيْ اٰخِرِهِ،

ثُمَّ جَاءَتْهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ:

إِنِّيْ رَسُوْلُ النِّسَاءِ إِلَيْكَ، وَمَا مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ عَلِمَتْ أَوْ لَمْ تَعْلَمْ إِلَّا وَهِيَ تَهْوٰى مَخْرَجِيْ إِلَيْكَ، اَللّٰهُ رَبُّ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، كَتَبَ اللّٰهُ الْجِهَادَ عَلَى الرِّجَالِ، فَإِنْ أَصَابُوْا أُجِرُوْا وَإِنْ اُسْتُشْهِدُوْا كَانُوْا أَحْيَاءً عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ - فَمَا يَعْدِلُ ذَالِكَ مِنْ أَعْمَالِهِمْ مِّنَ الطَّاعَةِ ؟

قَالَ: طَاعَةُ أَزْوَاجِهِنَّ وَالْمَعْرِفَةُ بِحُقُوْقِهِمْ، وَقَلِيْلٌ مِّنْكُنَّ مَنْ يَفْعَلُهُ۔ (ترغیب وترہیب)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، اس نے کہا:
اے اللہ کے رسولؐ، مجھے عورتوں نے آپؐ کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔(دیکھیے) یہ جہاد صرف مردوں پر فرض ہوا ہے اگر وہ زخمی ہو جائیں تو اجر پائیں، شہید ہو جائیں تو اپنے رب کے پاس زندہ رہیں گے، اس کے انعامات سے فائدہ اٹھا رہے ہوں گے اور ہم عورتیں ان کے پیچھے ان کے گھر اور بچوں کی نگرانی کرتی ہیں تو ہمیں کیا اجر ملے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”جن عورتوں سے تم ملو ان کو یہ بات پہنچا دو کہ شوہروں کی اطاعت کرنا اور ان کے حقوق کو پہچاننا جہاد کے برابر درجہ رکھتا ہے۔ لیکن تم میں سے بہت کم عورتیں ایسا کرتی ہیں۔“

اور طبرانی میں یہی حدیث آئی ہے، جس کا مضمون یہ ہے،

”نمائندہ عورت نے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، ”مجھے عورتوں نے آپؐ کے پاس

اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ اور ہر عورت چاہے اسے معلوم ہو یا نہ معلوم ہو مگر یہ کہ وہ میرے آپؐ کے پاس آنے کو پسند کرتی ہے۔ (دیکھیے) اللہ عورتوں اور مردوں دونوں کا آقا اور معبود ہے۔ اور آپؐ مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ مردوں پر جہاد فرض ہوا ہے (عورتوں پر نہیں)۔ اگر وہ دشمن کو ماریں تو اجر پائیں (اور غنیمت بھی ملے) اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو (اعلیٰ درجے کی زندگی اپنے رب کے یہاں پائیں اور اس کے انعامات سے فائدہ اُٹھائیں۔ تو ہم کس قسم کی اطاعت گزاری کریں کہ جو اُن کے کارِ جہاد کے برابر ہو۔

آپؐ نے بتایا "شوہروں کی اطاعت گزاری اور اُن کی حقوق شناسی کا وہی مرتبہ ہے جو مردوں کے جہاد کا ہے۔ اور تم میں سے کم ہی ایسا کرنے والی ہیں۔"

بیوی کا حق

(۶۷) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الْمَرْاَۃَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، فَاِنْ اَقَمْتَھَا کَسَرْتَھَا فَدَارِھَا تَعِیْشُ بِھَا۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ صحیح ابن حبان)

سُمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اب اگر تم اسے بالکل سیدھا کرنا چاہو تو توڑ ڈالو گے۔ پس اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو تو اچھی زندگی گزرے گی۔"

تشریح:۔ عورت پسلی سے پیدا کی گئی، اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے مزاج اور اس کے سوچنے اور کرنے کا ڈھنگ مرد کے مزاج سے کچھ مختلف ہوتا ہے۔ اور خاندانی نظام میں شوہر کو سربراہی اور بالا دستی حاصل ہوتی ہے۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے جذبات و حسیات کی پرواہ نہ کرے، صرف اپنی بات منوانے پر اصرار کرے تو گھر حقیقی مسرتوں سے محروم اور جھگڑے فساد کا جہنم بن جائے گا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو عورتوں کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے پیش آنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو بالآخر طلاق کی نوبت آئے گی جو خدا کی شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے اور اس کی حیثیت آخری علاج کی ہے۔ اس حدیث میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ عورتیں ٹیڑھی ہوتی ہیں اور مرد بڑے سیدھے ہوتے ہیں بلکہ یہ حدیث صرف اس لیے آپؐ نے ارشاد فرمائی ہے،

کہ غیر الہٰی جاہلی نظاموں میں عورت کے ساتھ حسنِ سلوک کے نہیں پیش آتے۔ تم لوگ خدا کے بندے ہو اس لیے ان سے اچھا سلوک کرو۔

چنانچہ بعض روایتوں میں آخری ٹکڑا یہ ہے فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم شوہروں کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ایک دوسرے کو تلقین کرو یعنی تم ان سے اچھا برتاؤ کرو اور دوسروں کو بھی اچھا سلوک کرنے کی تاکید کرو۔

اولاد کا حق

(۶۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

أَکْرِمُوْٓا أَوْلَادَکُمْ وَأَحْسِنُوْٓا أَدَبَھُمْ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ ابن ماجہ)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

”تم لوگ اپنی اولاد کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کرو اور ان کو اچھی تعلیم و تربیت دو۔“

تربیتِ اہل و اولاد

(۶۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

لَا یَسْتَرْعِی اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَبْدًا رَعِیَّۃً قَلَّتْ اَوْ کَثُرَتْ اِلَّا سَأَلَہُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَنْھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَقَامَ فِیْھَا اَمْرَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی أَمْ اَضَاعَہٗ حَتّٰی یَسْأَلَہٗ عَنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ خَاصَّۃً۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ جب کسی بندے کو کچھ لوگوں پر اقتدار بخشتا ہے تو چاہے وہ تھوڑے ہوں یا زیادہ ہوں، اس بندے سے اللہ قیامت کے دن اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں محاسبہ ضرور کرے گا کہ جو لوگ اس کے ماتحت تھے ان پر اللہ کا دین جاری کیا یا اس کو برباد کر دیا۔ یہاں تک کہ آدمی کے اپنے مخصوص اہلِ خاندان (بیوی بچوں) کے بارے میں بھی سوال کرے گا۔“

تشریح:۔ یعنی شوہر سے بیوی بچوں اور دوسرے زیرِ کفالت لوگوں کے متعلق پوچھا جائیگا

کہ ان کی دینی و اخلاقی تربیت کہاں تک کی۔ اگر آدمی نے اپنے بس بھر ان کو دین سکھانے اور دین دار بنانے کی کوشش کی تو چھٹکارا مل جائے گا ورنہ بڑی مشکل میں پھنس جائے گا چاہے وہ اپنی ذات کی حد تک کتنا ہی خدا پرست اور دین دار ہو۔

غریب مسلمانوں کا حق

(۷۰) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ اِدْخَالُكَ السُّرُوْرَ عَلٰی مُؤْمِنٍ اَشْبَعْتَ جُوْعَتَہٗ اَوْ کَسَوْتَ عَوْرَتَہٗ اَوْ قَضَیْتَ لَہٗ حَاجَۃً۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "سب سے اچھا عمل کون سا ہے"؟

آپؐ نے فرمایا "کسی مسلمان کا دل خوش کر دینا بڑے ثواب کا کام ہے، اگر بھوکا ہو کھانا کھلا دو، اس کے پاس کپڑے نہ ہوں تو کپڑے پہنا دو یا اس کی کوئی ضرورت اٹکی ہوئی ہو تو اسے پوری کر دو۔"

مسلمانوں کی حاجت روائی

(۷۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا مُؤْمِنٍ اَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلٰی جُوْعٍ اَطْعَمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّۃِ،

وَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ سَقٰی مُؤْمِنًا عَلٰی ظَمَاٍ سَقَاہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ،

وَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ کَسَا مُؤْمِنًا عَلٰی عُرْیٍ کَسَاہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّۃِ۔ (ترمذی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "جس کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا۔

جس مسلمان نے کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلایا تو اللہ اس کو قیامت کے دن

مُہر بند شراب (یعنی بہترین مشروب نشے سے پاک) پلائے گا۔
اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کپڑا پہنایا جسم کے ننگے ہونے کی حالت میں تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جنّتی پوشاک پہنائے گا"

ناداروں کی مدد کا صلہ

(۷۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ اَطْعَمَ اَخَاهُ حَتّٰى يُشْبِعَهُ، وَسَقَاهُ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى يُرْوِيَهُ بَاعَدَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ سَبْعَ خَنَادِقَ مَا بَيْنَ كُلِّ خَنْدَقَيْنِ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس نے اپنے بھائی کو پیٹ بھر کھانا کھلایا اور پانی سے اس کی پیاس بجھائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جہنم سے سات خندقوں کے فاصلے پر رکھے گا اور ہر دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کے سفر کا فاصلہ ہے"

نیکی کی طرف متوجہ کرنے والا

(۷۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ اِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ۔
(ترغیب و ترہیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "جو شخص کسی کو نیک کام بتائے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کرنے والے کو ملے گا۔ اور اللہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ مصیبت زدہ (خواہ کوئی ہو، مسلم ہو یا غیر مسلم) کی مدد کی جائے"

ملازمین کے ساتھ نرمی

(۷۴) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ،

قَالُوْا، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَلَیْسَ اَخْبَرْتَنَا أَنَّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ اَکْثَرُ الْاُمَمِ مَمْلُوْکِیْنَ وَیَتَامٰی،

قَالَ نَعَمْ، فَأَکْرِمُوْھُمْ کَکَرَامَۃِ اَوْلَادِکُمْ، وَاَطْعِمُوْھُمْ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ،

قَالُوْا، فَمَا یَنْفَعُنَا مِنَ الدُّنْیَا؟

قَالَ، فَرَسٌ تَرْبِطُہٗ تُقَاتِلُ عَلَیْہِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، مَمْلُوْکُکَ یَکْفِیْکَ، فَاِذَا صَلّٰی، فَھُوَ اَخُوْکَ ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ احمد و ابن ماجہ و ترمذی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جو اپنے اقتدار و اختیار کو غلط طریقے سے استعمال کرتا ہو" (نوکروں اور غلاموں پر سختی کرتا ہو)

لوگوں نے کہا،

"اے اللہ کے رسولؐ کیا آپؐ نے ہمیں نہیں بتایا تھا کہ دوسری امتوں کے مقابلے میں اس اُمت میں یتیم اور غلام زیادہ ہوں گے" آپؐ نے فرمایا "ہاں، مَیں نے تمہیں یہ بات بتائی ہے، تو تم لوگ اُن (یتیموں اور غلاموں) کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جیسا اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہو، ان کو وہ کھانا کھلاؤ جو تم کھاتے ہو"۔

لوگوں نے پوچھا "ہم کو دُنیا کی کون سی چیز (آخرت میں) نفع پہنچائے گی"؟

آپؐ نے فرمایا "وہ گھوڑا جسے تم تھان پر باندھ کر کھلاؤ تاکہ اس پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرو، تمہارا غلام تمہاری جگہ کام کرتا ہے اس سے اچھا سلوک کرو، اور اگر وہ نماز پڑھتا ہو (مسلمان ہو) تو وہ تمہارے اچھے برتاؤ کا زیادہ مستحق ہے"۔

تشریح :- اس حدیث میں غلاموں کا ذکر ہے، یہی حکم گھر کے مستقل نوکروں کا بھی ہے۔

برداشت کے مطابق بوجھ ڈالنا

(۷۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

لِلْمَمْلُوْکِ طَعَامُہٗ وَشَرَابُہٗ وَکِسْوَتُہٗ، وَلَا یُکَلَّفُ اِلَّا مَا یُطِیْقُ، فَاِنْ

كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ وَلَا تُعَذِّبُوا عِبَادَ اللهِ خَلْقًا أَمْثَالَكُمْ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تمہارے غلاموں کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں کھانا پانی دو اور کپڑے پہناؤ، اور ان پر کاموں کا اتنا ہی بوجھ ڈالو جتنا وہ اٹھا سکتے ہوں، اور اگر بھاری کام ان سے کراؤ تو تم اُن کی مدد کرو، اور اے اللہ کے بندو اُن لوگوں کو جو تمہاری طرح اللہ کی مخلوق اور تمہاری طرح انسان ہیں عذاب اور تکلیف میں مت مبتلا کرو۔"

ملازموں کے ساتھ نرمی کا صلہ

(۷۶) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَا خَفَّفْتَ عَنْ خَادِمِكَ مِنْ عَمَلِهِ كَانَ لَكَ أَجْرًا فِي مَوَازِينِكَ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ ابو یعلیٰ)

حضرت عمر بن حُرَیث رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم اپنے ملازموں سے جتنی ہلکی خدمت لوگے اتنا ہی اجر و ثواب تمہارے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔"

حیوانات پر شفقت

(۷۷) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ حِمَارٌ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كُوِيَ فِي وَجْهِهِ يَفُورُ مِنْخَرَاهُ مِنْ دَمٍ،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَعَنَ اللهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا، ثُمَّ نَهَى عَنِ الْكَيِّ فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابن حبان و ترمذی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک گدھا گزرا، جس کے چہرے کو داغ دیا گیا تھا، اس کے دونوں نتھنوں سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا،

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اس شخص پر لعنت کرے جس نے یہ حرکت کی

پھر آپؐ نے ممانعت فرمائی کہ نہ تو چہرے کو داغا جائے نہ چہرے پر مارا جائے ؎

جانور پر نشانہ بازی کی ممانعت

(۷۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ مَرَّ بِفِتْیَانٍ مِّنْ قُرَیْشٍ قَدْ نَصَبُوْا طَیْرًا اَوْ دَجَاجَۃً یَتَرَامَوْنَہَا وَقَدْ جَعَلُوْا لِصَاحِبِ الطَّیْرِ کُلَّ خَاطِئَۃٍ مِّنْ نَّبْلِہِمْ، فَلَمَّا رَاَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ:

مَنْ فَعَلَ ھٰذَا؟ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ فَعَلَ ھٰذَا۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَیْئًا فِیْہِ الرُّوْحُ غَرَضًا۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ کچھ قریش لڑکوں پر ان کا گزر ہوا جو کسی چڑیا یا مرغی کو باندھ کر اس پر نشانے کی مشق کر رہے تھے اور چڑیا کے مالک سے انہوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ جو تیر خطا کر جائے گا وہ اس کا ہوگا۔ جب ان لڑکوں نے عبداللہ ابن عمرؓ کو دیکھا تو اِدھر اُدھر بھاگ گئے، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا،

"کس نے یہ حرکت کی؟ اللہ لعنت کرے اس پر جس نے یہ کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار کو نشانہ بنائے (اور اس پر نشانہ بازی کی مشق کرے)"

ایک اونٹ کا واقعہ

(۷۹) عَنْ یَحْیَی ابْنِ مُرَّۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ وَکُنْتُ مَعَہٗ یَعْنِیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسًا ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ جَآءَ جَمَلٌ یَخُبُّ حَتّٰی ضَرَبَ بِجِرَانِہٖ بَیْنَ یَدَیْہِ، ثُمَّ ذَرَفَتْ عَیْنَاہُ،

فَقَالَ، وَیْحَکَ اُنْظُرْ لِمَنْ ھٰذَا الْجَمَلُ؟ اِنَّ لَہٗ لَشَاْنًا،

قَالَ، فَخَرَجْتُ اَلْتَمِسُ صَاحِبَہٗ فَوَجَدْتُہٗ لِرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَدَعَوْتُہٗ اِلَیْہِ،

فَقَالَ: مَا شَاْنُ جَمَلِکَ ھٰذَا؟

فَقَالَ: وَمَا شَأْنُهُ؟ لَآ أَدْرِيْ وَاللّٰهِ مَا شَأْنُهُ عَمِلْنَا عَلَيْهِ، وَنَضَحْنَا عَلَيْهِ حَتّٰى عَجَزَ عَنِ السِّقَايَةِ فَائْتَمَرْنَا الْبَارِحَةَ أَنْ نَنْحَرَهُ وَنُقَسِّمَ لَحْمَهُ،

قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، هَبْهُ لِيْ أَوْ بِعْنِيْهِ،

قَالَ: بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: فَوَسَمَهُ بِمِيْسَمِ الصَّدَقَةِ، ثُمَّ بَعَثَ بِهٖ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ احمد)

یحییٰ ابن مرہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اونٹ تیزی سے دوڑتا ہوا آیا اور گھٹنے ٹیک کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، حضور نے مجھ سے فرمایا "جاؤ دیکھو یہ کس کا اونٹ ہے اس کے ساتھ کوئی قصہ پیش آیا ہے (جبھی تو رو رہا ہے)۔"

میں اس اونٹ کے مالک کی تلاش میں نکلا معلوم ہوا کہ یہ فلاں انصاری کا اونٹ ہے میں اس کو بلا کر حضور کے پاس لے گیا،

آپ نے اس سے پوچھا "یہ تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے" (کیوں رو رہا ہے)

اس نے جواب دیا کہ مجھے تو نہیں معلوم وہ کیوں رو رہا ہے، ہم نے اس سے کام لیا، کھجوروں اور باغوں میں اس پر مشک لاد کر پانی دیئے یہاں تک کہ اب وہ آب پاشی کے لائق نہیں رہا تو گزشتہ رات ہم نے باہم مشورہ کیا کہ اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر لیں۔

آپ نے فرمایا "تم لوگ ذبح نہ کرو یا تو مجھے بلا قیمت دے دو یا میرے ہاتھ بیچ دو۔"

انصاری نے کہا "اے اللہ کے رسول، آپ اسے بلا قیمت قبول فرمالیں۔"

راوی (یعنی ابن مرہؓ) کہتے ہیں آپ نے اس اونٹ پر بیت المال کے جانوروں کا نشان لگایا پھر اسے سرکاری جانوروں میں شامل کرنے کے لیے بھیج دیا۔

بکری کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کر لو

۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ وَاضِعٍ

رِجْلَهٗ عَلٰی صَفْحَۃِ شَاۃٍ وَّھُوَ یَحُدُّ شَفْرَتَهٗ، وَھِیَ تَلْحَظُ اِلَیْهِ بِبَصَرِھَا،
قَالَ أَفَلَا قَبْلَ ھٰذَا؟ أَوَتُرِیْدُ اَنْ تُمِیْتَهَا مَوْتَتَیْنِ؟
وَفِیْ رِوَایَۃٍ أَتُرِیْدُ اَنْ تُمِیْتَهَا مَوْتَاتٍ؟ ھَلَّا اَحْدَدْتَ شَفْرَتَكَ
قَبْلَ اَنْ تُضْجِعَھَا؟

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو بکری کو گرا کر اس کے چہرے پر اپنا پیر رکھے ہوئے چھری کو تیز کر رہا ہے اور بکری اس کے اس عمل کو دیکھ رہی ہے۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا یہ بکری ذبح کرنے سے پہلے نہ مر جائے گی؟ کیا تم اس کو دوہری موت دینا چاہتے ہو؟"

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں "کیا تم اس کو بار بار موت دینی چاہتے ہو؟ اس کو لٹانے سے پہلے تم نے اپنی چھری کیوں نہیں تیز کر لی؟"

جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرو

(۸۱) رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا قَالَ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِّ الشِّفَارِ
وَاَنْ تُوَارٰی عَنِ الْبَهَائِمِ،
وَقَالَ اِذَا ذَبَحَ اَحَدُکُمْ فَلْیُجْهِزْ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو تیز چھری سے ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس بات کا بھی حکم دیا کہ دوسرے جانوروں کے سامنے جانور ذبح نہ کیا جائے،

نیز آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی جانور کو ذبح کرے تو جلدی سے اس کا کام تمام کر دے (دیر تک تڑپنے کے لیے نہ چھوڑے)۔"

(۸۲) عَنِ الشَّرِیْدِ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ،
مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثًا عَجَّ اِلَی اللہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَقُوْلُ یَارَبِّ اِنَّ
فُلَانًا قَتَلَنِیْ عَبَثًا وَلَمْ یَقْتُلْنِیْ مَنْفَعَۃً۔

حضرت شریدرضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے "جو شخص کسی گوریا کو بے کار مارے گا تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرے گی کہے گی اے میرے رب، اس شخص نے مجھ کو بے کار قتل کیا تھا، گوشت کھانے کے لیے مجھے نہیں مارا تھا"

تشریح :۔ جانوروں کا شکار تفریحاً کرنا بہت بڑا گناہ ہے اُن کو کھانے کے لیے ہی شکار کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی اس لیے کہ ان کے خالق نے انسانوں کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

مُثلہ کی ممانعت

(۸۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَثَّلَ بِذِي رُوْحٍ ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مَثَّلَ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (مسند احمد)

عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ "جس نے کسی جاندار کا مُثلہ کیا اور بغیر توبہ کے مر گیا تو قیامت کے دن اللہ اس کا مُثلہ کرے گا"

(مُثلہ سے مراد اعضاء کاٹنا ہے)۔

مُعاملات

حلال کمائی

(۸۴) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَآ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، فَاِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَاِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرُمَ۔ (ابن ماجہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے لوگو! اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں غلط طریقہ مت اختیار کرنا اس لیے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک کہ اسے پورا رزق نہ مل جائے اگرچہ اس کے ملنے میں کچھ تاخیر ہو سکتی ہے۔ تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں اچھا طریقہ اختیار کرنا۔ حلال روزی حاصل کرو اور حرام روزی کے قریب نہ جاؤ۔"

مزدور کی کمائی

(۸۵) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

خَيْرُ الْكَسْبِ كَسْبُ الْعَامِلِ اِذَا نَصَحَ۔ (مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، "بہترین کمائی مزدوری کی کمائی ہے بشرطیکہ اپنے مالک کا کام خیر خواہی اور خلوص سے انجام دے۔"

محنت کی کمائی

(۸۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا، "اللہ اس مسلمان سے محبت کرتا ہے جو کوئی محنت کرکے روزی کماتا ہے۔"

تجارت

(۸۷) عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ خَالِهٖ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَفْضَلِ الْكَسْبِ،

فَقَالَ بَيْعٌ مَبْرُوْرٌ وَعَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ۔ (مسند احمد)

حضرت جُمیع اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں اُن کے ماموں نے بتایا کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا سب سے بہتر اور افضل کمائی کون سی ہے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا "تجارت جس میں نافرمانی رب کے طریقے نہ اختیار کیے جائیں اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا (یہ دونوں ـــــ تجارت اور جائز پیشہ ـــــ روزی حاصل کرنے کے بہترین طریقے ہیں)۔"

روزی کمانے کا صحیح تصوّر

(۸۸) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَرَأَى أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَلَدِهٖ وَنَشَاطِهٖ،

فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ كَانَ هٰذَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعٰى عَلٰى وَلَدِهٖ صِغَارًا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،

وَإِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعٰى عَلٰى نَفْسِهٖ يُعِفُّهَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،

وَإِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعٰى رِيَاءً وَّمُفَاخَرَةً فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ الشَّيْطَانِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ صحابہؓ نے دیکھا کہ وہ رزق کے حصول میں بہت متحرک ہے اور پوری دلچسپی لے رہا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا،

"اے اللہ کے رسولؐ اگر اس کی یہ دَوڑ دھوپ اور دلچسپی اللہ کی راہ میں ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا "اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کے لیے دوڑ دھوپ کر رہا ہے تو یہ اللہ کی راہ ہی میں شمار ہوگی،

اور اگر بوڑھے والدین کی پرورش کے لیے کوشش کر رہا ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہی شمار ہوگی۔
اور اگر اپنی ذات کے لیے کوشش کر رہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچا رہے تو یہ کوشش بھی فی سبیل اللہ شمار ہوگی۔
البتہ اگر اس کی یہ محنت زیادہ مال حاصل کر کے لوگوں پر برتری جتانے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے ہے تو یہ ساری محنت شیطان کی راہ میں شمار ہوگی ؎

تشریح :۔ مومن کی پوری زندگی عبادت ہے اور اس کا ہر کام باعثِ اجر و ثواب ہے۔ اسلام میں زہد و تقویٰ کا اور عبادت کا جو وسیع تصور ہے وہ اس حدیث سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ہے مَآ اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَاَھْلِہٖ وَوَلَدِہٖ وَخَادِمِہٖ فَھُوَ صَدَقَۃٌ۔ (ترغیب ترہیب) مومن آدمی اپنی ذات پر، اپنی بیوی پر، اپنے بچوں پر اور اپنے ملازموں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ سب صدقہ اور عبادت ہے جس پر اسے اجر ملے گا۔

مال کے بارے میں صحیح طرزِ فکر

(۸۹) عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ قَالَ،

کَانَ الْمَالُ فِیْمَا مَضٰی یُکْرَہُ، فَاَمَّا الْیَوْمَ فَھُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ،
وَقَالَ لَوْلَا ھٰذِہِ الدَّنَانِیْرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا ھٰٓؤُلَآءِ الْمُلُوْکُ،
وَقَالَ مَنْ کَانَ فِیْ یَدِہٖ مِنْ ھٰذِہٖ شَیْءٌ فَلْیُصْلِحْہُ، فَاِنَّہٗ زَمَانٌ اِنِ احْتَاجَ کَانَ اَوَّلَ مَنْ یَّبْذُلُ دِیْنَہٗ،
وَقَالَ الْحَلَالُ لَا یَحْتَمِلُ السَّرَفَ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا: "اب سے پہلے۔ دورِ نبوت اور دورِ خلافت میں —— مال ایک ناپسندیدہ چیز شمار ہوتا تھا، لیکن ہمارے زمانے میں مال مومن کی ڈھال ہے"،
فرمایا "اگر یہ درہم و دینار آج ہمارے پاس نہ ہوتے تو بادشاہ اور امراء ہم کو اپنا رومال بنا لیتے۔
آج جس شخص کے پاس کچھ درہم و دینار ہوں اس کو کسی کام میں لگائے (تاکہ نفع ہو، مال بڑھے) کیونکہ یہ ایسا دور ہے کہ اگر آدمی محتاج ہو جائے تو سب سے پہلے وہ اپنا دین بیچ دے گا۔

حلال کمائی خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہے "

تشریح :۔"بادشاہ اور امراء ہم کو اپنا رومال بنا لیتے" کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہمارے پاس مال نہ ہوتا تو ان بادشاہوں اور امیروں کے یہاں جانے پر مجبور ہوتے، اور وہ ہمیں اپنے باطل اغراض میں استعمال کرتے، لیکن ہمارے پاس مال موجود ہے اس لیے ہم ان سے بے نیاز ہیں، دورِ نبوت اور دورِ صحابہؓ میں لوگوں کا ایمان طاقتور تھا اس لیے تنگ دستی کی حالت میں وہ ہر طرح کی ایمانی آفتوں سے محفوظ رہے، اور آج کل کے لوگوں کا ایمان بالعموم کمزور ہے، اس لیے فقر و احتیاج کی حالت میں اپنا دین و ایمان بیچ دینے کے لیے تیار ہو جائیں گے، اس لیے سفیان ثوریؒ یہ نصیحت فرما رہے ہیں، ان کا منشا عیش کوشی کی تلقین نہیں ہے۔

آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ حلال روزی میں اسراف نہیں ہے، اسراف کا تعلق حرام سے ہے، مثلاً اگر کوئی عمدہ کپڑے پہنے، عمدہ غذا کھائے تو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ فضول خرچ کرتا ہے، اسراف کرتا ہے، شرط یہ ہے کہ اس کا عمدہ لباس اور عمدہ غذا حلال ذرائع سے حاصل ہوئی ہو۔

قرض دینے کی ترغیب

(۹۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" ہر قرض صدقہ ہے "

تشریح :۔ مطلب یہ ہے کہ خوش حال آدمی، اگر کسی غریب کو قرض دے تو یہ ثواب کا کام ہے، اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پائے گا، یہ اس لیے کہ اس غریب کی مشکل آسان کر دی، تو خدا قرض دینے والے کی مشکل کو قیامت کے دن آسان کرے گا۔

(۹۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّةً اِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّتَيْنِ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو مسلمان کسی مسلمان کو ایک بار قرض دے گا، تو اس کو اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے دو مرتبہ اتنی رقم راہِ خدا میں دی۔"

مقروض کو مہلت دینے کا انعام

(۹۲) عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ،

فَقَالُوْا عَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا؟

قَالَ لَا،

قَالُوْا تَذَكَّرْ،

قَالَ كُنْتُ اُدَايِنُ النَّاسَ فَاٰمُرُ فِتْيَانِيْ اَنْ يُّنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَيَتَجَوَّزُوْا عَنِ الْمُوْسِرِ،

قَالَ، قَالَ اللّٰهُ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ۔ (بخاری، ترغیب)

حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

"تم سے پہلے جو (مسلمان) گزرے ہیں ان میں سے ایک (مسلمان) کے پاس (مرنے کے بعد) فرشتے پہنچے۔

انہوں نے پوچھا "تم نے دُنیا میں کوئی اچھا کام کیا ہے"؟

اس نے کہا "نہیں"

فرشتوں نے کہا "یاد کرو، حافظے پر زور ڈالو، کوئی کام کیا ہو تو بتاؤ"،

اس نے کہا "مَیں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، اور اپنے ملازموں کو ہدایت کرتا تھا کہ قرض دار تنگ دست وقتِ مقررّہ پر قرضہ واپس نہ کر سکے تو اسے مزید مہلت دے دینا اور اگر قرض دار قرض واپس کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو اُس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ نے فرشتوں سے کہا "اس کی غلطیوں کو معاف کر دو۔"

تشریح:۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کا کوئی خاص عمل اتنا پسند آجاتا ہے کہ اس کے بہت سے گناہوں پر پردہ ڈال کر اسے جنت کا مستحق قرار دے دیتا ہے، اس طرح کے واقعات بکثرت احادیث میں بیان ہوئے ہیں، معلوم نہیں، کب کسی بندے کا کوئی عمل مالک کو پسند آجائے!

(۹۳) عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:
مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهٗ كُلَّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ اَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ فَاَنْظَرَهٗ
بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ كُلَّ يَوْمٍ مِّثْلَيْهِ صَدَقَةٌ۔ (مسند احمد)

حضرت بُرَیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا ہے:
"جس نے کسی تنگ دست کو ایک متعینہ مُدت تک کے لیے قرض دیا تو معینہ وقت آنے تک قرض دینے والے کے نامۂ اعمال میں ہر دن ایک صدقہ لکھا جاتا رہتا ہے، اور متعین وقت آگیا اور وہ ادا نہ کرسکا اور قرض خواہ نے مزید مہلت دے دی تو اب ہر دن اس کے نامۂ اعمال میں دو صدقے لکھے جاتے رہیں گے۔"

سود خوری

(۹۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
مَا اَحَدٌ اَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا اِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهٖ اِلٰى قِلَّةٍ،
وَفِيْ صَحِيْحِ الْاِسْنَادِ فِيْ لَفْظٍ لَّهٗ:
اَلرِّبَا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ اِلٰى قُلٍّ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ ابن ماجہ و حاکم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا،
"جو آدمی سودی مال جمع کرتا ہے تو اس کا انجام تنگ دستی ہوتی ہے۔"
اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:
"سودی مال چاہے کتنا ہی زیادہ ہوجائے بالآخر تنگ دستی اس کا نتیجہ ہوتا ہے۔"

سُود خور کا انجام بد

(۹۵) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ لَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَنَظَرْتُ
فَوْقِيْ فَاِذَا اَنَا بِرَعْدٍ وَبُرُوْقٍ وَصَوَاعِقَ۔
قَالَ فَاَتَيْتُ عَلٰى قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرٰى مِنْ خَارِجِ

بُطُونِهِم،

قُلْتُ، يَا جِبْرِيلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟

قَالَ هٰؤُلَاءِ اٰكَلَةُ الرِّبَا۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ مسند احمد و ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس رات مجھے معراج ہوئی اس رات جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اوپر کی طرف دیکھا۔ وہاں گرج، چمک اور کڑک ہو رہی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، "میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے پیٹ اس طرح پھولے ہوئے تھے کہ جیسے گھر معلوم ہوتا تھا۔ ان میں سانپ ہی سانپ تھے۔ اور یہ سانپ باہر سے نظر آتے تھے۔"

میں نے پوچھا "اے جبریل، یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ سود خور لوگ ہیں۔"

(۹۶) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي، فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ، فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهْرِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيْهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا الَّذِي رَأَيْتُهُ فِي النَّهْرِ؟ قَالَ آكِلُ الرِّبَا۔

(ترغیب ترہیب بحوالہ بخاری)

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "رات میں نے دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس لے گئے۔ وہاں سے اوپر کو چلے یہاں تک کہ ہم سب خون کے ایک دریا کے پاس پہنچے جس میں ایک آدمی کھڑا ہوا تھا اور دریا کے کنارے پر ایک اور آدمی تھا جس کے ہاتھ میں پتھر تھے۔ وہ آدمی جو دریا میں کھڑا تھا۔ وہ نکلنے کے لیے آگے بڑھتا تو کنارے کا آدمی اس کے چہرے پر پتھر مار مار کر وہیں پہنچا دیتا جہاں سے وہ چلا تھا۔ اسی طرح مسلسل ہو رہا تھا، وہ نکلنے کی کوشش کر رہا تھا اور یہ نکلنے نہیں دیتا تھا۔ جب بھی کنارے

پر آیا اس نے چہرے پر ایک پتھر مار کر لوٹا دیا۔ تو میں نے جبریل ؑ سے پوچھا جسے میں یہ بیان دیکھ رہا ہوں وہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں سود کھاتا تھا۔"

وراثت سے محروم کرنا گناہ ہے

(۹۷) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ اَسْلَمَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِخْتَرْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا،

فَلَمَّا كَانَ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ طَلَّقَ نِسَاءَهُ وَقَسَمَ بَيْنَ اِخْوَةِ اَبِيْهِ

فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ،

فَقَالَ اِنِّيْ لَاَظُنُّ الشَّيْطَانَ فِيْ مَا يَسْتَرِقُ مِنَ السَّمْعِ سَمِعَ بِمَوْتِكَ فَقَذَفَهُ فِيْ نَفْسِكَ وَلَعَلَّكَ اَنْ لَّا تَمْكُثَ اِلَّا قَلِيْلًا، وَاَيْمُ اللّٰهِ لَتُرَاجِعَنَّ نِسَاءَكَ وَلَتَرْجِعَنَّ فِيْ مَالِكَ وَاِلَّا لَاُوَرِّثُهُنَّ مِنْكَ وَلَاٰمُرَنَّ بِقَبْرِكَ فَيُرْجَمُ كَمَا رُجِمَ قَبْرُ اَبِيْ رِغَالٍ۔ (مسند احمد)

حضرت سالم اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف کے غیلان ابن سلمہ جب اسلام لائے تو ان کے پاس دس بیویاں تھیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا" ان میں سے چار بیویوں کا انتخاب کرو باقی چھ کو چھوڑ دو"

غیلان بن سلمہؓ نے عمر بن خطابؓ کی خلافت کے زمانے میں اپنی ان چاروں بیویوں کو طلاق دے دی اور پورا مال اپنے باپ کے بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو ہوئی تو غیلان کو بلایا اور کہا

"میرا خیال ہے کہ شیطان نے اوپر جا کر تمہاری موت کی خبر سن لی ہے اور اس نے آکر تمہیں بتا دیا ہے کہ اب تم تھوڑے ہی دنوں زندہ رہو گے (اس لیے تم نے اپنی بیویوں کو وراثت سے محروم رکھنے کے لیے طلاق دی اور سارا مال اپنے باپ کے بھائیوں میں تقسیم کر دیا) میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی بیویوں سے تمہیں رجوع کرنا ہوگا اور تقسیم کیے ہوئے مال کو واپس لینا ہوگا ورنہ

میں زبردستی تمہاری بیویوں کو تمہارا وارث بناؤں گا۔ اور لوگوں کو حکم دوں گا کہ تمہاری قبر پر پتھر ماریں جیسے ابو رِغال کی قبر پر پتھر مارے جاتے ہیں "

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ورثہ کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی وارث کو کسی بھی وجہ سے محروم کرے۔ ایسا کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ اور اگر اسلامی حکومت قائم ہو اور کوئی شخص یہ حرکت کرے تو اسلامی حکومت کے فرائض میں یہ بات داخل ہے کہ اس فاسقانہ عمل کو نافذ نہ ہونے دے۔

پتھر مارنا ایسی سزا ہے جو ملعونوں کو دی جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ورثاء کو محروم کرنا ایک لعنتی فعل ہے۔

ابو رِغال زمانۂ جاہلیت کا وہ عرب ہے جس نے ابرہہ کے ساتھ ساز باز کر لی تھی اور کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آنے والی فوج کو راستہ بتایا تھا۔ اسی لیے اس ملعون شخص کی قبر پر پتھر مارتے تھے۔

حقوق العباد کی اہمیت

(۹۸) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلَاثَةٌ،

دِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ " (سورۃ النساء آیت ۴۸)

وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، وَدِيْوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْ مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذَاكَ اِلَى اللّٰهِ، اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ، وَاِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اعمال نامہ میں درج گناہ تین قسم کے ہوں گے،

ایک وہ گناہ جسے اللہ ہرگز معاف نہیں کرے گا، وہ شرک کا گناہ ہے، اس نے اپنی کتاب (سورۂ نساء آیت: (۴۸) میں کہا ہے،

یقیناً اللہ اس جرم کو ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ (اس کی ذات و صفات میں، اس کے

حقوق و اختیارات میں) کسی کو ساجھی اور حصہ دار بنایا جائے۔"

دوسرا گناہ جو نامۂ اعمال میں درج ہوگا، بندوں کے حقوق سے متعلق ہے، اسے اللہ نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ مظلومین ظالموں سے اپنا حق لے لیں۔

اور تیسرا درج رجسٹر گناہ وہ ہوگا جس کا تعلق بندہ اور خدا سے ہے، یہ اللہ کے حوالے ہے (وہ اپنے علم و حکمت کے تحت) چاہے گا تو عذاب دے گا، چاہے (علم و حکمت کے تحت) معاف کر دے گا۔"

(۹۹) عَنْ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِأُمَّتِهٖ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ،

فَأُجِيْبَ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ مَا خَلَا الْمَظَالِمَ فَاِنِّيْ اٰخِذٌ لِلْمَظْلُوْمِ مِنْهُ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو "اپنی امت" کے لیے دعا فرمائی،

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب ملا کہ آپ کی دُعا ہم نے قبول کی، آپ کی امت کے گناہ ہم بخش دیں گے، البتہ جن لوگوں نے دوسروں کے حقوق دبا لیے ہوں گے ان کے لیے چھٹکارا نہیں ہے میں ظالم سے مظلوم کا حق وصول کر کے رہوں گا۔

تشریح:۔ اس حدیث کے الفاظ سے کسی کو مغفرت اور بخشش کے بارے میں کوئی مغالطہ نہ ہو، اللہ کا قانونِ تعذیب اور قانونِ مغفرت دونوں، پوری وضاحت کے ساتھ قرآن و حدیث میں بیان کر دیئے گئے ہیں جن کو جاننے کے لیے اس مجموعہ کی حدیثیں کافی ہیں۔

اخلاقیات
اچھائیاں — برائیاں

توکّل

(۱۰۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ كَانَ قَمِنًا اَنْ لَّا تُسَدَّ حَاجَتُهٗ
وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اٰتَاهُ اللّٰهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْمَوْتٍ اٰجِلٍ۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"جس شخص کو تنگ دستی لاحق ہو اُسے دُور کرنے کے لیے انسانوں کے پاس جائے، تو ایسا شخص اس لائق ہے کہ اس کی ضرورت پوری نہ ہو، اور جو اپنی ضرورت کو اللہ کے پاس لے جائے اور اس سے حاجت روائی کا طالب ہو تو اللہ یا تو اس کو دُنیا میں رزق دے گا یا اپنے پاس بُلالے گا اور وہاں اپنی نعمتوں سے نوازے گا"

تشریح:- یہ حدیث آدمی کو توکّل کی تعلیم دیتی ہے۔ یہ حدیث کہتی ہے کہ اپنی ہر ضرورت خدا کے سامنے رکھو کیونکہ اسی کے پاس دینے کے لیے سب کچھ ہے۔ اپنے جیسے انسانوں پر کیوں بھروسہ کیا جائے جب کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔

صبر

(۱۰۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ:
لَا یَمُوْتُ لِاِحْدٰكُنَّ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبَهٗ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ:
فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ: اَوِاثْنَانِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟
قَالَ اَوِاثْنَانِ۔
وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ اَیْضًا قَالَ: اَتَتِ امْرَاَةٌ بِصَبِیٍّ لَهَا، فَقَالَتْ:
یَانَبِیَّ اللّٰهِ، اُدْعُ اللّٰهَ لِیْ فَلَقَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً،
فَقَالَ: اَدَفَنْتِ ثَلَاثَةً،
قَالَتْ: نَعَمْ۔
قَالَ لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِیْدٍ مِّنَ النَّارِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی کچھ عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "تم میں سے جس کسی عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ اجر آخرت کی نیت سے صبر کرے، تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔"

یہ بات سن کر ان میں سے ایک عورت نے پوچھا، "اے اللہ کے رسولؐ! اگر کسی عورت کے دو بچے مریں اور وہ صبر کرے تو؟"

آپؐ نے فرمایا، "وہ بھی جنت میں جائے گی۔"

ابوہریرہؓ ہی سے ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

ایک عورت اپنی گود میں بچہ لیے ہوئے حضورؐ کے پاس آئی اور کہا،

"اے اللہ کے نبیؐ، میرے لیے دعا فرمائیے (یہ بچہ زندہ رہے) اس لیے کہ میں تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں۔"

آپؐ نے پوچھا، "کیا تمہارے تین بچے مر گئے؟"

اس نے کہا "ہاں"!

آپؐ نے فرمایا،

"تب تو تم نے جہنم سے بچانے والا بہت مضبوط حصار اور اوٹ حاصل کر لیا (یعنی یہ تینوں بچے تمہیں جہنم سے بچانے کا سبب بنیں گے۔")

ثابت قدمی

(۱۰۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰی اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ قَامَ فِیْهِمْ، فَقَالَ، اَیُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ، فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ،

ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ۔ (متفق علیہ)

عبداللہ ابن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی جہاد میں انتظار کرتے رہے (حملہ میں پہل نہیں کی) یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہوا تو آپؐ اٹھے اور مجاہدین کو خطاب کیا، فرمایا:

"اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو، اس بات کی دعا کرو کہ اللہ اپنی عافیت میں رکھے لیکن جب دشمن سے بھڑ جاؤ تو صبر و استقامت دکھاؤ اور اس بات کا یقین کرو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔"

اس کے بعد آپؐ نے دعا فرمائی،

"اے اللہ کتاب کے نازل کرنے والے، بادلوں کو چلانے والے، اور دشمن جماعتوں کو شکست دینے والے، تو ان لوگوں کو شکست دے اور ہمیں اپنی مدد سے ان پر غالب فرما۔"

چنانچہ اس کے بعد حملہ ہوا، مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور دشمن شکست کھا گیا۔

راز کی حفاظت

(۱۰۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ۔ (ابو داؤد)

حضرت جابر ابن عبداللہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"جب کوئی آدمی تم سے بات کرے، اور اِدھر اُدھر مڑ کر دیکھے تو اس کی یہ بات تمہارے پاس امانت ہے۔"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ چاہے اس نے زبان سے نہ کہا ہو کہ اسے راز رکھنا، پھر بھی اس کی بات راز کی حیثیت رکھتی ہے، اس کی اجازت کے بغیر دوسروں کو بتانا صحیح نہیں ہے۔ یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ گفتگو کے درمیان اِدھر اُدھر دیکھنا یہی معنی رکھتا ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی بات پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔

حسنِ سلوک

(۱۰۴) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

لَا تَكُوْنُوْا إِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ: إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنَّا، وَإِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا، وَلٰكِنْ وَطِّنُوْا أَنْفُسَكُمْ، إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوْا وَإِنْ أَسَاءُوْا

اَنْ لَّا تَظْلِمُوْا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

"تم لوگ دوسروں کی تقلید اور پیروی کرنے والے نہ بنو (یعنی) یوں نہ سوچو کہ لوگ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور اگر لوگ ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے۔ نہیں، بلکہ اپنے آپ کو اس بات پر جماؤ کہ لوگ اچھا سلوک کریں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اور اگر برا برتاؤ کریں تو تم اُن کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کرو۔"

مجلسی آداب

(۱۰۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا يُقِيْمِ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ فَيَجْلِسَ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کوئی آدمی دوسرے کو جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود نہ بیٹھ جائے بلکہ (اہلِ مجلس کو چاہیے) کہ آنے والوں کے لیے کشادگی پیدا کریں اور بیٹھنے کی گنجائش نکالیں۔"

(۱۰۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا،

قَالَ قُلْنَا فَاِنْ كَانُوْا اَرْبَعَةً،

قَالَ فَلَا يَضُرُّ،

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ،

فَاِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهٗ۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم تین آدمی کسی جگہ بیٹھے ہو تو دو آدمی آپس میں رازدارانہ باتیں تیسرے آدمی کو چھوڑ کر نہ کریں" جب یہ حدیث عبداللہ ابن عمرؓ نے سنائی تو ان کے شاگرد (ابوصالح نے) پوچھا کہ اگر

مجلس میں چار آدمی ہوں تو ان میں سے دو راز دارانہ باتیں کر سکتے ہیں یا نہیں،

عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا "اس صورت میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اسی مضمون کی ایک روایت میں یہ زائد جملہ ہے "کیونکہ یہ برتاؤ ان کے لیے باعث غم ہوگا۔"

(۱۰۷) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ ابوداؤد ترمذی)

عمرو ابن شعیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کسی آدمی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ دو پاس بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان بغیر ان دونوں کی اجازت کے آکر بیٹھ جائے۔"

لباس

(۱۰۸) وَعَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَسْأَلُهٗ رَجُلٌ:

مَا أَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ؟

قَالَ: مَا لَا يَزْدَرِيْكَ فِيْهِ السُّفَهَآءُ، وَلَا يَعِيْبُكَ بِهِ الْحُكَمَآءُ۔

قَالَ: مَا هُوَ؟

قَالَ: مَا بَيْنَ الْخَمْسَةِ دَرَاهِمَ إِلَى الْعِشْرِيْنَ دِرْهَمًا۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ طبرانی)

ابو یعفورؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے عبداللہ ابن عمرؓ سے پوچھا کہ:

"میں کس طرح کے کپڑے پہنوں"

انہوں نے فرمایا "ایسے کپڑے پہنو کہ بے وقوف لوگ تمہیں اس کپڑے میں دیکھ کر حقیر نہ جانیں اور عقلمند تم پر اعتراض نہ کریں۔" اس نے پوچھا کہ:

"وہ کس قیمت کا ہو"

انہوں نے جواب دیا،

"پانچ درہم سے لے کر بیس درہم کی قیمت کا ہو"

تشریح:۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے زمانے میں پانچ درہم بہت ہوتے تھے، آج کے تمدنی دور میں

پانچ درہم میں سر کو ڈھانپنے والی ایک ٹوپی بمشکل ملتی ہے اور اس زمانے میں پانچ درہم میں پوری پوشاک تیار ہو جاتی تھی۔ اس فرق کو نگاہ میں رکھنا بہت ضروری ہے۔

حرص وبخل

(۱۰۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

لَا یَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا۔ (نسائی)

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

"حرص وبخل اور ایمان کسی بندے کے دل میں ہرگز جمع نہیں ہوتے"

یعنی ایمان اور حرص وبخل، دونوں میں سے ایک ہی دل میں رہ سکتا ہے، دونوں نہیں، کیونکہ ایمان تو یہ چاہتا ہے کہ آدمی مال کا پجاری نہ بنے اور جو کچھ مال کمائے اس میں سے دین پر اور بے سہارا لوگوں پر خرچ کرے، اور مال کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے اور بچا بچا کر رکھنے کی ذہنیت نہ دینی ضرورتوں میں خرچ کرنے دیتی ہے اور نہ بندگانِ خدا پر رحم کھاتی ہے۔

مشابہت سے ممانعت

(۱۱۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی وابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں،

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

(۱۱۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ۔ (ترغیب وترہیب، ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ وابن حبان وحاکم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے، اور اُس

عورت پر جو مردوں کا لباس پہنتی ہے۔

(۱۱۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ:

اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ یَدَیْهِ وَرِجْلَیْهِ بِالْحِنَّاءِ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُ هٰذَا؟

قَالُوْا: یَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ،

فَأُمِرَ بِهٖ فَنُفِیَ إِلَی النَّقِیْعِ،

فَقِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَقْتُلُهُ؟

فَقَالَ: إِنِّیْ نُهِیْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّیْنَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مخنث (ہیجڑا) لایا گیا، جس نے اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں پر مہندی لگا رکھی تھی،

آپ نے پوچھا "یہ کیسا آدمی ہے اور مہندی کیوں لگا رکھی ہے"؟

لوگوں نے بتایا "عورتوں کے مشابہ بننے کے لیے مہندی لگائی ہے"،

چنانچہ آپ کے حکم سے مدینہ سے اُسے نکال کر مقام نقیع میں بسایا گیا،

لوگوں نے کہا "اے اللہ کے رسول، آپ اس کو قتل کیوں نہیں کر دیتے"؟

آپ نے فرمایا "نماز پڑھنے والوں (یعنی مسلمان) کو قتل کرنے سے (قرآن مجید میں) منع کیا گیا ہے"

بدکاری

(۱۱۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

یَا شَبَابَ قُرَیْشٍ، اِحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ، لَا تَزْنُوْا، أَلَا مَنْ حَفِظَ فَرْجَهٗ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ حاکم و بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے قریشی جوانو، تم لوگ زنا کا ارتکاب نہ کرنا، جو لوگ عفت و پاکدامنی کے ساتھ جوانی گزاریں گے وہ جنت کے مستحق ہوں گے"

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں "جس کی جوانی آفاتِ جوانی سے محفوظ رہی وہ جنت کا مستحق ہے"

(۱۱۴) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ كَتَبَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ وَجَدَ رَجُلًا فِيْ بَعْضِ ضَوَاحِي الْعَرَبِ يُنْكَحُ كَمَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ،

فَجَمَعَ لِذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْهِمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ

فَقَالَ عَلِيٌّ: اِنَّ هٰذَا ذَنْبٌ لَمْ تَعْمَلْ بِهِ اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ، فَفَعَلَ اللّٰهُ بِهِمْ مَا قَدْ عَلِمْتُمْ، اَرٰى اَنْ تُحْرِقَهُ بِالنَّارِ،

فَاجْتَمَعَ رَأْيُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّحْرَقَ بِالنَّارِ،

فَاَمَرَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنْ يُّحْرَقَ بِالنَّارِ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ بیہقی)

محمد بن مُنکَدِرؒ سے روایت ہے کہ خالد بن ولیدؓ نے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کو لکھا کہ عرب کے قریبی بیرونی علاقے میں ایک ایسا مرد پایا گیا ہے جس سے لوگ عورتوں کی طرح جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں (تو کیا کارروائی کی جائے، اُسے کیا سزا دی جائے؟)

حضرت ابوبکرؓ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا (اور اُن کے سامنے یہ مسئلہ رکھا) اِن اصحابِ شوریٰ میں حضرت علیؓ بھی تھے،

حضرت علیؓ نے فرمایا "آپ لوگ حضرت لوط علیہ السلام کی امت سے واقف ہیں اس جرم کی پاداش میں اللہ نے ان کو کتنی سخت سزا دی، میری رائے (اس معاملہ میں) یہ ہے کہ شخص مذکور کو آگ کی سزا دی جائے، چنانچہ اس سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاق کیا اور خلیفہ کے حکم سے اسے جلا دیا گیا۔

تشریح:۔ اس جرم کی سزا قرآن مجید میں بیان نہیں ہوئی ہے۔ یہ اسلامی حکومت کا کام ہے کہ وہ اپنے زیرِ اقتدار علاقے میں اس جرم کے ارتکاب پر کیا سزا مقرر کرے، سزا دونوں کو دی جائے گی، اور جہاں اسلامی حکومت نہ ہو، وہاں کے خداترس مسلمان اپنے علماء کے مشورے سے کوئی سزا تجویز کر سکتے ہیں۔

بُرے خیالات کی پرورش

(۱۱۵) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيبُهُ مِنَ الزِّنَا، فَهُوَ مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ،
اَلْعَيْنَانِ، زِنَاهُمَا النَّظَرُ،
وَالْأُذُنَانِ، زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ،
وَاللِّسَانُ، زِنَاهُ الْكَلَامُ،
وَالْيَدُ، زِنَاهَا الْبَطْشُ،
وَالرِّجْلُ، زِنَاهَا الْخُطٰى،
وَالْقَلْبُ يَهْوٰى وَيَتَمَنّٰى، وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ، أَوْ يُكَذِّبُهُ۔

(ترغیب ترہیب بحوالہ مسلم و بخاری و ابو داؤد و نسائی) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ وَأَبِي دَاوُدَ: وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، فَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، فَزِنَاهُمَا الْمَشْيُ وَالْفَمُ يَزْنِي فَزِنَاهُ الْقُبَلُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا
"ابن آدم کے لیے اس کا حصہ زنا طے شدہ ہے جسے وہ ضرور پائے گا،
شہوت کی نظر سے دیکھنا آنکھوں کی زنا ہے،
شہوانی باتیں سننا کانوں کی زنا ہے،
اس موضوع پر گفتگو کرنا زبان کی زنا ہے،
پکڑنا ہاتھ کی زنا ہے،
اس کے لیے چل کر جانا پیروں کی زنا ہے،
خواہش اور تمنا دل کی زنا ہے، اور شرمگاہ یا تو عملاً زنا کر گزرے گی یا رک جائے گی"
اور ابوداؤد اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں "اور دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں، ان کا زنا پکڑنا ہے، دونوں پیر زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا چلنا ہے، اور بوسہ لینا منہ کی زنا ہے"

تشریح:۔ یہ حدیث بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں بنیادی طور پر جو مسئلہ بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی بُرے خیالات کی پرورش دل میں نہ کرے، دل ہی جسم انسانی میں حکمران کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر کوئی برا خیال دل میں آئے اور آدمی اس کو پالتا رہے تو پھر گناہ سے روکنے

والی کوئی چیز نہ ہوگی۔ اور جب دل بُرے خیالات کی پرورش کرے گا تو تمام اعضا اس کی خواہش کو پورا کرنے میں لگ جائیں گے۔ اس لیے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اگر بُرا خیال آئے تو اس کو بزور ہٹانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اس حدیث میں یہ مسئلہ نہیں بیان ہوا ہے کہ ہر آدمی کے لیے حصۂ زنا تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے اور تقدیر کا لکھا کون مٹا سکتا ہے۔ بلکہ مسئلہ یہ بیان ہو رہا ہے کہ آدمی اگر اپنی ایمانی تربیت نہ کرے تو زنا اور دوسرے جرائم سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔

تیسری بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ زنا کے مقدمات بھی زنا کے حکم میں ہیں، اسی لیے کسی عورت پر شہوانی نظر ڈالنے سے، شہوانی گفتگو کرنے سے، شہوانی باتیں سُننے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اگر ان باتوں سے آدمی بچ جائے تو بُرائی کے آخری نقطے تک نہیں جائے گا۔ یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ بُرے خیالات کی پرورش کرنے پر بھی مواخذہ ہوگا۔

جامع حدیثیں

اس باب میں جیسا کہ ہم مقدمہ میں بتا چکے ہیں وہ حدیثیں ہیں
جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے حالات کے
پیشِ نظر ایک ہی حدیث میں مختلف پہلوؤں
سے تربیت فرمائی ہے۔

دُہرے اجر کے مستحق

(۱۱۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

ثَلَاثَةٌ لَّهُمْ اَجْرَانِ: رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّهٖ، وَ اٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ،

وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ،

وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا، فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَهَا وَعَلَّمَهَا، فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا، ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا، فَلَهٗ اَجْرَانِ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تین قسم کے لوگوں کو دُہرا اجر ملے گا“

ایک وہ اہل کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا،

دوسرا وہ غلام جس نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے آقا کا حق بھی،

تیسرا وہ آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کی اچھی تربیت کرے اور عمدگی کے ساتھ دین سکھائے پھر آزاد کرے اور اس سے شادی کرلے۔ اس کو دُہرا اجر ملے گا“

اسلام، ہجرت اور حج

(۱۱۷) عَنِ ابْنِ شَمَاسَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِیْ سِیَاقَةِ الْمَوْتِ فَبَكٰی طَوِیْلًا وَّقَالَ،

فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ فِیْ قَلْبِیْ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُبْسُطْ یَدَكَ لِاُبَایِعَكَ،

فَبَسَطَ یَدَهٗ فَقَبَضْتُ یَدِیْ،

فَقَالَ مَالَكَ یَا عَمْرُو؟

قَالَ اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ،

قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا؟

قَالَ اَنْ یُّغْفَرَ لِیْ،

قَالَ اَمَا عَلِمْتَ یَا عَمْرُو اَنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ، وَ اَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ۔ (مُسلم)

حضرت ابن شُمَاسَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس گئے، اُن پر نزع کا عالم طاری تھا۔ وہ ہم کو دیکھ کر بہت دیر تک روئے اور اس کے بعد اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا،

"جب اللہ نے اسلام میرے دل میں ڈالا (یعنی جب اسلام لانے کی توفیق ہوئی) تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا"

"اے اللہ کے رسولؐ، اپنا ہاتھ بڑھائیے میں آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کروں گا"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

آپؐ نے فرمایا کہ "اے عمرو! تم نے اپنا ہاتھ کیوں کھینچ لیا؟"

میں نے کہا "ایک شرط لگانا چاہتا ہوں"

آپؐ نے پوچھا "کیا شرط لگاتے ہو"؟

میں نے کہا "میری شرط یہ ہے کہ اسلام لانے سے پہلے جاہلیت میں جتنے گناہ مجھ سے ہوئے ہیں سب معاف ہو جائیں"

آپؐ نے فرمایا "اے عمرو، کیا تم نے نہیں جانا! کہ اسلام پہلے کے کیے ہوئے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے، اسی طرح ہجرت اور حج بھی"

امانت، وضو، نماز

(۱۱۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ، وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّا طُهُوْرَ لَهٗ، وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا صَلَاةَ لَهٗ اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلَاةِ مِنَ الدِّیْنِ کَمَوْضِعِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کے اندر امانت کی صفت نہیں، اس کے اندر ایمان نہیں،

اور اُس شخص کے لیے نماز نہیں جس نے طہارت نہیں حاصل کی (وضو نہیں کیا)۔

اور اُس شخص کے پاس دین نہیں جو نماز نہیں پڑھتا،

دینِ اسلام میں نماز کی حیثیت وہی ہے جو جسم انسانی میں سر کی حیثیت ہے۔"

تشریح:۔ امانت خیانت کی ضد ہے، امانت کی صفت جس شخص کے اندر ہوتی ہے وہ کسی صاحبِ حق کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا، چاہے خدا و رسولؐ کا حق ہو چاہے ماں باپ، اعزار اور رشتہ داروں وغیرہ کا ہو اور ایمان اور امانت دونوں کی اصل ایک ہے، مومن کو لازماً امانت دار ہونا چاہیے۔

طہارت اور وضو کے بغیر نماز نہ ہوگی اور جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ دیندار کیسے ہو سکتے ہیں؟ جس طرح سر کے بغیر جسم بے کار ہے اسی طرح جس نے نماز چھوڑ دی تو اس نے پورے دین کو ڈھا دیا۔

استقامت۔ وضو، نماز

(۱۱۹) عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقِيْمُوْا وَنِعِمَّا اِنِ اسْتَقَمْتُمْ، وَحَافِظُوْا عَلَى الْوُضُوْءِ، فَاِنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَتَحَفَّظُوْا مِنَ الْاَرْضِ فَاِنَّهَا اُمُّكُمْ، وَاِنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ عَامِلٌ عَلَيْهَا اِلَّا وَهِيَ مُخْبِرَةٌ بِهٖ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ربیعہ جُرشی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دینِ حق پر جمے رہو، استقامت بہت عمدہ صفت ہے اور وضو کا خیال رکھو (کہ اس میں نقص نہ رہ جائے) اس لیے کہ نماز سب سے بہتر نیک کام ہے (اور وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی) اور زمین سے شرماؤ اس لیے کہ وہ تمہاری اصل ہے (اسی سے پیدا ہوئے ہو اور اسی میں جانا ہے) اور وہ قیامت کے دن ہر عمل کرنے والے کے عمل کو خدا کے حضور بتائے گی۔"

دس کام

(۱۲۰) عَنْ مُعَاذٍ قَالَ، قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ،

قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ أَمْرٍ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ
تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ
وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ،
ثُمَّ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟
اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ،
وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ،
ثُمَّ تَلَا "تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰى بَلَغَ "يَعْمَلُونَ" (السجدہ ۱۶-۱۷)
ثُمَّ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُودِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ؟
قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ،
قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ،
ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ؟
قُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ،
فَأَخَذَ بِلِسَانِهٖ وَقَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا،
فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ؟
قَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ
أَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت معاذ ابن جبلؓ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، مجھے ایسے کام بتائیے جو جنت میں لے جانے والے اور جہنم سے دور کرنے والے ہوں،

آپؐ نے فرمایا "تم نے بڑی اہم بات پوچھی اور وہ اس شخص کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان فرمائے۔ (اس کے بعد آپؐ نے اعمال کی فہرست بتاتے ہوئے فرمایا) دیکھو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے رہنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، نماز ٹھیک سے ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور خانہ کعبہ کا حج کرنا۔

پھر آپؐ نے فرمایا "کیا تمہیں بھلائی کے دروازوں کی نشان دہی نہ کروں؟

(دیکھو) روزہ ڈھال ہے۔ اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو،
اور آدھی رات کے بعد آدمی کا نماز تہجد پڑھنا۔

پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی "تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ سے یَعْمَلُوْنَ تک" (السجدہ ۱۶-۱۷)

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "کیا میں تمہیں وہ چیزیں نہ بتاؤں جو دین کا سر اور ستون اور کوہان کی حیثیت رکھتی ہیں؟

دیکھو! دین کا سر اسلام ہے۔ اس کا ستون نماز ہے۔ اور جو چیز کوہان کی حیثیت رکھتی ہے وہ جہاد ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا "کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس پر ان سب نیکیوں کا دارومدار ہے؟
میں نے کہا "ہاں، اے اللہ کے نبیؐ ضرور بتائیے"

تو آپؐ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا "تم اس کو اپنے قابو میں رکھو"

میں نے پوچھا "اے اللہ کے نبیؐ، کیا جو کچھ ہم بولتے ہیں اس پر پکڑے جائیں گے"؟

آپؐ نے فرمایا "اے معاذ ـــــــ تمہاری زندگی لمبی ہو ـــــ زبانوں سے بے سوچے سمجھے نکلنے والی باتیں ہی آدمی کو آگ میں منہ کے بل گرائیں گی"

تشریح:۔ اس حدیث میں جہاد کو کوہان کہا گیا ہے (یعنی اونچا عمل) اور آخر میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ آدمی اپنی زبان کو قابو میں رکھے، جو کچھ بولے سوچ سمجھ کر بولے۔ زبان اگر بے لگام ہو جائے تو بیشتر گناہ سرزد ہوں گے۔ وہ بندگانِ خدا کو گالی دے گا، غیبت کرے گا اور تہمت لگائے گا اور یہ گناہ حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے آدمی اپنے روزوں اور نمازوں کے باوجود جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حدیث میں تہجد کی تعلیم دیتے ہوئے آپؐ نے سورۂ سجدہ کی آیت ۱۶-۱۷ پڑھی ہے۔
ان کا مفہوم یہ ہے۔

یہ اہلِ ایمان سو کر اٹھتے اور بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کو محبت اور ڈر سے پکارتے ہیں اور اللہ کے بخشے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں دیتے ہیں۔ کوئی متنفس نہیں جانتا کہ اللہ نے آنکھ کی کیسی ٹھنڈک ان کے لیے ان کے اعمال کے بدلے میں تیار کر رکھی ہے۔

ایمان۔ اسلام، ہجرت، جہاد

(۱۲۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ :

قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْاِسْلَامُ ؟

قَالَ اَنْ یُّسْلِمَ لِلّٰہِ قَلْبُکَ وَاَنْ یَّسْلَمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِکَ وَیَدِکَ ،

قَالَ فَاَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ ؟

قَالَ اَلْاِیْمَانُ ،

قَالَ وَمَا الْاِیْمَانُ ؟

قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ،

قَالَ فَاَیُّ الْاِیْمَانِ اَفْضَلُ ؟

قَالَ الْھِجْرَۃُ ،

قَالَ وَمَا الْھِجْرَۃُ ؟

قَالَ اَنْ تَھْجُرَ السُّوْٓءَ ،

قَالَ فَاَیُّ الْھِجْرَۃِ اَفْضَلُ ؟

قَالَ الْجِہَادُ ،

قَالَ وَمَا الْجِہَادُ ؟

قَالَ اَنْ تُقَاتِلَ الْکُفَّارَ اِذَا لَقِیْتَھُمْ ،

قَالَ فَاَیُّ الْجِہَادِ اَفْضَلُ ؟

قَالَ مَنْ عُقِرَ جَوَادُہٗ وَاُھْرِیْقَ دَمُہٗ ۔ (ترغیب ترہیب)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ! اسلام کیا ہے؟"

آپؐ نے فرمایا "اسلام یہ ہے کہ تیرا دل اللہ کا پورے طور پر فرماں بردار بن جائے اور یہ کہ مسلمان تیری زبان اور تیرے ہاتھ سے محفوظ رہے۔"

اس نے پوچھا "اسلام کی کونسی چیز افضل ہے؟"

توآپؐ نے فرمایا "کہ اسلام میں ایمان کا درجہ بڑھا ہوا ہے"۔

اس نے پوچھا کہ "ایمان کیا ہے"؟

آپؐ نے فرمایا "ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کو اس کے ملائکہ کو، اس کی کتابوں کو، اس کے رسولوں کو اور مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے کو صدق دل سے تسلیم کرے"۔

اس نے پوچھا کہ "ایمان کی کونسی چیز افضل ہے"؟

آپؐ نے فرمایا: "ہجرت!"

اس نے پوچھا کہ "ہجرت کیا ہے"؟

آپؐ نے فرمایا کہ "ہجرت یہ ہے کہ تو برائیوں سے بے تعلق ہو جائے"۔

اس نے پوچھا "کونسی ہجرت افضل ہے؟ (یعنی ہجرت کرنے والے اعمال میں سے کونسا عمل افضل ہے)"۔

آپؐ نے فرمایا "جہاد"!

اس نے پوچھا کہ "جہاد کیا ہے"؟

آپؐ نے بتایا "جہاد یہ ہے کہ تو دین کے دشمنوں سے جنگ کرے جب اُن سے سامنا ہو"۔

اس نے پوچھا "کون سا جہاد افضل ہے؟ (کون مجاہد سب سے بڑھ کر ہے")؟

آپؐ نے فرمایا کہ "وہ مجاہد جس کا گھوڑا ہلاک ہو گیا اور وہ شہید ہو گیا"۔

جنت میں لے جانے والی چھ باتیں

(۲۲) رُوِیَ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ نَشَرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ کَنَفَہٗ وَاَدْخَلَہٗ جَنَّتَہٗ،

رِفْقٌ بِالضَّعِیْفِ وَشَفَقَۃٌ عَلَی الْوَالِدَیْنِ، وَاِحْسَانٌ اِلَی الْمَمْلُوْکِ،

وَثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ اَظَلَّہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ تَحْتَ عَرْشِہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ،

اَلْوُضُوْءُ عَلَی الْمَکَارِہِ وَالْمَشْیُ اِلَی الْمَسَاجِدِ فِی الظُّلَمِ وَاِطْعَامُ الْجَائِعِ۔ (ترغیب وترہیب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تین باتیں اگر کسی شخص کے اندر پائی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنی حفاظت میں لے لے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا۔

(۱) کمزوروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ (۲) والدین کے ساتھ شفقت و محبت (۳) غلاموں (اور خادموں) کے ساتھ اچھا سلوک۔

اور تین صفتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں پائی جائیں گی اللہ اُس کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اُس دن جب اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(۱) ایسی حالت میں وضو کرنا جب کہ وضو کرنے کو طبیعت نہ چاہے (مثلاً سخت جاڑے کے دنوں میں) (۲) تاریک راتوں میں مسجد کو جانا (تاکہ جماعت میں شریک ہو)، (۳) بھوکے آدمی کو کھانا کھلانا"

نماز، روزہ، صدقہ

(۱۲۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ:

يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ: اَلصَّلَاةُ قُرْبَانٌ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ،

يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ، اَلنَّاسُ غَادِيَانِ فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُوْبِقٌ رَقَبَتَهُ وَمُبْتَاعٌ نَفْسَهُ فِيْ عِتْقِ رَقَبَتِهِ۔ (ترغیب ترہیب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ کعب بن عُجرہ سے فرما رہے تھے۔

"اے کعب بن عُجرہ! نماز اللہ سے قریب کرنے والی چیز ہے اور روزہ جہنم سے بچانے کے لیے ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے آگ پانی کو بجھا دیتی ہے۔

اے کعب بن عجرہ، لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ شخص جو اپنے آپ کو دنیا کے متاعِ حقیر کے عوض بیچ دیتا ہے تو یہ شخص اپنے کو گرفتارِ بلا کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو

خریدتا ہے اور اس طرح جہنم سے اپنی گردن کو چھڑاتا ہے۔"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں دو طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں ایک "بندۂ دنیا" ایسے لوگ خدا کے عذاب میں گرفتار رہوں گے۔ اور دوسرے لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو حُبِّ دُنیا سے بچایا اور خدا کی بندگی میں لگے ایسے لوگ قیامت کے دن جہنم سے نجات پائیں گے۔

چھ کام جنت کی ضمانت ہیں

(۱۲۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ،

اُكْفُلُوْا لِیْ بِسِتٍّ اَكْفُلْ لَكُمْ بِالْجَنَّةِ،

قَالُوْا وَمَا هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ،

قَالَ الصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَالْاَمَانَةُ وَالْفَرْجُ وَالْبَطْنُ وَاللِّسَانُ۔

(ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے اُن لوگوں سے جو آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے فرمایا:

"تم لوگ مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دوں۔

لوگوں نے پوچھا کہ وہ چھ باتیں کیا ہیں اے اللہ کے رسولؐ!

آپؐ نے فرمایا وہ یہ ہیں:۔

نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، امانت میں خیانت نہ کرنا، شرمگاہ، پیٹ اور زبان کی حفاظت و نگرانی کرنا۔"

نماز اور جہاد

(۱۲۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

عَجِبَ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رَّجُلَیْنِ،

رَجُلٌ ثَارَ عَنْ وِطَائِهٖ وَلِحَافِهٖ مِنْ بَیْنِ اَهْلِهٖ وَحِبِّهٖ اِلٰی صَلَاتِهٖ

فَیَقُوْلُ رَبُّنَا یَا مَلٰٓئِكَتِیْ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ثَارَ عَنْ فِرَاشِهٖ وَلِحَافِهٖ

وَمِنْ بَیْنِ حِبِّهٖ وَاَهْلِهٖ اِلٰی صَلَاتِهٖ رَغْبَةً فِیْمَا عِنْدِیْ وَشَفَقَةً مِّمَّا عِنْدِیْ

وَرَجُلٌ غَزَا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَانْهَزَمُوْا فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْفِرَارِ وَمَا لَهُ فِي الرُّجُوْعِ فَرَجَعَ حَتّٰى أُهَرِيْقَ دَمُهُ رَغْبَةً فِيْ مَا عِنْدِيْ وَشَفَقَةً مِّمَّا عِنْدِيْ۔ فَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَلٰٓئِكَتِهِ انْظُرُوْٓا إِلٰى عَبْدِيْ رَجَعَ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِيْ وَشَفَقَةً مِّمَّا عِنْدِيْ حَتّٰى أُهَرِيْقَ دَمُهُ۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ،

"ہمارا رب دو آدمیوں کے عمل سے بہت خوش ہوتا ہے۔

ایک وہ جو (جاڑے کے زمانے میں) اپنے نرم بستر اور لحاف سے الگ ہو کر اور اپنے بیوی بچوں سے جدا ہو کر رات کے وقت نماز کو جاتا ہے، ہمارا رب اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے اس بندے کو! اس نے اپنا بستر اور لحاف چھوڑا اور اپنے بیوی بچوں سے الگ ہو کر نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا، کیونکہ اس کے اندر خواہش ہے اُن نعمتوں کے پانے کی جو میرے پاس ہیں اور اسے ڈر لگا ہوا ہے اس عذاب کا جو میرے یہاں ہوگا،

اور دوسرا وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، مجاہدین کی فوج نے شکست کھائی اور بھاگی اور یہ شخص جانتا ہے کہ میدانِ جہاد سے بھاگنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے اور میدانِ جنگ میں جمے رہنے کا کیا صلہ ملتا ہے یہ سوچ کر وہ جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا ایسا اس نے اس لیے کیا کہ وہ میرے انعامات کی خواہش رکھتا ہے اور میرے عذاب سے ڈرتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے، دیکھو میرے اِس بندے کو! یہ میدانِ جنگ میں دوبارہ واپس ہوا اس لیے کہ اس کو میرے انعام کی خواہش ہے، اور اُسے میرے عذاب کا ڈر ہے، دیکھو وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے جان دے دی"

دس باتوں کی وصیّت

(۱۳۶) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ كَلِمٰتٍ قَالَ:

لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئًا وَّإِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ،

وَلَا تَعْصِ وَالِدَیْکَ وَاِنْ اَمَرَاکَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ،
وَلَا تَتْرُکَنَّ صَلَاۃً مَّکْتُوْبَۃً، فَاِنَّ مَنْ تَرَکَ صَلَاۃً مَّکْتُوْبَۃً
مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ۔
وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا، فَاِنَّہٗ رَأْسُ کُلِّ فَاحِشَۃٍ،
وَاِیَّاکَ وَالْمَعْصِیَۃَ، فَاِنَّ بِالْمَعْصِیَۃِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰہِ،
وَاِیَّاکَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ ھَلَکَ النَّاسُ،
وَاِنْ اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ فَاثْبُتْ،
وَاَنْفِقْ عَلٰی اَھْلِکَ مِنْ طَوْلِکَ،
وَلَا تَرْفَعْ عَنْھُمْ عَصَاکَ اَدَبًا،
وَاَخِفْھُمْ فِی اللّٰہِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اللہ کے رسولؐ نے دس باتوں کی وصیت کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ "اے معاذ

۱۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ اس جرم میں تم کو مار ڈالا جائے یا جلا دیا جائے۔

۲۔ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ دونوں تم کو حکم دیں کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو اور اپنے مال سے دست بردار ہو جاؤ۔

۳۔ کوئی فرض نماز ہرگز ترک نہ کرنا، اس لیے کہ جو شخص قصداً فرض نماز چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی سے محروم ہو جاتا ہے۔

۴۔ شراب مت پینا اس لیے کہ یہ تمام بے حیائیوں اور بدکاریوں کی جڑ ہے۔

۵۔ اللہ کی نافرمانی سے بچنا اس لیے کہ نافرمانی کے نتیجے میں خدا کا غصہ بھڑکتا ہے۔

۶۔ دشمن کے لشکر جرار کے مقابلے میں پیٹھ مت دکھانا اگرچہ تمہاری فوج کے سارے سپاہی ختم ہو جائیں۔

۷۔ جب لوگوں پر کوئی عام وبا مسلط ہو تو وہاں سے نہ بھاگنا۔

۸۔ اپنی قدرت اور حیثیت کے مطابق گھر والوں کو کھانا اور کپڑا دینا۔

۹۔ اپنے گھر والوں کی تربیت میں اپنی چھڑی اُن سے نہ ہٹانا۔

۱۰۔ اللہ کے حقوق کے ادا کرنے میں اپنے گھر والوں کو خائف رکھنا"

تشریح :۔ وصیت ۲ کے متعلق عرض ہے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ والدین بیوی کو طلاق دینے کے لیے کہیں تو بے چون وچرا دے دینی چاہیے۔ ایسا کرنا پسندیدہ ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ مسئلہ عموم کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ ہماری رائے یہ ہے :۔

اگر والدین خدا سے ڈرنے والے ہوں اور وہ اپنے بیٹے کی بیوی کے بارے میں کوئی معقول بات پیش کریں جس سے طلاق کا جواز نکلتا ہو تو بیٹے کو ضرور طلاق دے دینی چاہیے، اگرچہ اس کو اپنی بیوی سے کتنا ہی شدید جذباتی تعلق ہو۔ اور اگر وہ کوئی معقول دلیل نہ پیش کریں اور پھر بھی طلاق دینے پر اصرار کریں تو ان کی بات نہیں مانی جائے گی۔ اس پر والدین کی نافرمانی کا اطلاق نہیں ہوگا۔ قرآن مجید میں طلاق دینے کی جو شرط اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ میاں بیوی اس طرح نہ رہ سکیں جس طرح اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے تعلیم دی ہے، تب آخری چارۂ کار کے طور پر یہ رشتہ توڑا جا سکتا ہے۔

وصیت ۹ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ڈنڈے کے ذریعے تربیت کی جائے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ وعظ و تلقین سے سدھار نہ ہو تب مارا جا سکتا ہے اور اس میں بھی حضور ﷺ نے یہ ہدایت کی ہے کہ زخمی کر دینے والی اور ہڈی توڑ دینے والی مار نہ ماری جائے، نیز چہرے پر نہ مارا جائے، آپ ﷺ نے جانوروں تک کے منہ پر مارنے سے منع فرمایا ہے، ماں باپ کو اور استادوں کو یہ بات اچھی طرح نوٹ کر لینی چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور قرب

(۱۲۷) . عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَلَّ مَالُہٗ، وَكَثُرَتْ عِیَالُہٗ، وَحَسُنَتْ صَلَاتُہٗ وَلَمْ یَغْتَبِ الْمُسْلِمِیْنَ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَھُوَ مَعِیَ كَھَاتَیْنِ۔ (ترغیب ترہیب)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص غریب ہو اور بال بچے زیادہ ہوں (اس صورتِ حال کے باوجود) وہ بہترین نماز

پڑھتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کی غیبت نہیں کرتا تو ایسا آدمی قیامت کے دن میرے ساتھ رہے گا، بالکل قریب جس طرح میری یہ دونوں انگلیاں پاس پاس ہیں۔"

تشریح :۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اسے اس لیے حاصل ہوگا کہ مال کی کمی اور بال بچوں کی کثرت سے آدمی پریشان خاطر رہتا ہے، خدا سے بدگمان ہوتا ہے، نماز روزے سے زیادہ اس کو کمانے کی فکر ہوتی ہے لیکن یہ کثیر العیال غریب آدمی خدا سے نہ صرف یہ کہ بدگمان نہیں ہوا بلکہ خدا سے نماز کے ذریعہ اپنا تعلق جوڑے رکھا۔

تین ناجائز کام

(۱۲۸) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

ثَلَاثٌ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّفْعَلَھُنَّ :

لَا یَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَیَخُصُّ نَفْسَہٗ بِالدُّعَاءِ دُوْنَھُمْ، فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَھُمْ۔

وَلَا یَنْظُرُ فِیْ قَعْرِ بَیْتٍ قَبْلَ اَنْ یَّسْتَاْذِنَ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ،

وَلَا یُصَلِّیْ وَھُوَ حَقِنٌ حَتّٰی یَتَخَفَّفَ ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ ابوداؤد)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تین کام ایسے ہیں جو نہ کیے جانے چاہئیں۔

ایک یہ کہ جو شخص امام ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ صرف اپنے لیے دُعا کرے، مقتدیوں کو چھوڑ دے (مثلاً کہے اے اللہ میری مغفرت فرما بلکہ اسے یوں کہنا چاہیے اے اللہ ہماری مغفرت فرما) اگر وہ صرف اپنے لیے دُعا کرتا ہے تو مقتدیوں سے خیانت کرتا ہے۔ دوسرا ناجائز کام یہ ہے کہ کسی کے دروازے پر جائے اور اجازت لیے بغیر گھر کے اندر جھانکے، اگر یہ حرکت کوئی کرے تو گویا بغیر اجازت گھر کے اندر چلا گیا (جو منع ہے)

اور تیسرا ناجائز کام یہ ہے کہ شدید ضرورت لاحق ہے پیشاب یا پاخانے کی اور اس نے قضائے حاجت سے پہلے نماز پڑھنی شروع کر دی یا جماعت میں شامل ہو گیا۔"

سب سے زیادہ نکما اور سب سے بڑا بخیل

(۱۲۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ فِی الدُّعَاءِ، وَاَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سب سے نکما اور عاجز وہ ہے جو اپنے لیے خدا سے دعا نہ مانگے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے (کسی کو سلام نہ کرے)۔

تشریح:۔ عربی زبان میں عاجز کے معنی ناتواں کے بھی ہیں اور ناکارہ اور بے وقوف کے بھی۔

ترکِ معصیت۔ فرائض کی نگہداشت۔ کثرتِ ذکر

(۱۳۰) عَنْ اُمِّ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ، قَالَ:

اُهْجُرِیْ الْمَعَاصِیَ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْهِجْرَةِ،

وَحَافِظِیْ عَلَی الْفَرَائِضِ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْجِهَادِ،

وَاَكْثِرِیْ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ، فَاِنَّكِ لَا تَاْتِیْنَ اللّٰهَ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِهٖ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت انسؓ کی والدہ نے کہا اے اللہ کے رسولؐ مجھے وصیت فرمایئے، آپؐ نے فرمایا:

"اللہ کی نافرمانی نہ کرو یہ افضل ترین ہجرت ہے،

فرائض کی نگہداشت رکھو (اس بات کا خیال رکھو کہ فرائض بہتر سے بہتر شکل میں ادا ہوں) یہ سب سے بڑا جہاد ہے،

کثرت سے اللہ کو یاد کرو، کہ تم اللہ کے پاس کوئی شے بھی اس کے ذکر کی کثرت سے بہتر لے کر حاضر نہیں ہو گی۔ اللہ کے ذکر کی کثرت، اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے۔"

تشریح:۔ حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ یہ نصیحتیں ایک عورت کو کی جا رہی ہیں اسی وجہ سے فرائض کی نگرانی کو افضل جہاد کہا گیا ہے کیونکہ عورت پر جہاد و قتال فرض نہیں ہے۔ آخری نصیحت کثرتِ ذکر ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والا نافرمانی رب سے دور اور

فرائض کا خیال رکھنے والا ہوگا، اللہ کی یاد تمام اعمال کی رُوح ہے، اور جو "ذکر" اپنے اِن دونوں ثمرات سے خالی ہو وہ دراصل ذکر نہیں، صرف لقلقۂ لسان یعنی زبان کی ورزش ہے۔

زکوٰۃ، صلۂ رحمی، مسکین و پڑوسی کا حق

(۱۳۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ مِنْ تَمِيْمٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ ذُوْ مَالٍ كَثِيْرٍ وَّذُوْ اَهْلٍ وَّمَالٍ وَّحَاضِرَةٍ فَاَخْبِرْنِيْ كَيْفَ اَصْنَعُ؟ وَكَيْفَ اُنْفِقُ؟

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْرِجُ الزَّكٰوةَ مِنْ مَالِكَ، فَاِنَّهَا طُهْرَةٌ تُطَهِّرُكَ، وَتَصِلُ اَقْرِبَاۤءَكَ وَتَعْرِفُ حَقَّ الْمِسْكِيْنِ وَالْجَارِ وَالسَّاۤئِلِ۔ (مسند احمد)

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ تمیم کا ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا،

اے اللہ کے رسولؐ! میں بہت مالدار آدمی ہوں، بال بچے بھی ہیں اور مویشی بھی ہیں، تو فرمایئے میں کیا کروں؟ کس طرح اپنا مال خرچ کروں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ زکوٰۃ تمہاری رُوحانی گندگی کو دُور کرنے والی شے ہے۔ اپنے اعزّہ اور رشتہ داروں سے تعلقات جوڑو اور ان کا حق ادا کرو، سائل، پڑوسی اور مسکین کا حق پہچانو۔"

نماز، زبان کی حفاظت

(۱۳۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟

قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى مِيْقَاتِهَا۔

قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ، اَنْ يَّسْلَمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِكَ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ طبرانی)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا،

"کون سا کام افضل ہے"؟

آپؐ نے فرمایا" وقت پر نماز ادا کرنا"

مَیں نے پوچھا پھر کون سا عمل؟

آپؐ نے فرمایا "تمہاری زبان سے کسی کو ایذا نہ پہنچے (نہ بُرا بھلا کہو، نہ غیبت کرو، نہ کسی پر تہمت لگاؤ)"

جہاد۔ روزہ۔ کسب معاش کے لیے سفر

(۱۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اُغْزُوْا تَغْنَمُوْا وَصُوْمُوْا تَصِحُّوْا وَسَافِرُوْا تَسْتَغْنُوْا۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"خدا کے دین کے دشمنوں سے جہاد کرو تو اجر کے علاوہ مالِ غنیمت بھی ملے گا۔

اور روزہ رکھو تو اجر کے علاوہ تندرستی بھی حاصل ہوگی،

اور سفر کرو تاکہ دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے"

نماز، روزہ، زکوٰۃ کی پابندی کرنے والے

(۱۳۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

ثَلَاثَةٌ اَحْلِفُ عَلَیْهِنَّ: لَا یَجْعَلُ اللّٰهُ مَنْ لَّهٗ سَهْمٌ فِی الْاِسْلَامِ كَمَنْ لَّا سَهْمَ لَهٗ وَاَسْهُمُ الْاِسْلَامِ ثَلَاثَةٌ:

اَلصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ وَالزَّكٰوةُ،

وَلَا یَتَوَلَّی اللّٰهُ عَبْدًا فِی الدُّنْیَا فَیُوَلِّیَهٗ غَیْرَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ،

وَلَا یُحِبُّ رَجُلٌ قَوْمًا اِلَّا جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعَهُمْ۔ (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تین قسم کے لوگوں کے لیے تین باتیں ہرگز نہ ہوں گی۔

(۱) جو لوگ نماز، روزہ اور زکوٰۃ پر عمل کرتے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ وہ معاملہ نہیں کرے گا جو ان تینوں کے تارک کے ساتھ کرے گا۔

(۲) جس بندے کو اللہ نے اس کی نیکی کی بنیاد پر اپنی حفاظت میں لے لیا ہو اُسے قیامت کے دن کسی دوسرے کے سپرد نہیں کرے گا۔"

(۳) جو شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے اللہ اس کو انہیں کے ساتھ رکھے گا۔"

تشریح:۔ دوسری بات کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بھی اللہ نیک بندہ کی حفاظت کرے گا اور آخرت میں بھی، خدا کی مدد و نصرت سے نہ یہاں محروم رہے گا نہ وہاں۔ تیسری بات کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے رسولؐ سے، صحابہؓ سے، اور بزرگانِ اُمت سے محبت کی، تو قیامت میں اُسے رسولؐ اور بہترین لوگوں کی معیت اور رفاقت نصیب ہوگی، اور اگر کسی کو باطل پرستوں اور دین کے دشمنوں سے محبت ہے تو اُن ہی کے ساتھ آخرت میں رکھا جائے گا۔

تین آدمی خدا کی رحمت سے دُور رہیں گے

(۱۳۵) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أُحْضُرُوا الْمِنْبَرَ، فَحَضَرْنَا،

فَلَمَّا ارْتَقَى دَرَجَةً قَالَ اٰمِيْنَ،

فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ اٰمِيْنَ،

فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ اٰمِيْنَ،

فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ،

قَالَ إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ قُلْتُ اٰمِيْنَ،

فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ اٰمِيْنَ،

فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ الْكِبَرُ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ اٰمِيْنَ -

(ترغیب بحوالہ حاکم و ابن حبان وصحیح ابن خزیمہ)

حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا تم لوگ منبر کے پاس جمع ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم منبر کے پاس جمع ہو گئے اور حضورؐ تشریف لائے۔

جب آپؐ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو "آمین" کہا اسی طرح دوسری اور تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے وقت آپؐ نے "آمین" کہا۔

خطبہ کے بعد جب آپؐ منبر سے اُترے تو ہم لوگوں نے کہا۔

"اے اللہ کے رسولؐ، ہم نے آج آپؐ سے وہ بات سُنی ہے جو کبھی نہیں سُنتے تھے (یعنی آپؐ نے منبر کی سیڑھیوں پر چڑھتے وقت تین مرتبہ آمین کہا، اس کی کیا وجہ ہے؟ آپؐ تو ایسا کبھی نہیں کرتے تھے!)

آپؐ نے فرمایا: "حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے جب کہ میں پہلی سیڑھی پر قدم رکھ رہا تھا اور فرمایا "وہ شخص تباہ ہو جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی بخشش نہیں کرائی" تو میں نے "آمین" کہا،

پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا "وہ شخص خدا کی رحمت سے دُور ہو جائے جس کے پاس آپؐ کا (اے محمدؐ!) نام لیا گیا اور اس نے آپؐ کے اوپر دُرود نہیں بھیجا" تو میں نے "آمین" کہا،

پھر جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھے تو جبرئیلؑ نے کہا "وہ شخص خدا کی رحمت سے دُور ہو جائے جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں نہیں داخل ہوا"

جنّت کی خوشبو سے کون محروم رہیں گے

(۱۳۶) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ،

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ مُجْتَمِعُوْنَ، فَقَالَ،

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ،

اِتَّقُوا اللّٰهَ وَصِلُوْٓا اَرْحَامَكُمْ، فَاِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ ثَوَابٍ اَسْرَعَ مِنْ صِلَةِ الرَّحِمِ،

وَإِيَّاكُمْ وَالْبَغْيَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عُقُوبَةٍ أَسْرَعَ مِنْ عُقُوبَةِ بَغْيٍ،
وَإِيَّاكُمْ وَعُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ،
فَإِنَّ رِيحَ الْجَنَّةِ يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَلْفِ عَامٍ، وَاللّٰهِ لَا يَجِدُهُ عَاقٌّ، وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ وَلَا شَيْخٌ زَانٍ، وَلَا جَآرٌّ إِزَارَهُ خُيَلَاءَ، إِنَّمَا الْكِبْرِيَآءُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے مجمع میں تشریف لائے اور خطبہ دیا، فرمایا " اے مسلمانو،
اللہ سے ڈرو اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو، اس لیے کہ صلہ رحمی کا ثواب اور انعام بہت جلد حاصل ہوتا ہے۔
اور ظلم اور سرکشی سے بچو، اس لیے کہ اس کی سزا بہت جلد ملتی ہے۔
اور خبردار! والدین کی نافرمانی مت کرنا۔
جنت کی خوشبو باوجود اس کے کہ اس کی لپیٹ ایک ہزار سال کی مسافت تک جاتی ہے لیکن بخدا اتنی تیز خوشبو سے بھی وہ شخص محروم رہے گا جو والدین کا نافرمان ہو اور رشتہ داروں کے حقوق برباد کرنے والا ہو اور بوڑھا زانی اور وہ جو اپنا تہبند ازراہِ تکبر ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہے، بڑائی اور اقتدار تو صرف اللہ رب العالمین کے لیے زیبا ہے!

حضورؐ کا ساتھ کس کو نصیب ہوگا؟

(۱۳۷) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرِ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ،
إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ الْمُصَلُّونَ مَنْ يُقِيمُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ الَّتِي كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَيَصُومُ رَمَضَانَ وَيَحْتَسِبُ صَوْمَهُ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ مُحْتَسِبًا طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَآئِرَ الَّتِي نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا،
فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَمِ الْكَبَآئِرُ؟
قَالَ تِسْعٌ أَعْظَمُهُنَّ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ الْمُؤْمِنِ بِغَيْرِ حَقٍّ

وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ وَالسِّحْرُ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَاَكْلُ الرِّبَا، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ وَاِسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قِبْلَتِكُمْ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا لَا يَمُوْتُ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ هٰؤُلَاءِ الْكَبَائِرَ وَيُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ اِلَّا رَافَقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بُحْبُوحَةِ جَنَّةٍ اَبْوَابُهَا مَصَارِيْعُ الذَّهَبِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عُبَیدؓ اپنے والد عُمیرؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع (آخری حج) میں فرمایا کہ:

اللہ کے ولی نمازی لوگ ہیں یعنی وہ لوگ جو پانچوں فرض نمازوں کو ٹھیک سے پڑھتے ہیں، رمضان کے روزے خدا کی خوشنودی کی نیت سے رکھتے ہیں، دل کی پوری رغبت اور خوشی کے ساتھ اجرِ آخرت کی نیت سے زکوٰۃ دیتے ہیں اور اُن بڑے بڑے گناہوں سے بچتے ہیں جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔

آپؐ کے اصحابؓ میں سے کسی نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں"؟

آپؐ نے فرمایا کہ "نو گناہ بڑے گناہ ہیں جن میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو ساجھی بنانا، مومن کو ناحق قتل کرنا، جہاد سے بھاگنا، کسی عفیفہ پاکدامن عورت کو تہمت لگانا، جادو سیکھنا سکھانا، یتیم کا مال کھانا، سُود کھانا، مسلمان والدین کے حقوق نہ ادا کرنا، اللہ کے گھر کی بے حرمتی کرنا جس کی طرف منہ کر کے زندگی میں نماز پڑھتے ہو اور جس کی طرف قبر میں تمہارا رُخ رکھا جاتا ہے۔

کوئی ایسا شخص جو ان بڑے گناہوں سے دُور رہا ہو اور ٹھیک سے نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا رہا ہو وہ ضرور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وسیع وکشادہ جنت میں رہے گا جس کے دروازے سونے کے ہوں گے"۔

جنت سے محروم اور جنت کے مستحق

(۱۳۸) عَنْ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَخِيْلٌ، وَلَا خَبٌّ وَلَا خَائِنٌ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ،

وَ أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ الْمَمْلُوكُونَ إِذَا أَحْسَنُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَفِيمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَوَالِيهِمْ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ مسند احمد، ابویعلیٰ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"بخیل، دھوکہ باز آدمی، بے ایمان خیانت کار آدمی جو غلط طریقے سے اپنے اختیار و تصرف کو استعمال کرتا ہے یہ تینوں جنت میں نہیں جائیں گے،

اور غلاموں میں سب سے پہلے جنت میں جانے والا وہ غلام ہوگا جس نے اللہ کے حقوق بھی ٹھیک سے ادا کیے ہوں گے اور اپنے آقا کی خدمت بھی عمدگی کے ساتھ کی ہوگی۔"

سات بڑے گناہ

(۱۳۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ۔

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا هُنَّ؟

قَالَ: الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا:

"سات تباہ کن گناہوں سے بچو۔"

لوگوں نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، وہ کون سے گناہ ہیں"؟

آپؐ نے فرمایا "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی آدمی کو مار ڈالنا، سود کھانا، یتیم کا مال ہڑپ کرنا، میدانِ جہاد سے بھاگ جانا اور مومن بھولی بھالی پاکدامن عورتوں کو بدکاری کی تہمت لگانا۔"

کن لوگوں سے حضورؐ بیزار ہیں؟

(۱۴۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُوَقِّرِ الْكَبِيرَ وَيَرْحَمِ الصَّغِيرَ وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ

وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (احمد، ترمذی، ترغیب)

حضرت ابن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر شفقت نہ کرے،
نیکیوں کی تلقین نہ کرے اور برائیوں سے نہ روکے!"

تین نیکیوں کے دنیاوی فائدے

(۱۴۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

صَنَائِعُ الْمَعْرُوْفِ تَقِیْ مَصَارِعَ السُّوْءِ وَصَدَقَۃُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَصِلَۃُ الرَّحِمِ تَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دوسروں کے ساتھ احسان کرنے سے آدمی بری موت مرنے سے بچا رہتا ہے (یعنی
ایمان پر خاتمہ ہوتا ہے اور حادثاتی موت سے محفوظ رہتا ہے)

اور پوشیدہ صدقہ کرنے سے خدا کا غصہ بجھتا ہے،

اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔"

تشریح:۔ آدمی بہت سے چھوٹے بڑے گناہ کرتا رہتا ہے، اور ہر گناہ سے اللہ غضبناک ہوتا ہے تو اس کے غصے کو ختم کرنے کا علاج چھپ کر صدقہ کرنا ہے۔ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے سے اور بہتر تعلقات رکھنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے، یہ بات اور بھی احادیث میں بیان ہوئی ہے۔ تقدیر کے مسئلہ سے عمر میں اضافہ کی بات ٹکراتی نہیں ہے۔

اونچے درجے کے لوگ

(۱۴۲) عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَرْفَعُ اللّٰہُ بِہِ الدَّرَجَاتِ؟

قَالُوْا: نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

قَالَ: تَحْلُمُ عَلٰی مَنْ جَهِلَ عَلَیْکَ،

وَتَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ،

وَتُعْطِيْ مَنْ حَرَمَكَ،

وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالۂ بزار و طبرانی)

"حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اونچے درجات سے نوازتا ہے"،

لوگوں نے کہا "کہ ہاں اے اللہ کے رسولؐ بتائیے"۔

آپؐ نے فرمایا،

"جو تم سے جہالت برتے، تم اس کے ساتھ بردباری سے پیش آؤ،

جو تم پر ظلم کرے، اس کو معاف کر دو،

جو تم کو نہ دے اُس کو دو،

اور جو رشتہ دار تمہارے حقوق ادا نہ کرے تم اس کے حقوق دو۔

ان سب کاموں سے آدمی کے درجے بلند ہوتے ہیں"

عفت اور والدین کے ساتھ بہتر سلوک کا دنیاوی فائدہ

(۱۴۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عِفُّوْا عَنْ نِسَاءِ النَّاسِ تَعِفَّ نِسَاؤُكُمْ، وَبَرُّوْا اٰبَاءَكُمْ تَبَرَّكُمْ اَبْنَاءُكُمْ، وَمَنْ اَتَاهُ اَخُوْهُ مُتَنَصِّلًا فَلْيَقْبَلْ ذٰلِكَ مُحِقًّا كَانَ اَوْ مُبْطِلًا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ لَمْ يَرِدْ عَلَیَّ الْحَوْضَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ حاکم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ پرائی عورتوں سے تعلق رکھنے سے بچو تو تمہاری عورتیں دوسرے مردوں سے تعلق رکھنے سے محفوظ رہیں گی۔

اور تم اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی۔

اور جس آدمی کے پاس اس کا مسلمان بھائی معافی مانگنے کے لیے آئے تو اس کی غلطی معاف کر دینی چاہیے اور اس کا عذر قبول کر لینا چاہیے۔ چاہے وہ صحیح کہہ رہا ہو یا غلط کہہ رہا ہو۔ اگر کوئی شخص معافی نہ دے تو وہ حوضِ کوثر پر مجھ تک نہ پہنچ سکے گا۔"

اللہ کی یقینی مدد کے مستحق تین آدمی

(۱۴۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ عَوْنُهُمْ،

اَلْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ،

وَالْمُکَاتَبُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْاَدَاءَ،

وَالنَّاکِحُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْعَفَافَ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "تین طرح کے لوگوں کی مدد اللہ نے اپنے ذمے لے لی ہے،

(۱) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا،

(۲) وہ غلام جو غلامی کے بندھنوں سے آزاد ہونے کے لیے اپنے آقا کو مال کی ایک مقدار دینا چاہتا ہے (مگر اس کے پاس اتنی رقم نہیں ہے)۔

(۳) وہ آدمی جو عفت اور پاکدامنی کی زندگی بسر کرنے کے لیے نکاح کرنا چاہتا ہے (مگر غریبی روک بنی ہوئی ہے)۔"

صدقہ کی مختلف صورتیں

(۱۴۵) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

لَیْسَ مِنْ نَفْسِ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا عَلَیْهَا صَدَقَةٌ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ طَلَعَتْ فِیْهِ الشَّمْسُ،

قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَیْنَ لَنَا صَدَقَةٌ نَتَصَدَّقُ بِهَا؟

فَقَالَ: اِنَّ اَبْوَابَ الْخَیْرِ لَکَثِیْرَةٌ: اَلتَّسْبِیْحُ، وَالتَّحْمِیْدُ وَالتَّکْبِیْرُ وَالتَّهْلِیْلُ، وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ، وَتُمِیْطُ الْاَذٰی

مِنَ الطَّرِيْقِ ، وَتُسْمِعُ الْاَصَمَّ ، وَتَهْدِي الْاَعْمٰى ، وَتَدُلُّ الْمُسْتَدِلَّ عَلٰى حَاجَتِهٖ وَتَسْعٰى بِشِدَّةِ سَاقَيْكَ مَعَ اللَّهْفَانِ الْمُسْتَغِيْثِ ، وَتَحْمِلُ بِشِدَّةِ ذِرَاعَيْكَ مَعَ الضَّعِيْفِ . فَهٰذَا كُلُّهٗ صَدَقَةٌ مِّنْكَ عَلٰى نَفْسِكَ ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہر مسلمان آدمی پر ہر دن صدقہ کرنا ضروری ہے۔"

لوگوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، ہمارے پاس اتنا مال کہاں ہے کہ ہر روز صدقہ کریں؟

آپؐ نے فرمایا کہ صدقہ کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے ذرائع بہت ہیں (صرف مال ہی نہیں ہے)۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا بھی صدقہ ہے۔

دوسروں کو نیکی کی تلقین کرنا، گناہوں سے روکنا، راستوں سے کانٹے وغیرہ ہٹانا، کسی بہرے آدمی کو زور سے بول کر اپنی بات سنانی، اندھے آدمی کی رہنمائی یہ سب بھی ثواب کے کام ہیں۔

آدمی کو اس کے مقصد کے سلسلہ میں رہنمائی کرنا اور مصیبت زدہ فریادی کی مدد کے لیے دوڑنا بھی صدقہ ہے۔

نیز کسی کمزور کے بوجھ کو جو اس سے نہ اٹھتا ہو اسے اپنے ہاتھ یا سر پر اٹھا لینا بھی صدقہ کہلاتا ہے۔

اوپر کے تمام مذکورہ کام اگر تم کرو تو مالی صدقات کے برابر ثواب ملے گا۔"

تشریح:۔ یہی مضمون ایک دوسری حدیث میں بیان ہوا ہے، اس میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا صدقہ کی اتنی صورتیں معلوم ہو کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اسلام لانے کے بعد کی زندگی میں کسی چیز سے (اتنی مسرت نہیں حاصل ہوئی۔

تین وصیتیں

(۱۴۶) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخِصَالٍ مِّنَ الْخَیْرِ:
اَوْصَانِیْ اَنْ لَّا اَنْظُرَ اِلٰی مَنْ ھُوَ فَوْقِیْ، وَاَنْظُرَ اِلٰی مَنْ ھُوَ دُوْنِیْ،
وَاَوْصَانِیْ بِحُبِّ الْمَسَاکِیْنِ، وَالدُّنُوِّ مِنْھُمْ،
وَاَوْصَانِیْ اَنْ اَصِلَ رَحِمِیْ وَاِنْ اَدْبَرَتْ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چند باتوں کی وصیت فرمائی۔

(۱) مجھے وصیت فرمائی کہ وہ لوگ جو مجھ سے مال وجاہ وغیرہ میں فوقیت رکھتے ہوں ان کی طرف نہ تاکوں بلکہ ان لوگوں کو دیکھوں جو مجھ سے کم تر ہیں (تاکہ میرے دل میں شکر کا جذبہ اُبھرے)۔

(۲) مجھے وصیت فرمائی کہ مسکینوں سے محبت کروں اور ان کے پاس جاؤں۔

(۳) مجھے اس بات کی وصیت کی کہ میرے اعزہ اور رشتہ دار چاہے مجھ سے خفا ہوں، میرے حقوق نہ ادا کریں لیکن میں ان سے اپنا تعلق جوڑے رکھوں، ان کے حقوق ادا کرتا رہوں۔"

پانچ باتیں

(۱۴۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ یَّاْخُذُ عَنِّیْ ھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِھِنَّ اَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَّعْمَلُ بِھِنَّ،
قُلْتُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ،
فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا، فَقَالَ،
اِتَّقِ اللّٰہَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ،
وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَکَ تَکُنْ اَغْنَی النَّاسِ،
وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا،
وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا،
وَلَا تُکْثِرِ الضَّحِکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضَّحِکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری یہ باتیں (جو میں بتاؤں گا) کون لے گا اور عمل کرے گا اور عمل کرنے والوں کو بتائے گا؟"

میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میں اس کے لیے تیار ہوں بتائیے"

تو آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ باتیں بتائیں،

(۱) اللہ کی نافرمانی سے بچو تو سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔

(۲) جتنی روزی اللہ نے تمہارے لیے مقدر فرما دی ہے اس پر راضی اور مطمئن رہو تو تم سب سے زیادہ غنی آدمی بن جاؤ گے۔

(۳) اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو مومن بن جاؤ گے۔

(۴) تم جو کچھ اپنے لیے پسند کرو وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرو تو تم مسلم ہو گے۔

(۵) زیادہ نہ ہنسو اس لیے کہ زیادہ ہنسنے سے آدمی کا دل مردہ ہو جاتا ہے"

تشریح:۔ نمبر ۳ و ۴ میں بتایا گیا کہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک ایمان کا تقاضا ہے، اسی طرح ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کرو جس طرح تم اپنے خیر خواہ ہو۔ نمبر پانچ کا مطلب یہ ہے کہ ہنسی کی زیادتی کے معنی یہ ہیں کہ اسے آخرت کی فکر نہیں ہے اور کوئی سنجیدہ نصب العین اس کے سامنے نہیں ہے اسی لیے زیادہ ہنستا ہے اور جتنا ہی ہنسے گا اتنی ہی دل میں سختی اور قساوت آئے گی۔

جنت میں لے جانے والے اعمال

(۱۴۸) وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ:

جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ: عَلِّمْنِیْ عَمَلًا یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ،

قَالَ: اِنْ کُنْتَ اَقْصَرْتَ الْخُطْبَۃَ لَقَدْ اَعْرَضْتَ الْمَسْئَلَۃَ،

اَعْتِقِ النَّسَمَۃَ، وَفُکَّ الرَّقَبَۃَ:

قَالَ اَلَیْسَتَا وَاحِدَۃً،

قَالَ لَا، عِتْقُ النَّسَمَۃِ اَنْ تَنْفَرِدَ بِعِتْقِھَا وَفَکُّ الرَّقَبَۃِ اَنْ تُعْطِیَ فِیْ ثَمَنِھَا،

وَالْمِنْحَۃُ الْوَکُوْفُ،

وَالْفَیْءُ عَلٰی ذِی الرَّحِمِ الْقَاطِعِ،

فَإِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ، فَأَطْعِمِ الْجَائِعَ، وَأَسْقِ الظَّمْآنَ، وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ،

فَإِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلَّا عَنْ خَيْرٍ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ احمد)

براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان بدو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے کہا،

"اے اللہ کے رسولؐ، مجھے ایسے کام بتا دیجیے جن کو کر کے مجھے جنت مل جائے"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگرچہ تو نے الفاظ بہت مختصر بولے ہیں لیکن بات بڑی پوچھی ہے۔

خدا کی جنت میں جانا چاہتے ہو تو کسی جان کو آزاد کراؤ اور گردنوں کو غلامی کی رسّی سے چھڑاؤ"

اس نے کہا کہ "یہ دونوں تو ایک ہی بات ہوئی"

آپؐ نے فرمایا، "نہیں، یہ دونوں ایک بات نہیں۔ جان کو آزاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی غلام یا باندی کو مکمل طور پر آزاد کر دو اور اس پر جو رقم صرف ہو وہ پوری رقم تم اپنی جیب سے دو اور گردن چھڑانے کا مفہوم یہ ہے کہ کئی آدمی مل کر کسی غلام یا باندی کو آزاد کرائیں جس میں تمہارا بھی حصہ ہو۔

دوسرا جنّتی کام یہ ہے کہ تم اپنی دودھاری اونٹنی کو کسی کو دودھ پینے کے لیے بخش دو۔

تیسرا کام یہ ہے کہ قطع تعلّق کرنے والے رشتہ داروں کے ساتھ تم اپنے تعلقات جوڑو۔

اگر یہ سب جنّتی کام تم سے نہ ہو سکیں تو بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، پیاسوں کو پانی پلاؤ، لوگوں کو بھلی بات بتاؤ اور بُری بات سے روکو،

اور یہ بھی تم نہ کر سکو تو اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ صرف بھلی بات زبان سے نکالو"

تشریح:- حدیث میں منحۃ کا لفظ آیا ہے، اس کے معنی اس دودھاری اونٹنی کے ہیں جس کا دودھ استعمال کرنے کے لیے کسی کو دے دیں اور جب وہ دودھ دے چکے تو وہ تمہارے پاس واپس آجائے۔

محبوب بندے کی پہچان۔ پڑوسی کی حق تلفی۔ مالِ حرام کا انجام

(۱۴۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَسَمَ بَیْنَکُمْ اَخْلَاقَکُمْ کَمَا قَسَمَ بَیْنَکُمْ اَرْزَاقَکُمْ، وَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یُعْطِی الدُّنْیَا مَنْ یُّحِبُّ وَمَنْ لَّا یُحِبُّ، وَلَا یُعْطِی الدِّیْنَ اِلَّا مَنْ اَحَبَّ، فَمَنْ اَعْطَاہُ الدِّیْنَ فَقَدْ اَحَبَّہٗ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰی یُسْلِمَ قَلْبُہٗ وَلِسَانُہٗ، وَلَا یُؤْمِنُ حَتّٰی یَأْمَنَ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔

قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَمَا بَوَائِقُہٗ؟

قَالَ: غَشْمُہٗ وَظُلْمُہٗ۔

وَلَا یَکْسِبُ مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَیُنْفِقُ مِنْہُ فَیُبَارَکُ فِیْہِ، وَلَا یَتَصَدَّقُ بِہٖ فَیُتَقَبَّلُ مِنْہُ، وَلَا یَتْرُکُہٗ خَلْفَ ظَہْرِہٖ اِلَّا کَانَ زَادَہٗ اِلَی النَّارِ، اِنَّ اللّٰہَ لَا یَمْحُو السَّیِّئَ بِالسَّیِّئِ وَلٰکِنْ یَمْحُو السَّیِّئَ بِالْحَسَنِ، اِنَّ الْخَبِیْثَ لَا یَمْحُو الْخَبِیْثَ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ عزوجل نے جس طرح تم انسانوں میں روزی تقسیم فرمائی ہے، اسی طرح اخلاق بھی تقسیم فرما دیئے ہیں، اور اللہ دُنیا تو سب کو دیتا ہے، اُن لوگوں کو بھی جنہیں محبوب رکھتا ہے اور انہیں بھی جنہیں وہ پسند نہیں کرتا۔ لیکن دین پر چلنے کی توفیق صرف اُن کو دیتا ہے جن سے اُسے محبت ہوتی ہے، تو جن کو اُس نے دین بخشا، یوں سمجھو وہ اللہ کو محبوب ہیں —— قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اُس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہوں، اور کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے "بوائق" سے محفوظ اور مطمئن نہ ہو جائے۔

لوگوں نے پوچھا "بوائق" سے آپؐ کی مُراد کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس سے مُراد ہے حق ماری اور ظلم، (یعنی پڑوسی کو بنہ

دبائے اور نہ اس پر ظلم کرے)۔

اور جو بندہ حرام مال کمائے، اللہ اس کو برکت سے محروم کر دے گا، اور اگر اسے خیرات کرے تو اللہ قبول نہ فرمائے گا، اور اگر مالِ حرام چھوڑ کر دوسری دنیا کو سدھارا تو وہ جہنم تک کے سفر کا زادِ راہ ہو گا۔ اللہ بُرائی کو بُرائی سے نہیں مٹاتا، وہ تو بُرائی کو بھلائی سے مٹاتا ہے، یقیناً خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا۔"

تشریح:۔ ارشادِ نبویؐ کے آخری جملوں کا مطلب یہ ہے کہ مالِ حرام اللہ کی راہ میں دیا تو وہ صدقہ وخیرات شمار نہ ہو گا، اس پر ثواب نہ ملے گا، خدا کا غصہ ٹھنڈا نہ ہو گا، بُرائی کو مٹانا ہو تو حلال کمائی خدا کی جناب میں پیش کرو، اپنی روحانی گندگی اور نجاست دُور کرنی ہے تو گندا مال نہ لاؤ۔

صَدقہ کا وسیع تصور

(۱۵۰) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ دِیْنَارٍ یُّنْفِقُہُ الرَّجُلُ دِیْنَارٌ یُّنْفِقُہُ عَلٰی عِیَالِہٖ، دِیْنَارٌ یُّنْفِقُہُ عَلٰی فَرَسِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، وَدِیْنَارٌ یُّنْفِقُہُ عَلٰی اَصْحَابِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ،

قَالَ اَبُوْ قِلَابَۃَ: بَدَاَ بِالْعِیَالِ،

ثُمَّ قَالَ اَبُوْ قِلَابَۃَ: اَیُّ رَجُلٍ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنْ رَّجُلٍ یُّنْفِقُ عَلٰی عِیَالٍ صِغَارٍ یُعِفُّھُمُ اللّٰہُ، اَوْ یَنْفَعُھُمُ اللّٰہُ بِہٖ یُغْنِیْھِمْ۔ (مسلم ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اجر وثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا وہ دینار ہے جو آدمی اپنے بال بچوں اور زیرِ کفالت لوگوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار بھی جو مجاہد اپنے گھوڑے پر صرف کرتا ہے اور اس پر سوار ہو کر جہاد کرتا ہے اور وہ دینار بھی جو آدمی اپنے مجاہد ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے"؛

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ "دیکھو سب سے پہلے بال بچوں پر خرچ کیے جانے والے دینار کا ذکر کیا"؛

اس کے بعد ابو قلابہ نے کہا "اس آدمی سے بڑھ کر اجر وثواب کا مستحق اور کون ہو سکتا ہے جو اپنے چھوٹے کمزور بچوں پر خرچ کرتا ہے جس کے نتیجے میں وہ بھیک مانگنے اور دوسروں

کے دروازے پر جانے سے محفوظ رہتے ہیں۔"

(۱۵۱) عن الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَآ أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَآ أَطْعَمْتَ زَوْجَتَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَآ أَطْعَمْتَ خَادِمَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ احمد)

حضرت مقدام ابن مَعْدِ یکَرِب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"جو کھانا تو کھائے وہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو کھانا اپنے بچّوں کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو تو اپنی بیوی کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو اپنے نوکر کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے۔"

(۱۵۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (ترغیب و ترہیب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"کوئی مسلمان درخت (باغ) لگائے، اور اس کے پھلوں سے چڑیاں کھائیں یا غریب آدمی کھائے تو اس کا ثواب اسے ملے گا، نامۂ اعمال میں اسے صدقہ لکھا جائے گا۔ اسی طرح باغ کے پھلوں کو چور لے گئے، کسی نے چھین لیا تو یہ سب اس کے نامہ اعمال میں بطورِ صدقہ قیامت تک کے لیے لکھا جاتا رہے گا۔"

تشریح:۔ اس حدیث میں باغ لگانے کا ذکر ہے دوسری حدیثوں میں اس کے ساتھ کھیتی کا بھی ذکر ہے۔ آپ نے باغ لگایا اس پر محنت اور رقم صرف کی، جب اس نے پھل دیے تو کچھ چڑیاں کھا گئیں، کسی بھوکے غریب آدمی نے اس سے فائدہ اٹھایا، یا چور چرا لے گئے یا زبردستی کوئی چھین لے گیا تو وہ بظاہر نظر برباد ہوتا معلوم ہوتا ہے لیکن حضورؐ فرماتے ہیں کہ نہیں، اس پر اجر و ثواب ملیگا۔

غلاموں کی آزادی، یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک

(۱۵۳) وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:
مَنْ ضَمَّ يَتِيْمًا مِنْ أَبَوَيْنِ مُسْلِمَيْنِ إِلٰى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ حَتّٰى

يَسْتَغْنِيَ عَنْهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ،

وَمَنْ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا كَانَ فِكَاكُهُ مِنَ النَّارِ يُجْزِي بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ مسند احمد)

حضرت مالک بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا، "جو مسلمان والدین کے یتیم بچے کو کھلائے پلائے یہاں تک کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے (بالغ ہو جائے) تو ایسے شخص کو یقیناً جنّت ملے گی،

اور جو کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا تو یہ کام جہنّم سے اس کی نجات کا باعث بنے گا، غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کا عضو جہنّم سے نجات پائے گا"

کس کا صدقہ قبول نہ ہوگا

(۱۵۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَا يُعَذِّبُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ رَحِمَ الْيَتِيْمَ وَلَانَ لَهُ فِي الْكَلَامِ وَرَحِمَ يُتْمَهُ وَضَعْفَهُ، وَلَمْ يَتَطَاوَلْ عَلَى جَارِهِ بِفَضْلِ مَا آتَاهُ اللهُ،

وَقَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَا يَقْبَلُ اللهُ صَدَقَةً مِنْ رَجُلٍ وَلَهُ قَرَابَةٌ مُحْتَاجُوْنَ إِلَى صِلَتِهِ وَيَصْرِفُهَا إِلَى غَيْرِهِمْ،

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے دینِ حق دے کر بھیجا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب نہیں دیں گے جنہوں نے دُنیا میں یتیموں پر رحم کیا ہوگا، اُن سے نرم انداز میں بات کی ہوگی، اور اُن کی یتیمی اور کمزوری پر ترس کھایا ہوگا۔ اور اپنے پڑوسی کے مقابلے میں اپنے کثرتِ مال کی وجہ سے برتری نہ جتائی ہو"

نیز آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

"اے محمدؐ کی اُمّت کے لوگو، قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے دینِ حق دے کر بھیجا ہے،

اللہ تعالیٰ اس شخص کا صدقہ قبول نہیں کرے گا جس کے کچھ رشتہ دار ہوں جو اس کی صلہ رحمی کے محتاج ہوں اور وہ ان کو دینے کے بجائے دوسرے لوگوں کو دے دے۔"

ایک دوسری حدیث کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ایسے شخص کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شفقت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔"

گیارہ باتوں کی وصیت

(۱۵۵) عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَشَى قَلِيْلًا، ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ، أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَصِدْقِ الْحَدِيْثِ، وَوَفَاءِ الْعَهْدِ، وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ، وَتَرْكِ الْخِيَانَةِ، وَرَحْمِ الْيَتِيْمِ، وَحِفْظِ الْجِوَارِ، وَكَظْمِ الْغَيْظِ، وَلِيْنِ الْكَلَامِ، وَبَذْلِ السَّلَامِ، وَلُزُوْمِ الْاِمَامِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بیہقی)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دور چلے، پھر فرمایا:

"اے معاذ، میں تمہیں اللہ کی نافرمانی سے بچنے، سچ بولنے، عہد کو پورا کرنے، امانت کو ٹھیک ٹھیک پہنچانے، خیانت نہ کرنے، یتیم پر رحم کرنے، پڑوسی کے حقوق کی حفاظت کرنے، غصے کو دبانے، لوگوں سے نرم انداز میں گفتگو کرنے اور لوگوں کو سلام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ وقت کے خلیفہ سے چمٹے رہنا، نہ اس سے الگ ہونا نہ اس کے خلاف محاذ بنانا۔"

تشریح:۔ اور اگر اسلامی حکومت نہ ہو نہ اس کا سربراہ ہو تب کس سے کٹیں؟ کیا باطل سے؟ کیا باطل پرست جماعتوں سے؟ نہیں، ہرگز نہیں، پھر کیا اطمینان سے منتشر بھیڑوں کی طرح زندگی گزاریں؟ نہیں، پھر کیا کریں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جماعت بنو، اجتماعی حیثیت سے دین کی دعوت دو، دعوت دیتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں میں برکت دے اور دینی بہار آجائے یا اسی حالت میں موت آجائے، کتنی اشرف و اعلیٰ ہے ایسی موت!!

حضورؐ نے وصال سے پانچ دن پہلے اُمت کو کیا وصیت کی ؟

(۱۵۶) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ : عَهْدِي بِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِخَمْسِ لَيَالٍ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا وَلَهُ خَلِيلٌ مِنْ أُمَّتِهِ : وَإِنَّ خَلِيلِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ، وَإِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا،

أَلَا وَإِنَّ الْأُمَمَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ، وَإِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ ۔

اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ :

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ،

وَأُغْمِيَ عَلَيْهِ هُنَيْهَةً، ثُمَّ قَالَ :

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، أَشْبِعُوا بُطُونَهُمْ، وَاكْسُوا ظُهُورَهُمْ وَأَلِينُوا الْقَوْلَ لَهُمْ ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالۂ طبرانی)

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ دن پہلے حضورؐ سے میری جو ملاقات ہوئی وہ مجھے یاد ہے، اُس دن میں نے آپؐ کو یہ فرماتے سُنا کہ :

"ہر نبی کے لیے اس کی اُمت میں سے کوئی نہ کوئی خلیل ضرور ہوا ہے اور میرے خلیل ابوبکرؓ ابن ابی قحافہ ہیں، اور اللہ نے اپنے نبی محمدؐ کو اپنا خلیل بنایا۔

سُنو، تم سے پہلے کے لوگ اپنے نبی کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا کرتے تھے، اور میں تم کو اس سے روکتا ہوں" (وفات کے بعد میری قبر پر سجدہ نہ ہونے پائے)

پھر اس کے بعد فرمایا :

"اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا ؟" (یہ بات آپؐ نے تین بار فرمائی)۔

پھر آپؐ نے فرمایا :

"اے اللہ! تو گواہ رہ" (یہ بھی تین دفعہ دُہرایا) اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے آپؐ پر غشی طاری ہوئی اور جب غشی دُور ہوئی تو فرمایا :

"اپنے غلاموں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ سے ڈرتے رہنا، ان کو پیٹ بھر

کھانا دینا، پہننے کے لیے کپڑے دینا اور ان سے نرمی سے بات کرنا۔"

تشریح:- یہی حکم گھر کے مستقل خادم کے لیے بھی ہے۔

پڑوسی کے حقوق

(۱۵۷) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ دُونَ جَارِهِ مَخَافَةً عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ، فَلَيْسَ ذَالِكَ بِمُؤْمِنٍ، وَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مَنْ لَمْ يَأْمَنْ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔

أَتَدْرِي مَا حَقُّ الْجَارِ؟:

إِذَا اسْتَعَانَكَ أَعَنْتَهُ، وَإِذَا اسْتَقْرَضَكَ أَقْرَضْتَهُ، وَإِذَا افْتَقَرَ عُدْتَ عَلَيْهِ، وَإِذَا مَرِضَ عُدْتَهُ وَإِذَا أَصَابَهُ خَيْرٌ هَنَّأْتَهُ، وَإِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ عَزَّيْتَهُ، وَإِذَا مَاتَ اتَّبَعْتَ جَنَازَتَهُ، وَلَا تَسْتَطِيلُ عَلَيْهِ بِالْبُنْيَانِ فَتَحْجُبَ عَنْهُ الرِّيحَ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تُؤْذِهِ بِقُتَارِ رِيحِ قِدْرِكَ إِلَّا أَنْ تَغْرِفَ لَهُ مِنْهَا، وَإِنِ اشْتَرَيْتَ فَاكِهَةً فَاهْدِ لَهُ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَأَدْخِلْهَا سِرًّا، وَلَا يَخْرُجْ بِهَا وَلَدُكَ لِيَغِيظَ بِهَا وَلَدَهُ۔ (ترغیب ترہیب)

عمرو بن شعیب کے دادا سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے پڑوسی سے اپنے گھر والوں اور مال کے بارے میں خطرہ محسوس کیا اور دروازہ بند کر کے سویا تو ایسا پڑوسی مومن نہیں ہے اور وہ بھی مومن نہیں ہے جس کا پڑوسی اس کے ظلم اور دست درازی سے مطمئن نہ ہو۔

کیا تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟

اگر وہ مدد کا طالب ہو تو اس کی مدد کرو، اگر وہ قرض مانگے تو اس کو قرض دو، اگر وہ فقر و فاقہ کا شکار ہو تو اس کو نفع پہنچاؤ، اگر وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرو، اگر کوئی مسرت اس کو حاصل ہو تو مبارکباد دو، مصیبت میں گرفتار ہو تو صبر کی تلقین کرو، اگر وہ مر جائے تو اس کے پیچھے قبرستان تک جاؤ، اس کے گھر سے اونچا گھر بنا کر اس کے گھر کی ہوا نہ روکو، البتہ

اگر وہ اجازت دے تو اپنا گھر اونچا کر سکتے ہو، تم اپنی ہانڈی کے گوشت کی خوشبو سے اس کو تکلیف مت پہنچاؤ الا یہ کہ اس کے گھر بھی بھیجو، اور اگر اپنے بچوں کے لیے میوے خرید و تو اس کے یہاں بھی بھیجو، اگر تم ایسا نہ کر سکو تو اپنے گھر میں چپکے سے لاؤ اور تمہارے بچے میوے لے کر باہر کھاتے ہوئے نہ نکلیں ورنہ تمہارے غریب پڑوسی کے بچے غمگین ہوں گے، کڑھن محسوس کریں گے۔"

ایمان کب درست ہوتا ہے؟

(۱۵۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

لَا یَسْتَقِیْمُ قَلْبُہٗ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ لِسَانُہٗ، وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ رَجُلٌ لَّا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ احمد وابن ابی الدنیا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو، اور اس کا دل ٹھیک نہیں ہو سکتا جب تک اس کی زبان ٹھیک نہ ہو، اور کوئی ایسا شخص جنت میں نہ جا سکے گا جس کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوں"

صحیفۂ ابراہیمؑ اور صحیفۂ موسیٰؑ کی تعلیمات اور حضورؐ کی دس وصیتیں

(۱۵۹) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، مَا کَانَتْ صُحُفُ اِبْرَاہِیْمَ؟

قَالَ: کَانَتْ اَمْثَالًا کُلُّہَا، اَیُّہَا الْمَلِكُ الْمُسَلَّطُ الْمُبْتَلَی الْمَغْرُوْرُ: اِنِّیْ لَمْ اَبْعَثْكَ لِتَجْمَعَ الدُّنْیَا بَعْضَہَا عَلٰی بَعْضٍ، وَلٰکِنِّیْ بَعَثْتُكَ لِتَرُدَّ عَنِّیْ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ، فَاِنِّیْ لَا اَرُدُّہَا، وَاِنْ کَانَتْ مِنْ کَافِرٍ؟

وَعَلَی الْعَاقِلِ مَا لَمْ یَکُنْ مَغْلُوْبًا عَلٰی عَقْلِہٖ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ سَاعَاتٌ، فَسَاعَۃٌ یُّنَاجِیْ فِیْہَا رَبَّہٗ، وَسَاعَۃٌ یُّحَاسِبُ فِیْہَا نَفْسَہٗ وَسَاعَۃٌ یَّتَفَکَّرُ فِیْہَا فِیْ صُنْعِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ، وَسَاعَۃٌ یَّخْلُوْ فِیْہَا لِحَاجَتِہٖ مِنَ الْمَطْعَمِ وَالْمَشْرَبِ،

وَعَلَی الْعَاقِلِ اَنْ لَّا یَکُوْنَ ظَاعِنًا اِلَّا لِثَلَاثٍ: تَزَوُّدٍ لِّمَعَادٍ

أَوْ مَرَمَّةٍ لِمَعَاشٍ، أَوْ لَذَّةٍ فِي غَيْرِ مُحَرَّمٍ. وَعَلَى الْعَاقِلِ أَنْ يَكُوْنَ بَصِيْرًا بِزَمَانِهِ مُقْبِلًا عَلَى شَأْنِهِ حَافِظًا لِلِسَانِهِ وَمَنْ حَسِبَ كَلَامَهُ مِنْ عَمَلِهِ قَلَّ كَلَامُهُ إِلَّا فِيْمَا يَعْنِيْهِ،

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، فَمَا كَانَتْ صُحُفُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ؟

قَالَ: كَانَتْ عِبَرًا كُلُّهَا: عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْمَوْتِ ثُمَّ يَفْرَحُ، عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالنَّارِ ثُمَّ هُوَ يَضْحَكُ. عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ هُوَ يَنْصَبُ عَجِبْتُ لِمَنْ رَأَى الدُّنْيَا وَتَقَلُّبَهَا بِأَهْلِهَا، ثُمَّ اطْمَأَنَّ إِلَيْهَا. عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْحِسَابِ غَدًا ثُمَّ لَا يَعْمَلُ.

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَوْصِنِيْ.

قَالَ: أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللهِ، فَإِنَّهَا رَأْسُ الْأَمْرِ كُلِّهِ.

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ زِدْنِيْ،

قَالَ: عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنَّهُ نُوْرٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ وَذُخْرٌ لَكَ فِي السَّمَاءِ.

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ زِدْنِيْ؟

قَالَ: إِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضَّحِكِ، فَإِنَّهُ يُمِيْتُ الْقَلْبَ، وَ يَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ،

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ زِدْنِيْ،

قَالَ: عَلَيْكَ بِالْجِهَادِ، فَإِنَّهُ رَهْبَانِيَّةُ أُمَّتِيْ.

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ زِدْنِيْ،

قَالَ أَحِبَّ الْمَسَاكِيْنَ وَجَالِسْهُمْ،

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ زِدْنِيْ،

قَالَ: اُنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ تَحْتَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى مَا هُوَ فَوْقَكَ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرِيَ نِعْمَةَ اللهِ عِنْدَكَ.

قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِيْ،

قَالَ: قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا۔

قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِيْ،

قَالَ: لِيَرُدَّكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُهُ مِنْ نَفْسِكَ وَلَا تَجِدُ عَلَيْهِمْ فِيْمَا تَأْتِيْ، وَكَفٰى بِكَ عَيْبًا أَنْ تَعْرِفَ مِنَ النَّاسِ مَا تَجْهَلُهُ مِنْ نَفْسِكَ، وَتَجِدَ عَلَيْهِمْ فِيْمَا تَأْتِيْ،

ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى صَدْرِيْ، فَقَالَ:

يَا أَبَا ذَرٍّ، لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ، وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ، وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تعلیمات تھیں؟

تو آپ نے فرمایا: "صحیفۂ ابراہیمی کی کل تعلیمات تمثیل کی زبان میں پیش کی گئی تھیں، اور وہ یہ ہے،

اے فریب خوردہ بادشاہ، تجھ کو اقتدار دے کر آزمائش میں ڈالا گیا ہے، میں نے تجھ کو اس لیے نہیں بھیجا ہے کہ دُنیا کا مال جمع کر کے ڈھیر لگائے بلکہ میں نے تجھ کو اس لیے بادشاہ بنایا ہے تاکہ تو اپنے انصاف کے ذریعے مظلوموں کی دُعا کو مجھ تک پہنچنے سے روکے، کیونکہ مظلوم کی پکار کو میں رد نہیں کرتا اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

اور عقلمند کے لیے جب تک وہ ہوش و حواس میں ہے ضروری ہے کہ اپنے اوقات کی تقسیم کرے، کچھ وقت خدا سے دُعا و مناجات میں لگائے، کچھ وقت اپنا آپ احتساب کرے، کچھ وقت اللہ کی قدرت کے کرشموں میں اور اس کی بنائی ہوئی چیزوں پر غور و فکر کرے۔ اور کچھ وقت ایسا ہو جس میں کھانے پینے کی فکر کرے۔

اور عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ صرف تین چیزوں کے لیے سفر کرے۔ آخرت کا توشہ جمع کرنے کے لیے یا اپنی معاش کی درستگی کے لیے یا حلال لذت کے حصول کے لیے۔

اور عقلمند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اصلاحِ حال کی طرف متوجہ رہے، اپنی زبان کو قابو میں رکھے ــــ جو شخص اپنی زبان سے نکلی ہوئی بات کا محاسبہ کرے گا، تو صرف وہی باتیں اس کی زبان سے نکلیں گی جو مفید ہوں گی، (لایعنی باتوں سے اپنی زبان بند رکھے گا)"۔

مَیں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، موسیٰ علیہ السّلام کے صحیفوں میں کیا تعلیمات تھیں؟

آپؐ نے فرمایا کہ" وہ کُل کی کُل عبرت اور موعظت پر مشتمل ہیں مثلاً اس میں یہ ہے:

"ان لوگوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے جنہیں موت کا یقین ہو اور دُنیا کے مال ومتاع پر نازاں ہوں،

اُس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے جسے جہنم کا یقین ہو اور اُسے ہنسی آتی ہو،

اُس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے کہ جو تقدیر (خدا کے فیصلے) پر بھی یقین رکھتا ہے پھر وہ حصولِ دنیا میں ہلکان ہوتا ہے،

مجھے اُس شخص پر بھی تعجب ہوتا ہے جو دُنیا اور اس کے تغیرات کو دیکھتا ہے پھر اس کو اپنا نصب العین بناتا ہے۔

اُس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے جو کل قیامت کے دن کے محاسبہ کا یقین رکھتا ہے اور عمل نہیں کرتا ہے"۔

اس کے بعد مَیں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، مجھے وصیت فرمائیے"!

آپؐ نے فرمایا کہ:

"مَیں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اس لیے کہ یہ تمام نیکیوں کی جڑ ہے"۔

مَیں نے کہا کہ،

"اے اللہ کے رسولؐ، کچھ اور فرمائیے"۔

آپؐ نے فرمایا: "قرآن کی تلاوت اور اللہ کے ذکر (نماز) کو اپنے لیے لازم کر لو۔ یہ چیز زمین میں تمہارے لیے روشنی ثابت ہوگی۔ (اس کے ذریعہ دنیا میں راہِ حق پر چل سکو گے) اور آسمان میں تمہارے کام آئے گی"۔

مَیں نے کہا "اللہ کے رسولؐ، مزید ارشاد ہو"!

آپؐ نے فرمایا کہ "بہت زیادہ ہنسنے سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لیے کہ یہ قلب کو مُردہ کر

دیتا ہے اور چہرے کے نور کو ختم کر دیتا ہے"۔

میں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، کچھ اور نصیحت کیجیے"!

آپؐ نے فرمایا "اللہ کی راہ میں جہاد کو اپنے اوپر لازم کرو، یہ جہاد میری امت کی رہبانیت ہے"۔

میں نے کہا، "اے اللہ کے رسولؐ، کچھ اور نصیحت کیجیے"!

آپؐ نے فرمایا "غریبوں سے محبت کرو اور ان کی صحبت اختیار کرو"۔

میں نے کہا، "اے اللہ کے رسولؐ! کچھ اور"!

آپؐ نے فرمایا: "جو لوگ تم سے مال و جاہ کے لحاظ سے کم ہوں ان کی طرف دیکھو اور اُن لوگوں پر نظر نہ ڈالو جو دنیاوی جاہ و مرتبہ میں تم سے بڑھے ہوئے ہوں، اس لیے کہ اس سے تمہارے دل میں اللہ کی نعمت کی ناقدری کا جذبہ نہیں پیدا ہوگا"۔

میں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، کچھ مزید ارشاد فرمائیں"!

آپؐ نے فرمایا "ٹھیک بات کہا کرو اگرچہ وہ لوگوں کو بُری لگے"۔

میں نے کہا: "اے اللہ کے رسولؐ، مزید ارشاد ہو"!

آپؐ نے فرمایا:۔

"تمہارے اندر جو عیوب اور کمزوریاں ہیں جن کو تم خوب جانتے ہو ان پر نظر رکھو اور لوگوں کے عیوب نہ ڈھونڈو، اور وہ کام جو تم کرو اگر دوسرے کریں تو ان پر تمہیں غصّہ نہیں آنا چاہیے۔ اور آدمی کے لیے یہ عیب کافی ہے کہ وہ اپنے عیوب کو نہ پہچانے اور دوسروں کے عیوب ڈھونڈھتا پھرے، اور جو کام خود کرتا ہے اس کے کرنے پر دوسروں سے ناراض ہو"۔

پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا: "اے ابوذر، بڑا عقلمند وہ ہے جو مدبر ہو، انجام کو سوچ کر کام کرنے والا ہو اور سب سے بڑی پرہیزگاری حرام سے بچنا ہے، اور سب سے بڑی شرافت حُسنِ اخلاق ہے"۔

قابلِ رشک کون ہے؟

(۱۶۰) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا حَسَدَ اِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ

وَالنَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِي الْحَقِّ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔

(مسند احمد)

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو ہی آدمی رشک کے قابل ہیں،

ایک وہ جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا تو وہ اسے پڑھتا پڑھاتا اور اس پر عمل کرتا ہے، رات کے اوقات میں بھی دن کے اوقات میں بھی،

اور دوسرا وہ شخص، جس کو اللہ نے مال دیا، جسے وہ رات اور دن کے اوقات میں صحیح جگہ پر خرچ کرتا ہے۔"

اللہ کے عذاب کو کون لوگ دعوت دیتے ہیں؟

(۱۶۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِذَا ظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبَا فِيْ قَرْيَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ۔

(ترغیب ترہیب بحوالہ حاکم)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا "جب کسی قوم یا بستی میں بدکاری اور سود خوری نمایاں طور پر ہونے لگے تو یوں سمجھو گویا لوگوں نے اپنے کو عذابِ الٰہی کے مستحق ہونے کا اعلان کیا۔"

پیپ کے حوض میں کس کو رکھا جائے گا؟

(۱۶۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ۔

مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَمَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُ لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ، وَمَنْ قَالَ فِيْ مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيْهِ اَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ "جس نے اللہ کی بیان کردہ سزاؤں میں سے کسی سزا کو روکنے کے لیے سفارش

کی اور جس نے جان بوجھ کر باطل کی حمایت کی تو ایسے لوگوں سے اللہ ناراض رہے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کرلیں اور جس شخص نے کسی صاحب ایمان پر تہمت لگائی تو اسے ہلاکت کی جگہ (جہنم) میں جگہ دے گا الا یہ کہ وہ توبہ کرے اور اپنے بھائی سے معافی مانگے۔"

چار باتوں کی وصیت

(۱۶۳) وَعَنْ اَبِیْ جُرَیٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: رَأَیْتُ رَجُلًا یَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْیِہٖ، لَا یَقُوْلُ شَیْئًا اِلَّا صَدَرُوْا عَنْہُ۔

قُلْتُ: مَنْ ھٰذَا؟

قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

قُلْتُ عَلَیْکَ السَّلَامُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

قَالَ: لَا تَقُلْ: عَلَیْکَ السَّلَامُ، عَلَیْکَ السَّلَامُ تَحِیَّۃُ الْمَیِّتِ

قُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ۔

قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ؟

قَالَ: اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ الَّذِیْ اِذَا اَصَابَکَ ضُرٌّ، فَدَعَوْتَہٗ کَشَفَہٗ عَنْکَ وَاِنْ اَصَابَکَ عَامُ سَنَۃٍ فَدَعَوْتَہٗ اَنْبَتَہَا لَکَ، وَاِذَا کُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ اَوْ فَلَاۃٍ، فَضَلَّتْ رَاحِلَتُکَ فَدَعَوْتَہٗ رَدَّھَا عَلَیْکَ،

قَالَ قُلْتُ: اِعْھَدْ اِلَیَّ۔

قَالَ: لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا، فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَہٗ حُرًّا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا بَعِیْرًا وَّلَا شَاۃً۔

قَالَ: وَلَا تَحْقِرَنَّ شَیْئًا مِّنَ الْمَعْرُوْفِ،

وَارْفَعْ اِزَارَکَ اِلٰی نِصْفِ السَّاقِ، فَاِنْ اَبَیْتَ، فَاِلَی الْکَعْبَیْنِ، وَاِیَّاکَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ، فَاِنَّہَا مِنَ الْمَخِیْلَۃِ، وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمَخِیْلَۃَ، وَاِنِ امْرُؤٌ شَتَمَکَ وَعَیَّرَکَ بِمَا یَعْلَمُ فِیْکَ فَلَا تُعَیِّرْہُ بِمَا تَعْلَمُ فِیْہِ فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِکَ عَلَیْہِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابوداؤد، ترمذی ونسائی)

حضرت جابر بن سُلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ لوگوں کا مرجع

بنا ہوا ہے جو بات اس کی زبان سے نکلتی ہے اسے قبول کر لیتے ہیں اختلاف نہیں کرتے، میں نے پوچھا یہ "کون شخص ہے"؟

لوگوں نے بتایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

میں ان کے پاس گیا اور ان الفاظ کے ساتھ سلام کیا، عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللهِ،

آپؐ نے فرمایا "عَلَيْكَ السَّلَامُ نہ کہو، جب کوئی مر گیا ہو تو اُسے اس طرح دُعا دیتے ہیں تم اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کہا کرو (جب زندہ آدمی کو سلام کرو)"۔

میں نے پوچھا "آپ اللہ کے رسول ہیں"؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں میں اللہ کا رسول ہوں جسے تم مصیبت میں پکارو تو مصیبت دور کر دے اور اگر پانی نہ برسے اور اُسے تم پکارو تو پانی برسائے اور غلہ اُگائے اور اگر تم کسی چٹیل علاقے یا بیابان میں سفر کر رہے ہو اور تمہاری اونٹنی کھو جائے اور اسے پکارو تو تمہاری اونٹنی واپس لائے"۔

میں نے عرض کیا "مجھے کچھ نصیحت فرمائیے"۔

آپؐ نے فرمایا "کبھی کسی کو گالی نہ دینا، بُرا بھلا نہ کہنا" (جابر بن سُلَیم رضؓ کہتے ہیں) اس کے بعد میں نے نہ تو کسی آزاد کو گالی دی۔ اور نہ غلام کو اور نہ کبھی کسی اونٹ یا بکری کو بُرا بھلا کہا،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری وصیت یہ فرمائی "(کسی کے ساتھ احسان کو حقیر نہ جانو (یوں نہ سوچو کہ میں یہ معمولی احسان کیا کروں کیونکہ ہر احسان چاہے وہ کتنا ہی معمولی ہو اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر ہے)۔

اور اے جابر تم اپنا تہبند نصف پنڈلی تک رکھو اور زیادہ سے زیادہ ٹخنوں تک کی گنجائش ہے، خبردار ٹخنوں کے نیچے تمہارا تہبند نہ جائے اس لیے کہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔

اور اگر کوئی آدمی تمہیں بُرا بھلا کہے اور تمہارے کسی عیب کو بیان کر کے شرمندہ کرے جو اُسے معلوم ہو تو تم اس کے کسی عیب سے عار مت دلاؤ جو تمہیں معلوم ہو تو اللہ اس سے بدلہ لے گا"۔

ظلم اور حرص وبخل

(۱۶۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

إِتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ظلم سے بچو، اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن ظالم کے لیے تاریکیوں (مصیبتوں) کا موجب بنے گا۔ اور شُحّ سے بچو، اس لیے کہ اسی چیز نے تم سے پہلے کے لوگوں کو تباہ کیا۔ اسی نے لوگوں کو قتل وخونریزی پر آمادہ کیا اور جان، مال، آبرو کی بربادی اور دوسرے گناہوں کی محرک ہوئی۔"

تشریح: شُحّ کے معنی مال کی حرص، بخل اور خود غرضی کے ہیں، لینے کی خواہش اور دینے سے انکار واعراض۔

پانچ بُرے کام

(۱۶۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ خِصَالٌ خَمْسٌ إِنِ ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ وَنَزَلْنَ بِكُمْ أَعُوْذُ بِاللهِ أَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ،

لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْأَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ فِيْ أَسْلَافِهِمْ،

وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ إِلَّا أُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمُؤْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ،

وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا،

وَلَا نَقَضُوْا عَهْدَ اللهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهٖ إِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوٌّ مِّنْ غَيْرِهِمْ فَيَأْخُذُ بَعْضَ مَا فِيْ أَيْدِيْهِمْ،

وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ إِلَّا جَعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ۔ (بیہقی، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"پانچ برائیاں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہوئے اور یہ تمہارے اندر گھس آئیں تو بہت بُرا ہوگا۔ مَیں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ یہ پانچوں بُرائیاں تمہارے اندر پیدا ہوں۔

(۱) زنا۔ یہ اگر کسی گروہ میں علانیہ ہونے لگے تو انہیں ایسی ایسی بیماریاں لاحق ہوں گی جو پہلوں میں نہیں تھیں۔

(۲) ناپ اور تول میں کمی۔ یہ بُرائی کسی قوم میں پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان پر قحط اور خشک سالی مسلّط کرتا ہے اور ظالم اقتدار کے ظلم کا نشانہ بنتی ہے۔

(۳) زکوٰۃ نہ دینا۔ یہ خرابی جن لوگوں میں پیدا ہوتی ہے ان پر آسمان سے پانی برسنا رُک جاتا ہے اگر اس علاقے میں جانور یا چڑیاں نہ ہوں تو ذرا بھی بارش نہ ہو۔

(۴) اللہ و رسولؐ سے غداری اور عہد شکنی۔ یہ خرابی جب رونما ہوتی ہے تو اللہ ان کے اوپر غیر مسلم دشمن کو مسلّط کر دیتا ہے جو اُن کی بہت کچھ چیزیں چھین لیتا ہے۔

(۵) اگر مسلمان حکمران خدا کی کتاب کے مطابق حکومت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ مسلم معاشرہ میں پھوٹ ڈال دیتا ہے اور وہ آپس میں کشت و خون کرنے لگتے ہیں۔"

تشریح:۔ یہ باتیں مہاجرین کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے ارشاد فرمائیں کہ اسلامی حکومت کی باگ ڈور انہیں کے ہاتھ میں آنے والی ہے اور یہ اس لیے کہ یہ لوگ کتاب و سُنّت کا علم انصارؓ کے مقابلے میں زیادہ رکھتے تھے۔ انتظامی صلاحیت بھی مجموعی لحاظ سے ان میں زیادہ تھی، نیز زمانہ جاہلیت میں یہی لوگ عرب قبائل کے حکمران تھے اور اسلامی معاشرہ میں انہیں کو زیادہ اعتماد حاصل تھا۔ یہ ہدایات پوری اُمت کے لیے ہیں۔

قیامت سے پہلے اُمتِ مسلمہ میں کیا کیا خرابیاں رونما ہوں گی؟

(۱۶۶) عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللهِ جُلُوْسًا فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ، قَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ رَأَيْنَا النَّاسَ رُكُوْعًا فِيْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَكَبَّرَ وَرَكَعَ وَرَكَعْنَا وَمَشَيْنَا

وَصَنَعْنَا مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعَ فَمَرَّ رَجُلٌ يُسْرِعُ،

فَقَالَ، عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ،

فَلَمَّا صَلَّيْنَا وَرَجَعْنَا دَخَلَ إِلٰى أَهْلِهِ، فَجَلَسْنَا فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ أَمَا سَمِعْتُمْ رَدَّهُ عَلَى الرَّجُلِ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَيُّكُمْ يَسْأَلُهُ۔

فَقَالَ طَارِقٌ أَنَا أَسْئَلُهُ فَسَأَلَهُ حِيْنَ خَرَجَ،

فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

أَنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تَسْلِيْمَ الْخَاصَّةِ وَفُشُوَّ التِّجَارَةِ، حَتّٰى تُعِيْنَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَى التِّجَارَةِ، وَقَطْعَ الْأَرْحَامِ وَشَهَادَةَ الزُّوْرِ وَكِتْمَانَ شَهَادَةِ الْحَقِّ وَظُهُوْرَ الْقَلَمِ۔ (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۴۰۸، ۴۰۷)

طارق بن شہاب کہتے ہیں ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے بتایا کہ نماز کھڑی ہو چکی ہے تو عبداللہ بن مسعودؓ اٹھے اور ہم بھی ان کے ساتھ ہو لیے۔ جب ہم لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مسجد کے اگلے حصے میں سب لوگ رکوع میں ہیں تو عبداللہ بن مسعودؓ مسجد میں جہاں تھے وہیں تکبیر کہی اور رکوع میں گئے اور ہم لوگ بھی رکوع میں گئے پھر صف میں شامل ہونے کے لیے آگے بڑھے اور ہم نے اسی طرح کیا جس طرح عبداللہ بن مسعودؓ نے کیا۔

(نماز کے بعد) ایک آدمی تیزی کے ساتھ آیا اور اس نے کہا "السلام علیکم اے ابو عبدالرحمٰن" (یہ ان کی کنیت ہے اور مخصوص طور پر انہیں کو سلام کیا)

تو عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا: "اللہ و رسولؐ نے سچ کہا ہے"

جب ہم نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے لوٹے تو وہ اپنے گھر کے اندر چلے گئے اور ہم لوگ باہر بیٹھ گئے، ہم میں سے بعض نے بعض سے کہا کیا تم نے عبداللہ بن مسعودؓ کا جواب سلام سُنا؟ انہوں نے وعلیکم السلام کہنے کے بجائے "صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ" کہا تو ہم میں سے اس کے متعلق ان سے کون پوچھے گا؟۔

طارق نے کہا کہ "میں اُن سے پوچھوں گا۔"

چنانچہ جب وہ گھر کے اندر سے باہر تشریف لائے تو طارق نے دریافت کیا، جواب میں عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی "قیامت کے قریب لوگ مجمع میں سے مخصوص لوگوں کو سلام کریں گے۔

اور تجارت کی طرف عام رجحان ہو جائے گا (یعنی دنیا داری بڑھ جائے گی) یہاں تک کہ عورت بھی اپنے شوہر کو تجارت میں مدد دے گی۔

اسی طرح قیامت کے قریب لوگ رشتہ داروں سے قطع تعلق کریں گے،

جھوٹی گواہیاں دیں گے، سچی گواہیاں چھپائیں گے،

اور جوئے کا عام رواج ہو جائے گا۔"

دو چیزیں وبالِ جان ہوں گی

(۱۶۷) وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كُلُّ بُنْيَانٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِكَفِّهٖ اِلٰى رَأْسِهٖ وَكُلُّ عِلْمٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَنْ عَمِلَ بِهٖ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت واثلہ ابن اسقعؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر عمارت اپنے مالک کے لیے وبال بنے گی سوائے اس عمارت کے جو اس طرح ہو اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے سر کی طرف اشارہ فرمایا،

اور ہر علم صاحبِ علم کے لیے وبال بن جائے گا سوائے اس شخص کے جس نے اپنے علم پر عمل کیا۔"

تشریح:۔ اس حدیث کے پہلے حصے کا مطلب یہ ہے کہ بلا ضرورت اونچی شاندار بلڈنگ بنانے کی فکر نہ کرنی چاہیے۔ اور ہاتھ سے سر کی طرف جو اشارہ فرمایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عمارت اتنی اونچی ہونی چاہیے کہ چھت سے سر نہ ٹکرائے، کیونکہ اونچی اور شاندار بلڈنگ ہی لوگ بناتے ہیں جن کے دل میں تفاخر کا جذبہ ہوتا ہے چاہے انہیں اس کا احساس نہ ہو اور اس طرح کی دنیا سازی اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت میں گھر بنانے کی فکر یا تو بالکل نہیں ہے یا بہت کم ہے۔

قیامت کے دن کون لوگ روئیں گے؟

(۱۶۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا عَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ سَهِرَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ خَرَجَ مِنْهَا مِثْلُ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ اصبہانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی سوائے اُس آنکھ کے جس نے کسی حرام چیز پر نگاہ نہیں ڈالی،

اور وہ آنکھ بھی قیامت کے دن نہیں روئے گی جو اللہ کی راہ میں جاگی ہو (یعنی جہاد میں پہرہ دینے والی آنکھ)۔

اور وہ آنکھ بھی قیامت کے دن نہیں روئے گی جس سے دنیا میں اللہ کے ڈر سے ذرا بھی آنسو نکلا ہو۔"

خدا کے تین محبوب بندے

(۱۶۹) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ وَيَضْحَكُ اِلَيْهِمْ وَيَسْتَبْشِرُ بِهِمْ،

(۱) اَلَّذِیْ اِذَا انْكَشَفَتْ فِئَةٌ قَاتَلَ وَرَاءَهَا بِنَفْسِهٖ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَاِمَّا اَنْ يُّقْتَلَ، وَاِمَّا اَنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَكْفِيَهٗ، فَيَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِیْ هٰذَا كَيْفَ صَبَرَ لِیْ بِنَفْسِهٖ،

(۲) وَالَّذِیْ لَهُ امْرَاَةٌ حَسَنَةٌ وَّفِرَاشٌ لَيِّنٌ حَسَنٌ فَيَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُوْلُ يَذَرُ شَهْوَتَهٗ وَيَذْكُرُنِیْ، وَلَوْ شَاءَ رَقَدَ،

(۳) وَالَّذِیْ اِذَا كَانَ فِیْ سَفَرٍ وَّكَانَ مَعَهٗ رَكْبٌ فَسَهِرُوْا ثُمَّ هَجَعُوْا، فَقَامَ مِنَ السَّحَرِ فِیْ ضَرَّاءَ وَسَرَّاءَ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

"تین قسم کے لوگ ہیں جو اللہ کو محبوب ہیں،

اوّل وہ مجاہد کہ جب فوج کا کوئی دستہ بھاگ کھڑا ہو تو یہ جما رہے اور اللہ عزوجل کی خاطر لڑتا رہے، پھر یا تو قتل ہو جائے یا اللہ اس کی مدد فرمائے تو اللہ فرشتوں سے

کہتا ہے میرے اس بندے کو دیکھو میری خاطر کس طرح یہ میدانِ جنگ میں ڈٹا رہا۔

دوسرا شخص وہ جو رات میں نرم و نازک بستر پر اپنی بہترین بیوی کے ساتھ سویا ہوا ہے لیکن جب تہجد کا وقت ہوتا ہے تو یہ اٹھتا ہے اور اللہ کے حضور کھڑا ہو جاتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ دیکھو! یہ اپنی میٹھی نیند کو چھوڑتا ہے اور مجھے یاد کرتا ہے۔ حالانکہ اگر چاہتا تو سویا رہتا۔

تیسرے وہ شخص جو سفر میں ہو، قافلے میں بہت سے اور لوگ ہوں وہ لوگ کچھ دیر جاگ کر سو گئے لیکن یہ شخص آخر شب میں اٹھا اور تہجد کی نماز کے لیے کھڑا ہو گیا۔ تکلیف کی حالت میں بھی پڑھتا ہے اور آرام کی حالت میں بھی پڑھتا ہے۔"

حسد اور عداوت ــــ باہمی محبت ــــ سلام

(۱۷۰) وَعَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

دَبَّ اِلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمْ: اَلْبَغْضَاءُ وَالْحَسَدُ، وَالْبَغْضَاءُ هِیَ الْحَالِقَةُ لَیْسَ حَالِقَةَ الشَّعْرِ، وَلٰکِنْ حَالِقَةَ الدِّیْنِ،

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی تَحَابُّوْا،

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِمَا یُثَبِّتُ لَکُمْ ذٰلِکَ؟

اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ بزار)

عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم سے پہلے کی امتوں کی بیماری ــــ عداوت و حسد ــــ تمہارے اندر بھی گھس آنے گی، عداوت تو جڑ سے کاٹ دینے والی شے ہے، یہ بالوں کو نہیں مونڈتی، بلکہ دین کو مونڈتی ہے،

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم جنت میں نہ جا سکو گے جب تک مومن نہ ہو، اور مومن بن نہیں سکتے جب تک باہم میل ملاپ اور محبت نہ ہو،

کیا میں بتاؤں یہ باہمی محبت کیونکر پیدا ہو گی؟

السلام علیکم کو رواج دو۔"

تشریح :۔ سلام کے معنی رحمت کے ہیں، جب آپ یہ کلمۂ محبت کسی سے کہتے ہیں تو گویا اس سے کہتے ہیں بھائی تمہارے اوپر خدا کی رحمت ہو، خدا تمہیں ہر طرح کی آفتوں اور مصیبتوں سے بچائے، اور وہ بھی اس کے جواب میں آپ کو خیر و رحمت کی دعا دیتا ہے تو بتائیے باہمی عداوت کے گھس آنے کا کیا امکان ہے مسلم سوسائٹی میں؟! ـــــ پھر اس کلمہ کے ذریعہ اس بات کا آپ اعلان کرتے ہیں کہ تم میری طرف سے اپنی جان اور آبرو کے بارے میں مطمئن رہو، میری طرف سے کشت و خون ریزی، مال کے چھیننے اور ہتھیا لینے کا اور آبروریزی کا خطرہ نہ محسوس کرو، اور مخاطب بھی اسی کا اعلان کرتا ہے تو بتائیے حسد اور دشمنی مسلم معاشرے میں کس طرح راہ پا سکتے ہیں؟ پس ضرورت ہے السلام علیکم کے معنی و مفہوم کے جاننے کی اور پورے شعور کے ساتھ اس کلمہ کو عام کرنے کی!!

مومن کے پاس بیٹھو۔ بدکار کو کھانے کی دعوت نہ دو

(۱۷۱) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا یَاْکُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ صحیح ابن حبان)

"ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا ہے تم کسی مومن ہی کو اپنا ساتھی بناؤ۔ اور متقی آدمی کے سوا کسی اور کو کھانا نہ کھلاؤ (فاسق و فاجر آدمیوں کو دعوتِ طعام نہ دو)۔"

تشریح :۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا بیان ہے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہم نشین کیسے ہوں، کن لوگوں کی صحبت میں بیٹھیں؟

آپؐ نے فرمایا:

"مَنْ ذَكَّرَكُمُ اللّٰهَ رُؤْيَتُهٗ، وَزَادَ فِيْ عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهٗ، وَذَكَّرَكُمْ بِالْاٰخِرَةِ عَمَلُهٗ" (ترغیب)

یعنی ان لوگوں کی صحبت میں بیٹھو "جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے، جن کی گفتگو سے تمہاری دینی معلومات میں اضافہ ہو، جن کا عمل تمہیں آخرت یاد دلائے۔"

زنا کی اخروی سزا۔ عیب جوئی اور غیبت

(۱۷۲) وَعَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعِیْدِ الْمِقْرَائِیِّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

لَمَّا عُرِجَ بِیْ مَرَرْتُ بِرِجَالٍ تُقْرَضُ جُلُوْدُھُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ نَارٍ،

فَقُلْتُ : مَنْ ھٰٓؤُلَآءِ یَا جِبْرِیْلُ ۔

قَالَ : الَّذِیْنَ یَتَزَیَّنُوْنَ لِلزِّنْیَۃِ ۔

قَالَ : ثُمَّ مَرَرْتُ بِجُبٍّ مُّنْتِنِ الرِّیْحِ، فَسَمِعْتُ فِیْہِ اَصْوَاتًا شَدِیْدَۃً،

فَقُلْتُ مَنْ ھٰٓؤُلَآءِ یَا جِبْرِیْلُ ؟

قَالَ : نِسَآءٌ کُنَّ یَتَزَیَّنَّ لِلزِّنْیَۃِ، وَیَفْعَلْنَ مَا لَا یَحِلُّ لَھُنَّ،

ثُمَّ مَرَرْتُ عَلٰی نِسَآءٍ وَّرِجَالٍ مُّعَلَّقِیْنَ بِثُدِیِّھِنَّ،

فَقُلْتُ مَنْ ھٰٓؤُلَآءِ یَا جِبْرِیْلُ ؟

فَقَالَ : ھٰٓؤُلَآءِ اللَّمَّازُوْنَ وَالْھَمَّازُوْنَ، وَذٰلِکَ قَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ :

(وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ) ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ بیہقی)

راشد ابن سعید مقرائی کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

معراج کی رات میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے چمڑے آگ سے بنی ہوئی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔

میں نے جبریل سے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟

انہوں نے بتایا کہ "یہ وہ لوگ ہیں جو عورتوں کو اپنی طرف مائل کرنے اور بدکاری کرنے کے لیے بناؤ سنگار کرتے تھے"۔

پھر میرا گزر ایک کنویں پر ہوا جس میں سے نہایت بدبودار بھبھک اٹھ رہی تھی اور اور اندر سے چیخنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

میں نے جبریل سے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟

انہوں نے بتایا کہ "یہ وہ عورتیں ہیں جو بدکاری کے لیے زینت و آرائش کرتی تھیں،

اور وہ کام کرتی تھیں جو اُن کے لیے جائز نہیں تھا۔"

پھر میرا گزر ایسے مردوں اور عورتوں پر ہوا جن کو اُلٹا لٹکا دیا گیا تھا۔

مَیں نے پوچھا " اے جبریل یہ کون لوگ ہیں"؟

انہوں نے کہا " یہ وہ لوگ ہیں جو دُنیا میں دوسروں کے اندر ان کی موجودگی میں کیڑے نکالتے تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جو پیٹھ پیچھے برائی بیان کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ بات فرما دی ہے " وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ " (تباہی اور ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو دوسروں کے اندر ان کی موجودگی میں عیب نکالتے ہیں اور پیٹھ پیچھے بُرائی کرتے ہیں)۔"

تین ابلیسی کام

(۱۷۳) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِذَا اَصْبَحَ اِبْلِیْسُ بَثَّ جُنُوْدَہٗ فَیَقُوْلُ:

مَنْ خَذَلَ الْیَوْمَ مُسْلِمًا اَلْبَسْتُہُ التَّاجَ۔

قَالَ:

فَیَجِیْءُ ھٰذَا فَیَقُوْلُ: لَمْ اَزَلْ بِہٖ حَتّٰی طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ،

فَیَقُوْلُ، یُوْشِكُ اَنْ یَّتَزَوَّجَ

وَیَجِیْءُ ھٰذَا فَیَقُوْلُ: لَمْ اَزَلْ بِہٖ حَتّٰی عَقَّ وَالِدَیْہِ،

فَیَقُوْلُ: یُوْشِكُ اَنْ یَّبَرَّھُمَا،

وَیَجِیْءُ ھٰذَا فَیَقُوْلُ: لَمْ اَزَلْ بِہٖ حَتّٰی اَشْرَكَ،

فَیَقُوْلُ: اَنْتَ اَنْتَ،

وَیَجِیْءُ ھٰذَا فَیَقُوْلُ: لَمْ اَزَلْ بِہٖ حَتّٰی قَتَلَ فَیَقُوْلُ: اَنْتَ اَنْتَ،

وَیُلْبِسُہُ التَّاجَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

"جب صبح ہوتی ہے تو ابلیس اپنے ماتحت شیطانوں کو زمین میں فساد اور خرابی پیدا کرنے کے لیے پھیلا دیتا ہے، ان سے کہتا ہے کہ جو آج کسی مسلمان کو سب سے بڑے

گناہ کا مرتکب بنائے گا میں اس کو تاج پہناؤں گا۔

تو ایک شیطان ابلیس کے پاس پہنچتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک مسلمان کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی،

تو ابلیس اسے جواب دیتا ہے وہ پھر شادی کرلے گا (یہ تو تم نے کوئی بڑا کام نہیں کیا)۔

پھر ایک دوسرا شیطان آتا ہے اور کہتا ہے میں نے ایک مسلمان کو والدین کا نافرمان بنا دیا،

تو ابلیس جواب دیتا ہے ممکن ہے کہ وہ بعد میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے لگے (یہ بھی کوئی بڑا کارنامہ نہیں)۔

پھر تیسرا شیطان آتا ہے اور رپورٹ دیتا ہے کہ میں برابر ایک مسلمان کے ساتھ لگا رہا یہاں تک کہ اس نے ایک مشرکانہ کام کیا،

ابلیس جواب دیتا ہے کہ ہاں تم نے یہ کام کیا (شاباشی تو دی مگر تاج نہیں پہنایا)۔

پھر ایک اور شیطان آتا ہے اور بتاتا ہے کہ میں برابر ایک مسلمان سے چمٹا رہا، اسے ابھارتا رہا، یہاں تک کہ اس نے ایک بے گناہ (مسلمان) کو مار ڈالا،

تو ابلیس کہتا ہے، بس ایک تم ہو، تم نے سب سے بڑا کام کیا اور اسے تاج پہنا دیتا ہے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اور مبغوض امتی

(۱۷۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَیَّ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا اَلْمُوَطِّئُوْنَ اَكْنَافًا الَّذِیْنَ یَاْلَفُوْنَ وَیُؤْلَفُوْنَ،

وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَیَّ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِیْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ الْاَحِبَّةِ الْمُلْتَمِسُوْنَ لِلْبُرَآءِ الْعَیْبَ۔ (ترغیب وترہیب)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سب سے زیادہ میرے محبوب وہ ہیں جو بہترین اخلاق کے حامل ہوں، نرم خو ہوں، وہ لوگوں سے اُنس رکھتے ہوں اور لوگ اُن سے مانوس ہوں،

اور تم میں سب سے زیادہ مبغوض میرے نزدیک چغل خور، دوستوں کے درمیان

جدائی ڈالنے والے اور بے گناہ لوگوں پر تہمت لگانے والے ہیں "

حضورؐ کی چار وصیتیں

(۱۷۵) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ ۔

قَالَ : عَلَیْکَ بِالْاِیَاسِ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ وَاِیَّاکَ وَالطَّمَعَ فَاِنَّہُ الْفَقْرُ الْحَاضِرُ، وَصَلِّ صَلَاتَکَ وَاَنْتَ مُوَدِّعٌ وَاِیَّاکَ وَمَا یُعْتَذَرُ مِنْہُ ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ حاکم و بیہقی)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، مجھے کچھ وصیت فرمائیے "

آپؐ نے فرمایا "تم لوگوں کے مال سے اپنے آپ کو مایوس اور مستغنی بنا لو۔ مال کے لالچ سے بچو اس لیے کہ یہ سب سے بڑی محتاجی ہے۔ اور نماز اس طرح پڑھو گویا دنیا سے تم جارہے ہو اور ایسا کام نہ کرو جس سے معذرت کرنی پڑے "

چار نعمتیں

(۱۷۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ :

اَرْبَعٌ مَّنْ اُعْطِیَہُنَّ، فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ :

قَلْبًا شَاکِرًا وَّلِسَانًا ذَاکِرًا وَّبَدَنًا عَلَی الْبَلَآءِ صَابِرًا، وَزَوْجَۃً لَّا تَبْغِیْہِ حُوْبًا فِیْ نَفْسِہَا وَمَالِہٖ ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "چار چیزیں جس شخص کو مل جائیں تو اسے دُنیا اور آخرت کی ہر بھلائی مل گئی،

اللہ کی نعمتوں پر شکر سے معمور دل، اللہ کا ذکر اور چرچا کرنے والی زبان، مصیبتوں کو سہنے والا جسم اور ایسی بیوی جو شوہر کے مال کی حفاظت کرتی اور عفت کے ساتھ زندگی گزارتی ہے "

تین مصیبتیں

(۱۷۷) وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْفَوَاقِرِ:
اِمَامٌ اِنْ اَحْسَنْتَ لَمْ يَشْكُرْ وَاِنْ اَسَأْتَ لَمْ يَغْفِرْ،
وَجَارُ سُوْءٍ اِنْ رَأٰى خَيْرًا دَفَنَهٗ وَاِنْ رَأٰى شَرًّا اَذَاعَهٗ،
وَامْرَأَةٌ اِنْ حَضَرْتَ اٰذَتْكَ وَاِنْ غِبْتَ عَنْهَا خَانَتْكَ۔

(ترغیب ترہیب بحوالۂ طبرانی)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"تین قسم کے انسان مصیبت اور آفت ہیں (۱) وہ حاکم اور امیر جس کی اچھی طرح اطاعت کرو تو اس کی قدر نہ کرے، اور کوئی غلطی کر بیٹھو تو معاف نہ کرے (سزا دیئے بغیر نہ چھوڑے)۔

(۲) برا پڑوسی، اگر تم اس کے ساتھ بھلائی کرو تو اس کا نام تک نہ لے، کہیں چرچا نہ کرے، اور اگر برائی دیکھے تو ہر جگہ پھیلاتا پھرے۔

(۳) وہ بیوی جو تمہیں ایذا دے جب تم گھر میں آؤ، تمہاری غیر موجودگی میں خیانت کرے (بدکاری اور گھر کی حفاظت نہ کرنا مراد ہے)۔"

شبہات سے بچو، سچائی اختیار کرو، جھوٹ کے قریب نہ جاؤ

(۱۷۸) وَعَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ، وَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِيْنَةٌ، وَّالْكِذْبَ رِيْبَةٌ۔ (ترغیب ترہیب بحوالۂ ترمذی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے (اپنے نانا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اچھی طرح یاد ہے، آپ نے فرمایا،
جس میں تمہیں تردد ہے وہ پہلو چھوڑ دو، دوسرا پہلو اختیار کرو جس میں تمہیں تردد نہیں ہے۔ سچائی اور راستی موجبِ اطمینان ہوتی ہے اور جھوٹ اور غلط بیانی دل میں تردد پیدا کرتی ہے۔"

تشریح :- ایک چیز حلال ہے یا حرام صحیح ہے یا غلط، حق ہے یا باطل، اس میں آدمی کو تردد لاحق ہو، بعض پہلوؤں سے صحیح معلوم ہوتی ہے اور بعض پہلوؤں سے غلط، تو مومن کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے دور ہی رہے، یہی علامت بعض دوسری حدیثوں میں اہلِ تقویٰ کی بتائی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو زادِ عمل، حدیث نمبر ۱۳۰ و ۱۳۱)۔

تین نعمتیں

(۱۷۹) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقٰى خَيْرٌ مِّنَ الْغِنٰى، وَطِيْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيْمِ۔ (مشکوٰۃ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کے لیے مال دار ہونے میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور تندرستی اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کے لیے مال داری سے بہتر چیز ہے اور قلب کی خوشی اور انبساط اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔"

تشریح :- اس حدیث میں تین باتیں بتائی گئی ہیں (۱) مالداری اور تقویٰ میں کوئی منافات نہیں ہے اللہ سے ڈرنے والا آدمی اگر مالدار بننے کی کوشش کرے تو وہ لازماً اپنے مال کی زیادتی سے آخرت بنانے کی کوشش کرے گا (۲) تندرستی مالداری سے زیادہ قیمتی شے ہے اس کی بدولت آدمی زیادہ سے زیادہ خدا کی عبادت کر سکے گا اور اس کی راہ میں کمزوروں سے زیادہ دوڑ دھوپ کر سکے گا۔ (۳) آدمی کو اطمینانِ قلب حاصل ہو تو یہ اوپر کی دونوں نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اور تینوں نعمتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے یہاں پوچھ ہو گی کہ زائد از ضرورت مال کہاں خرچ کیا، صحت سے دین کو کیا فائدہ پہنچا اور قلبی مسرت، انبساط اور انشراح جیسی عظیم نعمت کا شکر کہاں تک ادا کیا۔ غرض تینوں مذکورہ چیزیں اللہ کی نعمت ہیں، ان کی قدر کرو۔

نو باتوں کا حکم

(۱۸۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اَمَرَنِيْ رَبِّيْ بِتِسْعٍ،

(۱) خَشْيَةِ اللهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ (۲) وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ

وَالرِّضَا (۳) وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى (۴) وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِيْ (۵) وَاُعْطِيَ مَنْ حَرَمَنِيْ (۶) وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِيْ (۷) وَاَنْ يَّكُوْنَ صَمْتِيْ فِكْرًا (۸) وَنُطْقِيْ ذِكْرًا (۹) وَنَظَرِيْ عِبْرَةً وَاٰمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ

(مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے۔

(۱) کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈروں۔

(۲) کسی پر مہربان ہوں یا کسی کے خلاف غصے میں ہوں دونوں حالتوں میں انصاف ہی کی بات کہوں۔

(۳) راستی و اعتدال پر قائم رہوں چاہے امیر ہوں یا فقیر۔

(۴) جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں۔

(۵) جو مجھے محروم کرے میں اسے دوں۔

(۶) جو مجھ پر زیادتی کرے میں اسے معاف کروں۔

(۷) میری خاموشی غور و فکر کی خاموشی ہو۔

(۸) میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو۔

(۹) میری گفتگو ذکر الٰہی کی گفتگو ہو۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ:

"نیکی کا حکم دوں اور بدی سے روکوں"

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین کی دعوت دینے والوں کے اندر اوپر کی نو صفتیں پائی جانی چاہییے۔

دعوتِ اسلامی
اور اس کے متعلقات

اسلام کا مفہوم

(۱۸۱) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ :

بِمَ بَعَثَكَ رَبُّنَا إِلَيْنَا؟

قَالَ بِدِيْنِ الْإِسْلَامِ،

قَالَ وَمَا دِيْنُ الْإِسْلَامِ؟

قَالَ اَنْ تَقُوْلَ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَتَخَلَّيْتُ ، وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ ۔ (الاستیعاب)

معاویہ بن حیدہ قشیریؓ اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔

میں نے پوچھا "آپ کو ہمارے رب نے کیا پیغام دے کر بھیجا ہے اور کیا دین لائے ہیں"؟

آپؐ نے فرمایا؛

"خدا نے مجھے دین اسلام دے کر بھیجا ہے"

میں نے پوچھا "دین اسلام کیا ہے"؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "اسلام یہ ہے کہ تم اپنی پوری ذات کو اللہ کے حوالے کر دو اور دوسرے معبودوں سے دست کش ہو جاؤ۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو"

تشریح :۔ یہ مکی دورِ دعوت کا واقعہ ہے جس میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ اپنے آپ کو، اپنے جسم و جان کو، اپنی ساری قوتوں اور صلاحیتوں کو، غرض اپنی ہر چیز کو اللہ کے حوالے کر دینے کا نام اسلام ہے۔ توحید کا یہی مفہوم ہے، یہ تو مثبت پہلو ہوا۔

اس کا منفی پہلو یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو، اپنے جسم و جان کو، اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو، غرض اپنی پوری زندگی کو دوسروں کے حوالے کرنے سے انکار کرے۔ دوسروں سے بے تعلق ہو جائے، دوسرے لوگوں کو کسی بھی پہلو سے ذرا بھی شریک نہ کرے۔ دوسرے لفظوں میں یوں

سمجھے کہ اپنی کسی چیز کو اپنی نہ جانے بلکہ خدا کی امانت سمجھے۔ ہر چیز کو خدا کے حوالے کر چکنے کے بعد اگر اس کی مرضی کے خلاف استعمال کرتا ہے تو اپنے عہدِ حوالگی میں سچا نہیں ہے۔

دوسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ نفس نماز اور زکوٰۃ (انفاق) مکی دورِ دعوت میں فرض ہو چکی تھیں البتہ تفصیلات بعد میں دی گئیں۔

کلمۂ طیبہ کی وسعت

(۱۸۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

وَتَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

يَا عَمِّ إِنِّيْ أُرِيْدُهُمْ عَلٰى كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ تَدِيْنُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّيْ إِلَيْهِمْ بِهَا الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ، فَفَزِعُوْا لِكَلِمَتِهٖ وَلِقَوْلِهٖ،

فَقَالَ الْقَوْمُ كَلِمَةً وَّاحِدَةً؟ نَعَمْ وَأَبِيْكَ عَشْرًا، فَقَالُوْا مَا هِيَ؟

وَقَالَ اَبُوْ طَالِبٍ وَاَيُّ كَلِمَةٍ هِيَ يَا ابْنَ اَخِيْ؟

قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ"۔ (مسند احمد، نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے کہا،

"اے چچا میں لوگوں سے صرف ایک کلمہ کا مطالبہ کرتا ہوں۔ وہ کلمہ ایسا ہے کہ اگر یہ لوگ مان لیں تو پورا ملکِ عرب اس کلمہ کی بدولت ان کے ماتحت آجائے گا۔ اور غیر عرب قومیں ان کو جزیہ دیں گی"

لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر چونک اُٹھے۔ انہوں نے کہا،

"تم ایک کلمہ کا مطالبہ کرتے ہو تمہارے باپ کی قسم ہم دسیوں باتیں ماننے کیلئے تیار ہیں۔ بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے"؟

ابو طالب نے بھی کہا "اے بھتیجے وہ کلمہ بتاؤ کیا ہے؟"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ کلمہ لا اِلٰہ اِلّا اللہ ہے"

تشریح:۔ یہ حدیث بھی مکی دورِ دعوت سے تعلق رکھتی ہے۔ کلمۂ توحید لا اِلٰہ اِلّا اللہ محض ایک کلمہ نہیں ہے، بلکہ اس سے پورا نظام توحید مراد ہے جو انسانی زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ہے۔ اور صرف نماز روزہ ہی قائم کرنا نہیں ہے، بلکہ اس بنیاد پر سیاسی نظام قائم کرنا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس کا یہ فائدہ کیونکر بتاتے کہ عرب تمہارے زیر اقتدار آجائیں گے اور غیر عرب قومیں جزیہ دیں گی کیا بغیر سیاسی اقتدار حاصل کیے یہ بات کسی طرح کل ممکن تھی یا آج ممکن ہے یا آئندہ کبھی ممکن ہوگی؟

یہ آپؐ کی گفتگو اُس وقت ہوئی ہے جب قریشی لیڈر اپنے سب سے بڑے سردار ابو طالب کے پاس شکایت کرنے آئے ۔ اور یہ سمجھ کر شکایت کرنے آئے تھے کہ ابو طالب اپنا ذاتی اور سیاسی دباؤ ڈال کر اس دعوت کو بند کرا دیں گے ۔ ایسے ہی ایک موقع پر اپنے چچا ابو طالب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[" اے چچا! اگر میرے دائیں ہاتھ میں سورج دے دیا جائے اور بائیں ہاتھ میں چاند جب بھی" مَا تَرَكْتُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ اَوْ اَهْلِكَ فِيْ طَلَبِهٖ "۔

یعنی میں اپنی دعوت بند نہیں کر سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو غالب کرے یا میں اسی حالت میں مر جاؤں ۔

سوال یہ ہے کہ اظہارِ دین کا کیا مطلب ہے؟ قرآن مجید میں جہاں بھی یہ لفظ آیا ہے وہاں سیاسی غلبہ مراد ہے (ملاحظہ ہو سورۂ فتح آیت نمبر ۲۸، سورۂ صف آیت نمبر ۹، سورۂ توبہ آیت نمبر ۳۳)

دعوتِ اسلامی دنیا اور آخرت دونوں کی سعادت ہے

(۱۸۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ....

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بِيْ مَا تَقُوْلُوْنَ، مَا جِئْتُكُمْ بِمَا جِئْتُكُمْ بِهٖ اَطْلُبُ اَمْوَالَكُمْ، وَلَا الشَّرَفَ فِيْكُمْ وَلَا الْمُلْكَ عَلَيْكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا، وَاَنْزَلَ عَلَيَّ كِتَابًا، وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَكُوْنَ لَكُمْ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، فَبَلَّغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْا مِنِّيْ مَا جِئْتُكُمْ بِهٖ فَهُوَ حَظُّكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشی مشرک لیڈروں کی بات سُن کر فرمایا، [”مجھے قطعاً حرص نہیں ہے اس چیز کی جو تم پیش کر رہے ہو ۔ میں جو دعوت تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں اس کا یہ مقصد قطعاً نہیں ہے کہ میں مال جمع کرنا چاہتا ہوں یا شرف و عزت کا طالب ہوں یا تم پر حکومت یا اقتدار کا بھوکا ہوں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے پاس اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے

اور مجھ کو اپنی کتاب سے نوازا ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے غلط نظامِ زندگی کے عواقب اور نتائج سے آگاہ کروں اور اس دعوت کے قبول کرنے کے نتیجے میں جو کچھ ملنے والا ہے اس کی خوشخبری دوں تو میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا (اور پہنچا رہا ہوں)، اور تمہاری خیر خواہی پہلے بھی پیشِ نظر تھی اور آج بھی۔ اگر تم لوگ اب بھی میری دعوت کو اپنا لو تو یہ دنیا اور آخرت دونوں میں تمہاری خوش نصیبی ہوگی۔"

تشریح:۔ یہ حدیث بھی کی دورِ دعوت سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا آخری جملہ قابلِ غور ہے، اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت صرف عباداتی نظام تک محدود تھی اور زندگی کے جملہ مسائل اور معاملات سے بحث نہیں کرتی تھی اور صرف آخرت بنانے کے لیے تھی تو آخرت کے ساتھ یہ دنیا کا جوڑ کیسا؟ دونوں کی خوش نصیبی کس پہلو سے ہے؟ کیا صرف اس پہلو سے کہ کچھ نیک قسم کے لوگ تیار ہو جائیں گے؟ نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر وہ کچھ اور بھی ہے، وہ پوری زندگی سے بحث کرتی ہے اور دنیا کی سعادت اور آخرت کی ابدی کامیابی کی ضمانت دیتی ہے۔

تعارفی تقریر

(۱۸۴) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...

قَالَ أَيُّهَا الْمَلِكُ كُنَّا قَوْمًا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ، نَعْبُدُ الْأَصْنَامَ، وَنَأْكُلُ الْمَيْتَةَ، وَنَأْتِي الْفَوَاحِشَ، وَنَقْطَعُ الْأَرْحَامَ، وَنُسِيْءُ الْجِوَارَ، وَيَأْكُلُ الْقَوِيُّ مِنَّا الضَّعِيْفَ،

فَكُنَّا عَلَى ذٰلِكَ، حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْنَا رَسُوْلًا مِنَّا، نَعْرِفُ نَسَبَهُ وَصِدْقَهُ، وَأَمَانَتَهُ، وَعَفَافَهُ،

فَدَعَانَا إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِنُوَحِّدَهُ وَنَعْبُدَهُ، وَنَخْلَعَ مَا كُنَّا نَعْبُدُ نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنَ الْحِجَارَةِ وَالْأَوْثَانِ،

وَأَمَرَنَا بِصِدْقِ الْحَدِيْثِ، وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ، وَحُسْنِ الْجِوَارِ، وَالْكَفِّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالدِّمَاءِ، وَنَهَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ، وَشَهَادَةِ الزُّوْرِ، وَأَكْلِ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَقَذْفِ الْمُحْصَنَةِ،

وَأَمَرَنَا أَنْ نَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا، وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ۔

(مسند احمد)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ اُمِّ سلمہؓ (حبش میں نجاشی کے یہاں پیش آنے والا قصہ بیان کرتی ہوئی فرماتی ہیں کہ جعفر بن ابی طالبؓ مسلمانوں کے نمائندہ کی حیثیت سے نجاشی کے دربار میں پہنچے اور اسلام کا تعارف کراتے ہوئے) یہ تقریر کی۔ "اے بادشاہ! ہم لوگ جہالت اور جاہلیت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اپنے ہاتھوں کے تراشے ہوئے بے جان بتوں کی پرستش کرتے، مُردار کھاتے، ہر طرح کی بے حیائی اور بدکاری کے مرتکب ہوتے، رشتہ داروں کے حقوق برباد کرتے، پڑوسیوں سے بدسلوکی کرتے اور ہر قوی کمزور کو کھاتا تھا۔

اسی حالت پر ہم ایک مدت تک رہے یہاں تک کہ اللہ نے ہمارے پاس ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا، جس کی عالی نسبی سے، جس کی راست گوئی سے، جس کی امانت و دیانت سے اور جس کی عفت و پاکدامنی سے ہم خوب واقف تھے۔ انہوں نے ہمیں اللہ عزّوجل کی طرف دعوت دی تاکہ صرف اُسی کو مانیں، اُسی کو اپنا معبود بنائیں اور ان پتھروں اور دیوی دیوتاؤں کو چھوڑ دیں جن کی ہم اور ہمارے اسلاف پوجا کر رہے تھے۔

اس پیغمبر نے ہم کو سچی بات کہنے، امانت میں خیانت نہ کرنے، رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے، پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آنے، حرمتوں سے باز رہنے، اور خونریزی سے رُک جانے کی تعلیم دی۔ انہوں نے ہمیں بدکاریوں سے، جھوٹی گواہی دینے سے، یتیم کا مال ہڑپ کرنے سے اور عفیفہ پاکدامن عورت پر بہتان لگانے سے منع کیا۔

انہوں نے ہم کو حکم دیا کہ ہم سوائے اللہ واحد کے اور کسی کو معبود نہ بنائیں، اس کے ساتھ کسی کو ذرا بھی شریک نہ کریں۔ اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔"

تشریح:- دعوتِ اسلامی کا یہ تعارف ہے ۔۔۔ تفصیلی تعارف ۔۔۔ جو نجاشی اور اس کے درباروں کے سامنے جعفر بن ابی طالبؓ نے کرایا۔ اگر اسلام کی دعوت کوئی سادہ اور مجہول سی دعوت ہوتی تو اتنی تفصیلات کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ صرف اتنا کہنا کافی تھا کہ ہم اپنے طور پر اللہ اللہ کرنے والے لوگ ہیں، ہمیں زندگی کے دوسرے مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ خواہ مخواہ قریشی لیڈر

ہمارے دشمن ہو گئے اور انہوں نے ہمیں اپنے زیرِ اقتدار علاقے سے نکالا۔

دعوتِ اسلامی کو اربابِ اقتدار پسند نہیں کرتے

(۱۸۵) عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔۔۔۔۔۔

قَالَ مَفْرُوْقُ بْنُ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیُّ اِلٰی مَا تَدْعُوْا یَا اَخَا قُرَیْشٍ؟

فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَدْعُوْکُمْ اِلٰی شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ

قَالَ لَہٗ وَاِلٰی مَا تَدْعُوْا اَیْضًا یَآ اَخَا قُرَیْشٍ؟

فَتَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ اِلٰی قَوْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ،

فَقَالَ لَہٗ مَفْرُوْقٌ وَاِلٰی مَا تَدْعُوْا اَیْضًا یَآ اَخَا قُرَیْشٍ،

فَتَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ اِلٰی قَوْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ"

فَقَالَ لَہٗ مَفْرُوْقٌ دَعَوْتَ وَاللّٰہِ یَا قُرَشِیُّ اِلٰی مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَمَحَاسِنِ الْاَعْمَالِ۔ (البدایہ جلد ۳، صفحہ ۱۹۵)

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے ۔۔۔۔۔۔

مفروق بن عمرو شیبانی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "اے قریشی آپؐ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟"

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف بڑھے اور فرمایا:

"میں تم لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم لوگ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی اور اللہ نہیں ہے اور اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں"

مفروق نے آپؐ سے پوچھا کہ "اے قریشی، آپؐ اور کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ سے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تک کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

اس پر مفروق نے کہا۔ ["اور کس چیز کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں؟"

تو آپؐ نے اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ کی پوری آیت سنائی۔

تو مفروق نے کہا ["بخدا اے قریشی تم نے اونچے درجے کے اخلاقیات اور بہترین اعمال کی دعوت دی۔

تشریح:۔ یہ واقعہ بھی مکی دور دعوت کا ہے۔ حج کے زمانے میں آپؐ کا معمول یہ تھا کہ آپؐ اکیلے یا ابوبکرؓ اور علیؓ کے ساتھ ہر ہر قبیلے کی قیام گاہ پر جاتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے۔ کسی سال حج کے زمانے میں قبیلہ شیبان کے لوگ آئے ہوئے تھے۔ تو آپؐ حضرت علیؓ اور ابوبکرؓ کے ساتھ اس قبیلے کے سرداروں کے پاس پہنچ گئے۔ انہی سرداروں میں سے ایک سردار کا نام مفروق ہے جو حضرت ابوبکرؓ سے واقف تھا اور انہی کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ ابتدائی گفتگو انہیں دونوں کے درمیان ہوئی۔ ابوبکرؓ نے مفروق اور دوسرے لوگوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا۔ انہیں بتایا کہ یہ اللہ کے رسولؐ ہیں جن کا ذکر تم نے سنا ہوگا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم نے ان کا چرچا سنا ہے۔ اس کے بعد وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا آپؐ کی دعوت کیا ہے؟ اس سلسلے میں آپؐ نے سورۂ انعام کی آیات ۱۵۱ تا ۱۵۲ پڑھ کر سنائیں۔ ان میں خالص توحید اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔ نیز غریبی کی وجہ سے قتل اولاد کی ممانعت کی گئی ہے کھلی یا چھپی بدکاری سے روکا گیا ہے۔ آگے چل کر یتیم کے مال کو ہڑپ کرنے اور ناپ تول میں کمی کرنے سے منع کیا گیا ہے اور یہ کہ کوئی بات کہو تو انصاف کے ساتھ کہو چاہے اس کی زد رشتہ دار پر پڑتی ہو اور اللہ کے عہد بندگی کو پورا کرو۔

دیکھیے سورۂ انعام کی دور کی سورہ ہے۔ اس میں دین کی بنیادی تعلیم سمٹ کر آگئی ہے۔ اور صرف عبادات ہی پر گفتگو نہیں کی گئی ہے بلکہ جاہلی نظام کی خرابیوں پر تنقید کی گئی ہے۔ انہیں بتایا گیا ہے کہ اسلامی معاشرہ کن بنیادوں پر قائم ہو کہ انسانیت ہر طرح کے امن و اطمینان اور خیر و سعادت سے ہمکنار ہو۔ اگر اسلامی دعوت محض عبادات تک محدود ہوتی تو یہ تمام بنیادی اصول کیوں بیان کیے جاتے؟ دراں حالیکہ بعد میں قائم ہونے والا صالح سیاسی نظام انہی بنیادوں پر قائم ہوا ہے۔ یہی اصول مزید تفصیلات کے ساتھ سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع میں بیان ہوئے ہیں۔ اور یہ

بھی مکی سورہ ہے۔

دوسری آیت سورۂ نحل میں آئی ہے۔ وہ بھی مکی سورہ ہے (آیت: ۹۰) اس میں بھی اسلام کی پوری دعوت نہایت جامع انداز میں بیان کر دی گئی ہے۔

مفروق بن عمرو شیبانی نے جب پوری دعوت سن لی تو اس نے اس موقع پر یہ بھی کہا تھا لَعَلَّ هٰذَا الْاَمْرَ الَّذِیْ تَدْعُوْا اِلَیْهِ تَكْرَهُهُ الْمُلُوْكُ"

(یہ دعوت جو آپ دے رہے ہیں شاید بادشاہوں کو پسند نہیں آئے گی)۔

سوال یہ ہے اگر اپنی انفرادی حیثیت میں چند اصولوں کو برتنے کی یہ دعوت ہے اور انسانی زندگی کے جملہ شعبوں سے یہ تعرض نہیں کرتی اور زمین کے پورے سیاسی نظام کو اپنی بنیادوں پر نہیں قائم کرتی تو ملوک و اربابِ اقتدار کیوں خفا ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ اتنی سادہ قسم کی یہ دعوت نہیں ہے۔ یہ تو زندگی کے پورے نظام کو از سرِ نو الٰہی اور خدائی اصولوں پر قائم کرنے کی دعوت ہے۔

بندوں کی بندگی یا خدا کی؟

(۱۸۶) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰی اَهْلِ نَجْرَانَ كِتَابًا وَّفِیْهِ .. ..

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْكُمْ اِلٰی عِبَادَةِ اللّٰهِ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ، وَاَدْعُوْكُمْ اِلٰی وِلَایَةِ اللّٰهِ مِنْ وِلَایَةِ الْعِبَادِ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کو (جو مذہبًا عیسائی تھے) ایک خط لکھا جس کا ایک حصہ یہ ہے "اما بعد! میں تم لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی غلامی اور پرستش سے نکل کر خدا کی بندگی اور پرستش اختیار کرو نیز میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی آقائیت اور سرپرستی سے نکل کر خدا کی آقائیت اور اقتدار میں آجاؤ"۔

امن و سلامتی کا الٰہی نظام

(۱۸۷) عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ .. ..

قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰی تَخْرُجَ الظَّعِیْنَةُ مِنَ الْحِیْرَةِ حَتّٰی تَطُوْفَ بِالْبَیْتِ فِیْ غَیْرِ جِوَارِ اَحَدٍ۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۵، ص۶۶)

عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے ....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے (عدی سے) کہا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یقیناً اللہ اس دین کو مکمل نافذ کر کے رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک عورت اکیلی حیرہ (ملک شام) سے چلے گی اور مکہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرے گی اور کوئی نہ ہوگا جو اس کو چھیڑے"۔

تشریح:۔ یعنی یہ دین یقیناً سیاسی اقتدار حاصل کر کے رہے گا۔ وہ نظامِ امن ہوگا اور کوئی طاقتور کسی کمزور کو کھا نہیں سکے گا۔ اکیلی عورت سینکڑوں میل کا سفر کرے گی اور کوئی اس کو چھیڑ نہیں سکے گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر اس دین کو ہر حیثیت سے غالب کرنا پیشِ نظر نہیں ہے تو عدی بن حاتمؓ سے اتنے زوردار انداز میں یہ بات کہنی بالکل بے معنی ہو جاتی ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ چاہے سیاسی نظام کسی کے ہاتھ میں ہو دعوتِ اسلامی کے نتیجے میں "خود بخود" ایسا نظامِ امن قائم ہو جائے گا، "خود بخود" کا فلسفہ نہایت گمراہ کن فلسفہ ہے۔

جماعت سازی

(۱۸۸) عَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ،

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم،

اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَةِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَالْهِجْرَةِ، وَالْجِهَادِ۔ (مشکوٰۃ۔ مسند احمد۔ ترمذی)

حارث اشعری کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"میں تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں،
جماعت[۱] کا ___ سننے[۲] کا ___ اطاعت[۳] کا ___ ہجرت[۴] اور جہاد[۵] فی سبیل اللہ کا"۔

تشریح:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کا حکم دیتے ہیں:۔

(۱) جماعت بنو، جماعتی زندگی گزارو۔

(۲) تمہارے اجتماعی معاملات کا جو ذمہ دار ہو اس کی بات غور سے سُنو!

(۳) اس کی اطاعت کرو۔

(۴) اگر دین کا مطالبہ یہ ہو کہ اپنا وطن چھوڑ دو، تو وطن کی محبت پر قینچی چلا دو، جو بھی تعلق دین کی راہ میں حائل ہو اُسے توڑ ڈالو، اللہ کی بتائی ہوئی راہ کے سلسلے میں اپنی تمام تر کوشش خرچ کر ڈالو، اس کے دین کو قائم کرنے میں اپنا پورا زور لگاؤ، زبان کے ذریعہ، قلم کے ذریعہ، ہتھیار کے ذریعہ، جیسا موقع ہو اور جو بھی ذرائع میسر ہوں ان سے کام لو۔

اجتماع اور اجتماعی کام

(۱۸۹) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمَانِ — وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ — رِجَالٌ لَيْسُوْا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يُغْشِيْ بَيَاضُ وُجُوْهِهِمْ نَظَرَ النَّاظِرِيْنَ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ بِمَقْعَدِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ،

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ؟

قَالَ هُمْ جُمَّاعٌ مِنْ نَوَازِعِ الْقَبَائِلِ يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ فَيَنْتَقُوْنَ أَطَايِبَ الْكَلَامِ كَمَا يَنْتَقِيْ آكِلُ التَّمْرِ أَطَايِبَهٗ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

وَفِيْ رِوَايَةٍ هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰى وَبِلَادٍ شَتّٰى يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ يَذْكُرُوْنَهٗ۔

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ..... کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ:

"قیامت کے دن خدائے رحمٰن کی دائیں جانب کچھ ایسے آدمی ہوں گے جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید میں لیکن ان کے چہروں کا نور دیکھنے والوں کی نظر کو خیرہ کرتا ہوگا، ان کے مقام و مرتبے کو دیکھ کر انبیاء اور شہداء نہایت خوش ہو رہے ہوں گے۔"

لوگوں نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ یہ کون لوگ ہوں گے"؟

آپؐ نے فرمایا،

"یہ مختلف قبائل اور مختلف بستیوں کے لوگ ہوں گے جو دنیا میں اسلام لاتے اور قرآن سیکھنے اور سکھانے اور اللہ کو یاد کرنے کے لیے اکٹھا ہوتے تھے اس طرح یہ لوگ بہترین پاکیزہ باتیں چنتے تھے جس طرح

کھجور کا کھانے والا بہترین اور لذیذ ترین کھجوروں کا انتخاب کرتا ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں جو الفاظ آئے ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے [یعنی وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے لیے آپس میں محبت کرنے والے ہیں، یہ مختلف قبائل کے ہیں، مختلف علاقوں کے ہیں، خدا کو یاد کرنے کے لیے اکٹھا ہوتے تھے۔]

تشریح:۔ اس حدیث میں بہت بڑی بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جو مختلف بستیوں اور علاقوں کے ہیں لیکن دین اور دعوت دین نے ان کو اکٹھا کیا ہے اور وہ سب مل کر نماز کی شکل میں اوراد و وظائف کی شکل میں، قرآن پڑھنے پڑھانے کی شکل میں اور دین کو دوسروں تک پہنچانے کی حیثیت میں اجتماعی طور پر مشغول ہوتے ہیں۔

اس حدیث میں انبیاء اور شہداء کے رشک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اونچے درجے کے لوگ ان کے مقام و مرتبہ کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں گے کہ یہ لوگ نہ نبی ہیں نہ شہید ہیں لیکن اتنے اونچے مقام پر پہنچ گئے ہیں جس طرح ایک استاذ اپنے شاگردوں کو اونچے مقام پر دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

حدیث میں ذکر اللہ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی اللہ کو یاد کرنے کے ہیں۔ اس سے قرآن، نماز، اوراد و وظائف اور تمام دعوتی سرگرمیاں مراد ہیں۔ اردو میں "ذکر" کا لفظ محدود معنوں میں بولا جاتا ہے، قرآن و حدیث میں بہت وسیع معنوں میں آتا ہے۔

جماعتی زندگی کی برکتیں

(۱۹۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...

ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَمُنَاصَحَةُ وُلَاةِ الْأَمْرِ وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مِنْ وَّرَائِهِمْ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ ابن حبان و بیہقی، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ، "تین باتیں ایسی ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کے دل میں نفاق نہیں پیدا ہو سکتا۔

ایک یہ کہ جو بھی عمل کرے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کرے۔

دوسری یہ کہ جو لوگ اجتماعی معاملے کے ذمہ دار ہوں ان کے ساتھ خیر خواہانہ معاملہ کرے۔

تیسری چیز یہ کہ جماعت سے چمٹا رہے، جماعت کے افراد کی دعائیں اس کی حفاظت کریں گی۔"

تشریح:۔ اجتماعی معاملات کے ذمہ داروں کے ساتھ خیر خواہانہ رویّہ اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خلاف دل میں کینہ و عداوت نہ ہو، بلکہ خلوص اور خیر خواہی کا جذبہ ہو۔ تمام امور میں ان کی مدد کی جائے اور اگر غلطی کریں تو تنہائی میں خلوص کے لہجے میں انہیں ان کی غلطی پر متنبہ کیا جائے۔ یہ تینوں صفتیں نفاق کی ضد ہیں۔ منافقین اللہ کی خوشنودی کے لیے کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ اپنی جماعت جس میں وہ داخل ہوئے تھے اس کے ذمہ داروں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے تھے۔ جماعت میں ظاہراً شامل تھے لیکن اس جماعت سے ان کو کوئی دلچسپی نہیں تھی!

جماعت میں رہنے کا اور اجتماعی زندگی گزارنے کا ایک اور فائدہ بھی ہے جس کی طرف آخر میں اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ کہ یہ سب ایک دوسرے کے خیر خواہ لوگ ہوں گے اور ایک دوسرے کے لیے استقامت علی الحق کی دعا کریں گے تو یہ اجتماعی دعا بڑی مؤثر ثابت ہوگی اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کی برکت سے جماعتی افراد کو بہت سی خرابیوں سے محفوظ رکھے گا۔ جیسا کہ اجتماعی زندگی گزارنے والوں کا مشاہدہ اور تجربہ ہے۔

امیر کے فرائض

(۱۹۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَنْ وَلِيَ شَيْئًا مِّنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ حَتّٰى يَنْظُرَ فِيْ حَوَائِجِهِمْ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی و ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، "جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا ذمہ دار ہو (یعنی خلیفہ ہو یا امیر) تو اللہ اس کا مقصد پورا نہیں کرے گا جب تک وہ لوگوں کی ضروریات پوری نہ کرے۔" (لوگوں کی اجتماعی ضروریات کی فکر اسی وقت کرے گا جب وہ مامورین کے لیے شفیق ہوگا، اس کے دل میں ان کی محبت ہوگی)۔

مامورین کے فرائض

(۱۹۲) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَى السَّمْعِ، وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَعَلَى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيهِ بُرْهَانٌ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا، لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ (ترغیب ترہیب بحوالۂ بخاری ومسلم)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی (معاہدہ کیا) کہ:

ہر حالت میں اللہ و رسولؐ اور ان لوگوں کی جن کو امیر مقرر کیا گیا ہو بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ تنگی کی حالت ہو یا فراخی کی، اور خوشی کی حالت میں بھی اور ناپسندگی کی حالت میں بھی۔ اور اس حالت میں بھی ہم امیر کی بات مانیں گے جب کہ دوسروں کو ہمارے مقابلے میں ترجیح دی جاتی ہو۔

اور اس بات پر ہم نے آپؐ سے معاہدہ کیا کہ جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان سے اقتدار اور عہدہ چھیننے کی کوشش نہیں کریں گے، البتہ اس صورت میں جب کہ امیر سے کھلا ہوا کفر سرزد ہو، اس وقت تمہارے پاس اس بات کی دلیل ہوگی کہ ہم اس کی بات نہ مانیں (اور حالات سازگار ہوں تو عہدے سے ہٹا دیں)۔

اور اس بات پر بھی ہم نے آپؐ سے معاہدہ کیا کہ جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے اللہ کے سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

تشریح:۔ اصل حدیث میں بَایَعْنَا کا لفظ آیا ہے، جس کے معنی حلف اٹھانے کے ہیں۔ آپؐ نے لوگوں سے جن باتوں پر بیعت لی وہ یہ ہیں: اجتماعی معاملات کے ذمہ دار امراء کی ہر حالت میں اطاعت، چاہے ان کا حکم ہم کو پسند ہو یا نہ ہو، اور یہ کہ اقتدار میں کشمکش نہیں کریں گے البتہ جب وہ صریح معصیت کا حکم دے یا اس سے کفر صریح سرزد ہو، تب اس کی بات نہیں مانی جائے گی اور اس کو ہٹا دیا جائے گا بشرطیکہ ہٹانے کے نتیجے میں اس سے بڑی خرابی کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

دعوت و تبلیغ کا طریقہ

(۱۹۳) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَقَرِّبَا وَلَا تُنَفِّرَا۔ (جمع الفوائد)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت نصیحت فرمائی۔

"تم دونوں (دین کو) لوگوں کے لیے آسان بنانا، مشکل نہ بنانا، لوگوں کو دین کے قریب لانا باایسا نہ کرنا کہ لوگ دین سے بدک جائیں، دور بھاگیں۔"

تشریح:۔ مطلب یہ کہ لوگوں کے سامنے دین اس طرح پیش کرنا کہ وہ محسوس کریں یہ راستہ آسان راستہ ہے، اس پر چلنا ہمارے بس میں ہے، ایسے انداز میں ان کے سامنے بات نہ رکھی جائے کہ سن کر اُن کی ہمتیں جواب دے جائیں اور دین کو ایک پہاڑ سمجھنے لگیں جس پر چڑھنا اُن کے بس کی بات نہیں ہے۔ نیز داعی کی اپنی زندگی ایسی ہو کہ لوگ دین سے قریب ہوں، نہ کہ دین سے متنفر ہو جائیں۔ اس موقع پر ایک حدیث کا ترجمہ پڑھنا مناسب ہوگا،

کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی، نامناسب الفاظ استعمال کیے، اس پر صحابۂ کرام رضؓ کو بڑا طیش آیا، قریب تھا کہ لوگ اسے قتل کر دیتے لیکن آپؐ نے روک دیا اور فرمایا "میری اور اس آدمی کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی آدمی کے پاس ایک اونٹنی تھی جو بدک گئی اور رسّی تڑا کر بھاگی، لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور طاقت استعمال کر کے قابو میں کرنا چاہا تو ان کی کوششوں کے نتیجے میں اس کی وحشت بڑھ گئی اور بالآخر وہ قابو میں نہ آسکی، اونٹنی کے مالک نے ان لوگوں سے کہا کہ اونٹنی سے مجھے نبٹنے دو میں عمدہ تدبیر جانتا ہوں اور جانتا ہوں کہ اسے کس طرح قابو میں لایا جاتا ہے تو وہ بجائے پیچھا کرنے کے اونٹنی کے آگے آگیا اور زمین سے کچھ گھاس لی، اور چمکار کر اس کی طرف بڑھا تو وہ اس کے پاس آگئی اور بیٹھ گئی، اس نے اس کا کجاوہ اس پر باندھا اور اس پر سوار ہو گیا۔

تباہ حال مقرر

(۱۹۴) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ، قَالَهَا ثَلَاثًا۔ (مسلم، ابن مسعودؓ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فصاحتِ لسانی کا تکلفاً مظاہرہ کرنے والے تباہ ہو جائیں۔" یہ بات آپؐ نے تین مرتبہ دہرائی۔

تشریح:۔ بہت سے مقررین ایسے ہوتے ہیں جو تکلف کے ساتھ اپنی تقریر میں فصاحت و

عَلَى السَّمْعِ، وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَعَلَى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيهِ بُرْهَانٌ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا، لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری و مسلم)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی (معاہدہ کیا) کہ:

ہر حالت میں اللہ و رسولؐ اور ان لوگوں کی جن کو امیر مقرر کیا گیا ہو بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ تنگی کی حالت ہو یا فراخی کی، اور خوشی کی حالت میں بھی اور ناپسندگی کی حالت میں بھی۔ اور اس حالت میں بھی ہم امیر کی بات مانیں گے جب کہ دوسروں کو ہمارے مقابلے میں ترجیح دی جاتی ہو۔

اور اس بات پر ہم نے آپؐ سے معاہدہ کیا کہ جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان سے اقتدار اور عہدہ چھیننے کی کوشش نہیں کریں گے، البتہ اس صورت میں جب کہ امیر سے کھلا ہوا کفر سرزد ہو اس وقت ہمارے پاس اس بات کی دلیل ہوگی کہ ہم اس کی بات نہ مانیں (اور حالات سازگار ہوں تو عہدے سے ہٹا دیں)۔

اور اس بات پر بھی ہم نے آپؐ سے معاہدہ کیا کہ جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے اللہ کے سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

تشریح:۔ اصل حدیث میں بَايَعْنَا کا لفظ آیا ہے، جس کے معنی حلف اٹھانے کے ہیں۔ آپؐ نے لوگوں سے جن باتوں پر بیعت لی وہ یہ ہیں: اجتماعی معاملات کے ذمہ دار امراء کی ہر حالت میں اطاعت، چاہے ان کا حکم ہم کو پسند ہو یا نہ ہو، اور یہ کہ اقتدار میں کشمکش نہیں کریں گے البتہ جب وہ صریح معصیت کا حکم دے یا اس سے کفر صریح سرزد ہو تب اس کی بات نہیں مانی جائے گی اور اس کو ہٹا دیا جائے گا بشرطیکہ ہٹانے کے نتیجے میں اس سے بڑی خرابی کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

دعوت و تبلیغ کا طریقہ

(۱۹۳) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَقَرِّبَا وَلَا تُنَفِّرَا۔ (جمع الفوائد)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت نصیحت فرمائی۔

"تم دونوں (دین کو) لوگوں کے لیے آسان بنانا مشکل نہ بنانا، لوگوں کو دین کے قریب لانا ایسا نہ کرنا کہ لوگ دین سے بدک جائیں، دور بھاگیں۔"

تشریح:۔ مطلب یہ کہ لوگوں کے سامنے دین اس طرح پیش کرنا کہ وہ محسوس کریں یہ راستہ آسان راستہ ہے، اس پر چلنا ہمارے بس میں ہے، ایسے انداز میں ان کے سامنے بات نہ رکھی جائے کہ ان کی ہمتیں جواب دے جائیں اور دین کو ایک پہاڑ سمجھنے لگیں جس پر چڑھنا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ نیز داعی کی اپنی زندگی ایسی ہو کہ لوگ دین سے قریب ہوں، نہ کہ دین سے متنفر ہو جائیں۔ اس موقع پر ایک حدیث کا ترجمہ پڑھنا مناسب ہوگا،

کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی، نامناسب الفاظ استعمال کیے، اس پر صحابہ کرام رض کو بڑا طیش آیا، قریب تھا کہ لوگ اسے قتل کر دیتے لیکن آپؐ نے روک دیا اور فرمایا "میری اور اس آدمی کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی آدمی کے پاس ایک اونٹنی تھی جو بدک گئی اور رسی تڑا کر بھاگی، لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور طاقت استعمال کر کے قابو میں کرنا چاہا تو ان کی کوششوں کے نتیجے میں اس کی وحشت بڑھ گئی اور بالآخر وہ قابو میں نہ آسکی، اونٹنی کے مالک نے ان لوگوں سے کہا کہ اونٹنی سے مجھے نبٹنے دو میں عمدہ تدبیر جانتا ہوں اور جانتا ہوں کہ اسے کس طرح قابو میں لایا جاتا ہے تو وہ بجائے پیچھا کرنے کے اونٹنی کے آگے آگیا اور زمین سے کچھ گھاس لی، اور چمکار کر اس کی طرف بڑھا تو وہ اس کے پاس آگئی اور بیٹھ گئی، اس نے اس کا کجاوہ اس پر باندھا اور اس پر سوار ہو گیا۔

تباہ حال مقرر

(۱۹۴) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ، قَالَهَا ثَلَاثًا۔ (مسلم، ابن مسعودؓ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فصاحتِ لسانی کا تکلفاً مظاہرہ کرنے والے تباہ ہو جائیں" یہ بات آپؐ نے تین مرتبہ دہرائی۔

تشریح:۔ بہت سے مقررین ایسے ہوتے ہیں جو تکلف کے ساتھ اپنی تقریر میں فصاحت و

بلاغت کا دریا بہانے کی کوشش کرتے ہیں لوگوں کو مرعوب کرنے کے لیے ، ان پر اپنی قابلیت کا سکہ جمانے کے لیے ۔ ایسے لوگوں کو تعلیم دی گئی کہ وہ ایسا نہ کریں بلکہ سادہ زبان اور بے تکلف نکلنے والے جملے استعمال کریں ۔ متکبرانہ تکبر اللہ کو ناپسند ہے ۔

عفو اور درگزر داعی کا ہتھیار ہے

(۱۹۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (سورہ مومنون آیت ۹۶، سورہ حم سجدہ آیت ۳۴)

قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ، فَإِذَا فَعَلُوْا عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ،

" دعوتی کام کرنے والوں کو صابر اور بردبار ہونا چاہیے ، لوگ اگر غصہ دلانے والی حرکات پر اُتر آئیں تو ایسے موقع پر غصے کا جواب غصے سے نہیں دینا چاہیے ، غصہ آئے تو تھوک دینا چاہیے ، اگر لوگ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا اور دشمن اُن کے سامنے جھک جائے گا ، وہ گہرا دوست اور پُرجوش حامی بن جائے گا (جیسا کہ دعوتِ اسلامی کی تاریخ گواہی دیتی ہے) "۔

داعی اور صبر

(۱۹۶) رُوِيَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى حَيٍّ مِنْ قَيْسٍ اُعَلِّمُهُمْ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ، فَإِذَا قَوْمٌ كَأَنَّهُمُ الْإِبِلُ الْوَحْشِيَّةُ طَامِحَةٌ اَبْصَارُهُمْ لَيْسَ لَهُمْ هَمٌّ اِلَّا شَاةٌ اَوْ بَعِيْرٌ،

فَانْصَرَفْتُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ يَا عَمَّارُ مَا عَمِلْتَ؟

فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ قِصَّةَ الْقَوْمِ وَاَخْبَرْتُهُ بِمَا فِيْهِمْ مِنَ السَّهْوَةِ،

فَقَالَ يَا عَمَّارُ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَعْجَبَ مِنْهُمْ، قَوْمٌ عَلِمُوْا مَا جَهِلَ

أُولٰئِكَ ثُمَّ سَهَوْا أَكْسَهُوهُمْ - (طبرانی، ترغیب)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ قیس کے پاس دین اور اس کے احکام سکھانے کے لیے بھیجا، وہاں پہنچ کر مجھے تجربے سے معلوم ہوا گویا یہ بدکے ہوئے اونٹ ہیں دنیا کے حریص، ان کا کوئی نصب العین نہیں ہے، ان کی ساری دلچسپی اپنی بکریوں اور اونٹوں سے ہے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس پہنچا،

آپؐ نے پوچھا "اے عمارؓ! اپنے کام کی رپورٹ دو کیا کیا"؟

تو میں نے آپؐ کو سارا قصہ سنایا، میں نے آپؐ کو بتایا کہ یہ لوگ دین سے بالکل غافل ہیں،

آپؐ نے فرمایا "اے عمارؓ! ان سے زیادہ تعجب خیز معاملہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے دین کا علم سیکھا مگر انہی کی طرح دین سے غافل اور بے پروا ہو گئے"۔

تشریح:۔ یعنی یہ لوگ تو دین جانتے نہیں، اور ایک لمبے عرصے سے جاہلیت کی زندگی گزار رہے ہیں، اگر یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں تو نہ اس میں کوئی تعجب کی بات ہے اور نہ داعی کو مایوس ہونے کی ضرورت ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعوت و تبلیغ کے لیے صحابہؓ کو باہر بھیجتے تھے اور ان کے کام کی رپورٹ لیتے تھے۔

دعوت میں جدید وسائل و ذرائع کا استعمال

(۱۹۷) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ

أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنْ أَتَعَلَّمَ السُّرْيَانِيَّةَ،

وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ أَمَرَنِي أَنْ أَتَعَلَّمَ كِتَابَ يَهُودَ وَقَالَ إِنِّي مَا آمَنُ يَهُودَ عَلَى كِتَابٍ،

قَالَ فَمَا مَرَّ بِي نِصْفُ شَهْرٍ حَتّٰى تَعَلَّمْتُ فَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَى يَهُودَ كَتَبْتُ وَإِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ قَرَأْتُ لَهُ كِتَابَهُمْ۔

حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا،

اور ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے یہود کا رسم الخط سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ، مجھے یہود کی کسی تحریر پر اعتماد نہیں ہے، لہٰذا ان کی زبان بھی سیکھو اور رسم الخط بھی۔ زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ صرف ۱۵ دن میں مَیں نے ان کا رسم الخط سیکھ لیا۔ اس کے بعد یہود کو آپؐ جو کچھ فرماتے لکھتا، اور جب یہودیوں کا کوئی خط آپؐ کے پاس آتا تو مَیں ان کا خط آپؐ کو پڑھ کے سُناتا۔"

تشریح :۔ زبانیں سب اللہ کی ہیں، جس ملک میں داعیانِ حق کام کر رہے ہوں وہاں کی زبانوں کو سیکھنا ہوگا، تاکہ باشندوں تک ان کی اپنی زبان میں حق کا پیغام پہنچایا جا سکے، اسی طرح وہ تمام ذرائع جو تمدنی ترقی نے آج ہم پہنچائے ہیں، اُن سب سے داعی گروہ کو کام لینا ہوگا۔

عمل اور دعوت میں مطابقت

(۱۹۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ،

قَالَ فَبَلَغَ امْرَأَةً فِي الْبَيْتِ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ فَجَاءَتْ إِلَيْهِ

فَقَالَتْ : بَلَغَنِيْ أَنَّكَ قُلْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ،

فَقَالَ مَالِيَ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ،

فَقَالَتْ إِنِّيْ لَأَقْرَأُ مَا بَيْنَ لَوْحَيْهِ فَمَا وَجَدْتُهُ،

فَقَالَ إِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ فَقَدْ وَجَدْتِيْهِ أَمَا قَرَأْتِ،

"مَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" (سورۂ حشر آیت ۷)

قَالَتْ بَلٰى،

قَالَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ،

قَالَتْ : إِنِّيْ لَأَظُنُّ أَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَ،

قَالَ : إِذْهَبِيْ فَانْظُرِيْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا،

فَجَاءَتْ فَقَالَتْ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا،

قَالَ لَوْ كَانَتْ كَذَالِكَ لَمْ نُجَامِعْهَا،

وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَدَخَلَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ فَقَالَتْ مَا رَأَیْتُ بَأْسًا،
قَالَ مَا حَفِظْتِ اِذًا وَصِیَّۃَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ
اُخَالِفَکُمْ۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک دفعہ فرمایا:

"اللہ لعنت کرتا ہے اُن عورتوں پر جو گودنے گودتی ہیں اور گودنے گواتی ہیں اور ان عورتوں پر جو بالوں کو چھوٹا کرتی ہیں زیبائش و آرائش کے لیے۔ اور ان عورتوں پر بھی جو اپنے دانتوں کے درمیان حُسن کی خاطر دوری پیدا کرتی ہیں اور اللہ کی بنائی ہوئی جسمانی بناوٹ کو بگاڑتی ہیں، جب عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ بات کہی تو ایک پردہ نشین خاتون جس کا نام "ام یعقوب" ہے، عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئیں اور کہا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے ایسا اور ایسا کہا ہے،

انہوں نے جواب دیا "مَیں ان پر کیوں نہ لعنت کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب میں لعنت فرمائی ہے۔"

اُمِّ یعقوب نے کہا "مَیں پورا قرآن شروع سے آخر تک پڑھتی ہوں مَیں نے اس میں یہ مضمون نہیں پایا"

عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا "اگر تم غور سے قرآن پڑھتیں تو یہ مضمون قرآن پاک میں پاتیں، کیا تم نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی ہے "مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ[1] ...... اِلٰی اٰخِرِہٖ" (سورہ حشر آیت ۷)

اُمِّ یعقوب نے کہا،

"ہاں! یہ آیت مَیں نے پڑھی ہے"،

عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ "جان رکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے جو مَیں نے کہی ہیں"

---

[1] رسولؐ تمہیں جو دیں وہ لو، اور جس چیز سے روکیں اسے نہ کرو۔ (سورہ حشر آیت ۷)

اُمّ یعقوب نے کہا، "میرا خیال ہے آپ کی بیویاں بھی ایسا کرتی ہیں"،
عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا "اندر جاؤ اور دیکھو"،
چنانچہ وہ گئیں اور وہاں ان برائیوں میں سے کوئی بُرائی نہیں پائی، اور آکر بتایا کہ "میرا خیال غلط نکلا، آپ کی بیویاں یہ سب نہیں کرتیں"۔
عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا "اگر میری بیویاں یہ سب کرتیں تو میرے ساتھ نہیں رہ سکتی تھیں"،
اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ اُمّ یعقوب گئیں اور واپس آکر بتایا کہ آپ کی بیویاں اس طرح کی زیبائش و آرائش سے دور ہیں،
عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا "کیا تمہیں یاد نہیں ہے بندہ صالح (شعیبؑ) کی بات جو انہوں کہی" وَمَآ اُرِیۡدُ اَنۡ اُخَالِفَکُمۡ اِلٰی مَآ اَنۡهٰکُمۡ عَنۡهُ[۱]"۔

تشریح:۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے اس واقعے میں دعوتی کام کرنے والوں کے لیے بہت بڑا سبق ہے، باہر کے لوگوں کو دعوت دینے سے پہلے اپنے گھر والوں اور قریبی لوگوں کو دین پہنچانا چاہیے اور ان کی تربیت کرنی چاہیے ورنہ دعوت پر بہت برا اثر پڑے گا۔

غلبۂ باطل کے زمانے میں اہلِ حق کو کیا کرنا چاہیے

(۱۹۹) عَنۡ اَبِیۡ سَعِیۡدِ نِ الۡخُدۡرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ:
اِنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ.
مَنۡ رَّاٰی مِنۡکُمۡ مُّنۡکَرًا فَغَیَّرَہٗ بِیَدِہٖ فَقَدۡ بَرِئَ، وَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ اَنۡ یُّغَیِّرَہٗ بِیَدِہٖ فَغَیَّرَہٗ بِلِسَانِہٖ فَقَدۡ بَرِئَ، وَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ اَنۡ یُّغَیِّرَہٗ بِلِسَانِہٖ فَغَیَّرَہٗ بِقَلۡبِہٖ فَقَدۡ بَرِئَ، وَذٰلِکَ اَضۡعَفُ الۡاِیۡمَانِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ نسائی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"تم میں سے جس شخص نے اپنے معاشرے میں کوئی برائی دیکھی اور طاقت استعمال کرکے اسے دُور کر دیا، تو وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہُوا، اور جس شخص نے طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے اپنی

---

[۱] میرا مقصد یہ نہیں کہ جس چیز سے تمہیں روک رہا ہوں اس کو میں خود اختیار کر لوں۔ (سورۂ ہود آیت ۸۸)

زبان استعمال کی اور اس کے خلاف آواز اٹھائی، وہ بھی سبکدوش ہوا، اور جو شخص اپنی زبان نہ استعمال کر سکے اور دل میں اس بُرائی سے نفرت کرے اور بُرا سمجھے تو وہ بھی مواخذہ سے بچ جائے گا اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

تشریح :- اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ طاقت رکھنے کے باوجود جس نے بُرائی نہیں مٹائی وہ اللہ کے غصّے کا نشانہ بننے سے بچ نہیں سکے گا پس آدمی کے پاس جو بھی طاقت ہو، بُرائی کے دور کرنے کے لیے کام میں لائے بشرطیکہ طاقت کے استعمال کے نتیجہ میں اس سے بڑی کسی خرابی کے سر اٹھانے کا اندیشہ نہ ہو۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ باطل کے غلبہ کے دَور میں اہلِ حق کو حق کے لیے غیرت مند ہونا چاہیے۔ باطل کے آگے ہتھیار ڈال کر آرام کی نیند سونا اور اطمینان کا سانس لینا بے غیرتی کی نشانی ہے اور حق سے محبّت نہ ہونے کی دلیل ہے۔

اقامتِ دین کی راہ میں

محبتِ حق کا تقاضا

(۲۰۰) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

خُذُوْا الْعَطَاءَ مَا دَامَ عَطَاءً فَإِذَا صَارَ رِشْوَةً عَلَى الدِّيْنِ فَلَا تَأْخُذُوْهُ وَلَسْتُمْ بِتَارِكِيْهِ، يَمْنَعُكُمُ الْفَقْرُ وَالْحَاجَةُ،

أَلَا إِنَّ رَحَا الْإِسْلَامِ دَائِرَةٌ فَدُوْرُوْا مَعَ الْكِتَابِ حَيْثُ دَارَ،

أَلَا إِنَّ الْكِتَابَ وَالسُّلْطَانَ سَيَفْتَرِقَانِ فَلَا تُفَارِقُوا الْكِتَابَ،

أَلَا إِنَّهُ سَيَكُوْنُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يَقْضُوْنَ لَكُمْ، فَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ يُضِلُّوْكُمْ، وَإِنْ عَصَيْتُمُوْهُمْ قَتَلُوْكُمْ،

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ نَصْنَعُ؟

قَالَ كَمَا صَنَعَ أَصْحَابُ عِيْسٰى نُشِرُوْا بِالْمِنْشَارِ وَحُمِلُوْا عَلَى الْخَشَبِ، مَوْتٌ فِيْ طَاعَةِ اللهِ خَيْرٌ مِّنْ حَيَاةٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللهِ۔ (الطبرانی عن معاذ بن جبل)

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "عطیات اور بخششیں جب تک عطیات اور بخششوں کی حیثیت میں ہوں تو لے سکتے ہو لیکن جب یہ عطیے رشوت بن جائیں اور خلافِ دین کام کرنے کے لیے دیئے جائیں تو مت لینا، اور تم اس رشوت کو چھوڑنے کے نہیں کیونکہ تم کو فقر و فاقہ لاحق ہوگا جو اس رشوت کے لینے پر مجبور کر سکتا ہے، سنو! اسلام کی چکّی گھوم رہی ہے (چل رہی ہے) پس تم لوگ کتاب اللہ کے ساتھ رہو جدھر وہ جائے، سنو! اللہ کی کتاب اور اقتدار و حکومت دونوں ایک دوسرے سے عنقریب الگ ہو جائیں گے تو تم لوگ کتاب اللہ کا ساتھ دینا (اس کو چھوڑ کر حکومت و اقتدار کا ساتھ مت دینا) سنو! تمہارے اوپر ایسے امراء و حکام مسلّط ہوں گے جو تمہارے لیے فیصلے کریں گے (قانون بنائیں گے) تو اگر تم نے ان کی بات مانی تو تمہیں ضلالت کی راہ پر ڈال دیں گے۔ اور اگر ان کی بات نہ مانی تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔

لوگوں نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ! ہمیں ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے"؟
آپؐ نے فرمایا، "تمہیں وہی کرنا ہے جو عیسٰی علیہ السلام کے ساتھیوں نے کیا، وہ

زرے سے چیرے گئے اور سولی پر لٹکائے گئے (لیکن باطل کے آگے نہیں جھکے)۔
اللہ کی اطاعت میں مر جانا، اللہ کی معصیت میں زندگی گزارنے سے بہتر ہے۔"

نہ میں ان کا، نہ وہ میرے

(۲۰۱) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُعِيْذُكَ بِاللهِ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ، فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ، فَصَدَّقَهُمْ فِيْ كَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّيْ، وَلَسْتُ مِنْهُ، وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ،

وَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ أَوْ لَمْ يَغْشَ، فَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِيْ كَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَهُوَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ۔

(جامع ترمذی)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
" اے کعب! میں تمہیں ایسے امراء سے جو میرے بعد آئیں گے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ جو لوگ ان ظالم امراء کے دروازے پر جائیں گے اور ان کی جھوٹی باتوں کو سچ ثابت کریں گے اور ان کی ظالمانہ کارروائیوں میں مددگار ثابت ہوں گے تو ایسے لوگوں سے نہ میرا تعلق ہے اور نہ ایسے لوگ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں، (نہ میں اُن کا نہ وہ میرے) اور حوض کوثر پر وہ مجھ سے ملاقات نہیں کر سکیں گے۔ اور جو لوگ ان ظالم امراء کے دروازے پر نہ جائیں یا جائیں تو ان کے جھوٹ کو سچ نہ بنائیں، اور ظالمانہ کارروائیوں میں ان کے مددگار نہ ثابت ہوں، تو ایسے لوگ میرے آدمی ہیں، (وہ میرے ہیں میں اُن کا ہوں) اور یقیناً حوض پر وہ مجھ سے ملیں گے (اور میں انہیں اپنے ہاتھ سے کوثر کا پانی پلاؤں گا جس کے بعد انہیں کبھی پیاس نہ لگے گی)۔"

شہادت کی آرزو

(۲۰۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ["مَنْ سَأَلَ اللهَ الْقَتْلَ مِنْ نَفْسِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ، فَإِنَّ لَهُ أَجْرَ

شَہِیۡدٍ (ابوداؤد وترمذی) [وَفِیۡ رِوَایَةِ سُھَیۡلِ بۡنِ حُنَیۡفٍ،

" مَنۡ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدۡقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنۡ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ ۔

حضرت معاذ بن جبلؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا کہ "جس شخص نے اللہ سے سچے دل سے شہادت کی دعا مانگی پھر وہ قتل کر دیا گیا یا اپنے بستر پر مرا (دونوں صورتوں میں) اس کو وہ مرتبہ ملے گا جو شہداء کے لیے ہے "

اور یہی مضمون سہل ابن حُنَیفؓ کی حدیث میں بھی بیان ہُوا ہے ۔

"جس شخص نے سچائی کے ساتھ شہادت کی دُعا مانگی تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کا مرتبہ عنایت فرمائے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرا ہو "

شہادت کی مختلف صورتیں

(۲۰۳) عَنۡ رَبِیۡعٍ الۡاَنۡصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ ۔۔۔۔۔۔۔۔

فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ أَوَمَا الۡقَتۡلُ اِلَّا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ؟ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِیۡ اِذًا لَقَلِیۡلٌ،

اِنَّ الطَّعۡنَ شَهَادَةٌ، وَالۡبَطۡنَ شَهَادَةٌ وَالطَّاعُوۡنَ شَهَادَةٌ، وَالنُّفَسَاءَ بِجَمۡعٍ شَهَادَةٌ وَالۡحَرَقَ شَهَادَةٌ وَالۡغَرَقَ شَهَادَةٌ وَذَاتَ الۡجَنۡبِ شَهَادَةٌ ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا" اللہ کی راہ میں قتل ہوجانا ہی شہادت ہے؟ تب تو میری امت کے شہدا بہت تھوڑے ہوں گے ۔

نہیں ، بلکہ وہ لوگ جو طاعون کی بیماری میں مریں، ہیضہ میں مریں، عورت جو ولادت کے وقت مر جائے ، جو لوگ آگ میں جل کر مریں یا ڈوب کر مریں، جو لوگ نمونیہ کا شکار ہو کر مریں ۔ یہ سب شہادت کا درجہ پائیں گے "

دفاعی موت بھی شہادت ہے

(۲۰۴) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَھْلِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ۔ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

وَفِیْ رِوَایَۃِ سُوَیْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اَلنَّسَائِیُّ)،

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَظْلِمَتِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ۔

حضرت سعید بن زیدؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا:

"جو لوگ اپنے مال کو بچاتے ہوئے قتل ہو جائیں گے وہ شہید ہیں،

اور جو لوگ اپنی جان کو بچانے کے لیے قتل کر دیئے جائیں وہ بھی شہید ہیں،

اور جو لوگ اپنے بیوی بچوں اور متعلقین کی حفاظت کرتے ہوئے مار ڈالے جائیں وہ بھی شہید ہیں۔"

اور سُوَیداِبنِ مُقرّن رضی اللہ عنہ سے جو روایت سُنن نسائی میں آئی ہے اس کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔

"جو لوگ کسی ظالم سے اپنا حق واپس لینے کے سلسلے میں مار ڈالے جائیں تو وہ بھی شہید ہیں۔"

دینی دعوت سے جی چرانے کا انجام

(۲۰۵) عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَا تَرَکَ قَوْمٌ اِلْجِہَادَ اِلَّا عَمَّہُمُ اللّٰہُ بِالْعَذَابِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو لوگ جہاد (دین کے لیے محنت اور جاں فشانی اور مالی اور جانی قربانی) نہ کریں گے تو اللہ ایسے لوگوں پر عذاب مسلّط کرے گا۔"

تشریح :۔ عذاب کی تعیین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، اس حدیث میں نہیں فرمائی، دوسری حدیث جو اس کے بعد آرہی ہے اس کی بہترین شرح ہے۔

دینی جدوجہد سے بے رُخی کا انجام

(۲۰۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

اِذَا تَبَایَعْتُمْ بِالْعِیْنَۃِ وَاَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِیْتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَکْتُمُ الْجِہَادَ۔ سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ ذُلًّا لَا یَنْزِعُہٗ حَتّٰی تَرْجِعُوْا اِلٰی دِیْنِکُمْ۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم لوگ عِیْنَہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنے لگو گے، بیلوں کی دُم پکڑ لوگے کھیتی باڑی میں مگن رہو گے، اور دین کے لیے محنت کرنا اور جانی و مالی قربانی دینا چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ایسی ذلت اور محکومی مسلط کرے گا جو تم سے کبھی نہیں ہٹے گی جب تک تم اپنے دین کی طرف نہیں پلٹو گے۔"

تشریح :۔ حدیث میں عِیْنَہ کا لفظ آیا ہے جس کی شکلیں مختلف ہیں، مختصراً یہ سمجھیے کہ حیلۂ شرعی کے سہارے سودی کاروبار کرنے والے کا نام عربی میں عِیْنَہ ہے، چونکہ مسلمان ہیں، اس لیے صاف صاف سود کا نام لے کر سودی کاروبار کرنے سے شرماتے ہیں، اس لیے مختلف خوبصورت ناموں سے یہ کاروبار ہوتا ہے۔ اس طرح یہ لوگ شریعت سے کھیلتے ہیں اور خدا کا مذاق اڑاتے، سمجھتے ہیں خدائے علیم بھی ان کے جھانسے میں آجائے گا۔

اس حدیث میں جن خرابیوں کی نشاندہی کی گئی ہے وہ سب ہمارے اندر پائی جاتی ہیں اور یہی ہماری ذلت و محکومی کا حقیقی سبب ہیں اور اس سے نجات پانے کی کوئی راہ نہیں ہے جب تک کہ دینی کام ہماری نظر میں تجارت، کاشتکاری اور دوسرے معاشی ذرائع کے مقابلہ میں زیادہ اہم نہ ہو جائے۔ جب دین کو زندہ کرنے اور طاقتور بنانے کی راہ میں سرگرمی کے ساتھ ہم چلنے لگیں گے تب ذلت و محکومی کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹنی شروع ہو جائیں گی ــــــ اس طرح ٹوٹنی شروع ہوں گی کہ فرمانروائے کائنات اور عزیز و قوی خدا کی راہ کے مسافر بھی حیران رہ جائیں گے۔

داعیانِ حق کو
قوّت بخشنے والے ذرائع

تہجّد

(۲۰۷) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّہٗ دَاْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ، وَقُرْبَۃٌ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمَکْفَرَۃٌ لِلسَّیِّئَاتِ، وَمَنْھَاۃٌ عَنِ الْاِثْمِ۔ (ترمذی)

حضرت ابوامامہ باہلیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا:

"اے لوگو! تم لوگ تہجد کی نماز کو اپنے اوپر لازم کرلو، اس لیے کہ تم سے پہلے جو اللہ کے بندے گزرے ہیں ان کا یہی طریقہ رہا ہے، اور یہ تمہارے رب سے قریب کرنے والی چھوٹے گناہوں کو مٹانے والی اور بڑے گناہ سے روکنے والی چیز ہے (اس سے رکنے کی طاقت پیدا ہوگی)۔"

(۲۰۸) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَنْبَسَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَکُوْنَ مِمَّنْ یَّذْکُرُ اللّٰہَ فِیْ تِلْکَ السَّاعَۃِ فَکُنْ۔ (ترمذی)

حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا کہ:

"رب اپنے بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے، پس اگر تم سے یہ بات ہوسکے کہ تم رات کے آخری حصے میں اللہ کو یاد کرنے والوں میں شامل ہو تو ایسا کرو۔"

تشریح:- رات کے آخری حصے میں جب آدمی اُٹھ کر خدا کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو چونکہ پورے نشاط اور دل کی آمادگی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اس لیے ظاہر بات ہے کہ اس کیفیت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز بندے کو اللہ سے قریب کرنے والی شے ہے نیز دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کی آخری گھڑیوں میں اللہ کی رحمت بندوں کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہوتی ہے اس لیے خدا کو اپنے سے قریب کرنے کے لیے اور خدا سے قریب ہونے کے لیے یہ وقت سب سے زیادہ موزوں ہے۔

(۲۰۹) رُوِيَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ مَا قَلَّ أَوْ كَثُرَ، وَنَجْعَلَ آخِرَ ذٰلِكَ وِتْرًا۔ (ترغیب بحوالہ بزار و طبرانی)

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ:

"تہجد کی نماز پڑھیں، کم یا زیادہ اور اس کے آخر میں وتر پڑھ لیں"

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی کو اپنے اُٹھنے پر قابو ہو تو عشاء کے بعد وتر نہ پڑھے بلکہ تہجد کی نماز پڑھ کر آخر میں وتر پڑھے یہ زیادہ افضل ہے۔

(۲۱۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اسْتَعِيْنُوْا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلٰى صِيَامِ النَّهَارِ وَبِقَيْلُوْلَةِ النَّهَارِ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ۔ (ترغیب ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

"دن میں روزہ رکھنے پر سحری سے مدد لو اور تہجد کی نماز پڑھنے پر دن کے قیلولہ سے مدد لو"

تشریح:۔ یعنی سحری کھاؤ تاکہ دن کا روزہ آرام سے گزرے اور سستی اور کمزوری نہ واقع ہو۔ اسی طرح جو لوگ رات میں تہجد کے لیے اُٹھنا چاہیں تو دن میں کچھ سو لیا کریں تاکہ نیند کی کمی پوری ہو جائے اور دن کے کاموں پر اثر نہ پڑے۔

تہجد پڑھنے کی ترغیب

(۲۱۱) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى، وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَاءَ، وَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَاءَ۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترغیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس شخص پر خدا رحمت فرمائے جو رات میں نیند سے اٹھا اور نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا تاکہ وہ بھی تہجد پڑھ لے۔ اور اگر نیند کی وجہ سے وہ نہیں اٹھ رہی ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دے کر جگاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اس بیوی پر رحمت نازل فرمائے جو رات میں نیند سے بیدار ہوئی اور نماز پڑھی اور اپنے شوہر کو بھی جگایا تاکہ وہ بھی تہجد پڑھ لے۔ اور جب وہ نیند کے غلبے سے نہیں اٹھتا تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دے کر جگاتی ہے۔"

نوافل کا اہتمام

(۲۱۲) عَنْ جَابِرٍ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اِذَا قَضٰی اَحَدُکُمُ الصَّلَاةَ فِیْ مَسْجِدِهٖ فَلْیَجْعَلْ لِبَیْتِهٖ نَصِیْبًا مِّنْ صَلَاتِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِیْ بَیْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَیْرًا۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب کوئی شخص اپنی مسجد کی نماز فرض سے فارغ ہو جائے تو اپنے گھر کو بھی سنت اور نفل نمازوں کا ایک حصہ دے اگر ایسا کرے گا تو اللہ اس کے گھر میں نماز کی وجہ سے خیر و برکت نازل فرمائے گا۔"

(۲۱۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

اِنَّ اَوَّلَ مَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَی النَّاسِ مِنْ دِیْنِهِمُ الصَّلٰوةُ وَاٰخِرُ مَا یَبْقٰی الصَّلَاةُ،

وَاِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الصَّلٰوةُ،

وَیَقُوْلُ اللّٰهُ اُنْظُرُوْا فِیْ صَلَاةِ عَبْدِیْ فَاِنْ کَانَتْ تَامَّةً کُتِبَتْ تَامَّةً

وَاِنْ کَانَتْ نَاقِصَةً یَقُوْلُ اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ وُّجِدَ لَهٗ تَطَوُّعٌ تَمَّتِ الْفَرِیْضَةُ مِنَ التَّطَوُّعِ،

ثُمَّ قَالَ اُنْظُرُوْا هَلْ زَکَاتُهٗ تَامَّةٌ،

فَاِنْ کَانَتْ تَامَّةً کُتِبَتْ تَامَّةً،

وَاِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً، قَالَ انْظُرُوْا هَلْ لَهٗ صَدَقَةٌ؟
فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ تَمَّتْ زَكَاتُهٗ۔ (ترغیب، بحوالہ مسند ابویعلی)

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،
"سب سے پہلے جو چیز دین میں اللہ تعالیٰ نے فرض کی وہ نماز ہے، اور سب سے آخری چیز نماز ہے۔
قیامت کے دن سب سے پہلے نماز سے متعلق حساب لیا جائے گا اور اللہ فرمائے گا۔
"میرے اس بندے کی نماز کو دیکھو اگر وہ مکمل ہے تو مکمل لکھی جائے گی،
اور اگر اس کی نماز میں کوئی نقص رہ گیا ہے تو اللہ فرمائے گا دیکھو میرے اس بندے نے کچھ نفل نمازیں بھی پڑھی ہیں؟ اگر اس کے نامۂ اعمال میں نفل نمازیں ہیں تو فرض نمازوں کی کمی ان نوافل سے پوری کر دی جائے گی۔

پھر اس کے بعد زکوٰۃ کا حساب لیا جائے گا۔ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو اس کی زکوٰۃ پوری ہے یا نہیں؟
اگر وہ ٹھیک سے ادا کی گئی ہوگی تب تو خیر،
اور اگر اس میں کوئی کوتاہی ہوگی تو فرشتوں سے کہے گا کہ دیکھو! اس کے نامۂ اعمال میں کچھ نفلی صدقات ہیں؟ اگر کچھ نفلی صدقات ہیں تو ان سے زکوٰۃ کی کوتاہیوں کی تلافی کر دی جائے گی۔"

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے دین کا اوّل اور آخر نماز ہے اور یہ کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں محاسبہ ہوگا، دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ فرض نمازوں کی کوتاہی اور کمی نفل نمازوں سے پوری کی جائے گی، لہٰذا لوگوں کو فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں کا بھی اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ بندہ فطرۃً کمزور ہے نماز کو کتنا ہی بنا سنوار کر پڑھے کچھ نہ کچھ کمی رہ ہی جائے گی۔ اب اگر اس کے نامۂ اعمال میں نفلی نمازیں نہیں ہیں تو فرائض کی کمی کس چیز سے پوری کی جائے گی؟

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نماز کے بعد زکوٰۃ کا معاملہ زیر بحث آئے گا۔ تو اگر کچھ نفلی صدقات کا اہتمام نہ کیا گیا ہوگا تو فرض کی کوتاہی اور کمی کی تلافی کیونکر ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ سب سے پہلے فرائض کا حساب ہوگا اگر اس فرض کے ساتھ کچھ نفلی چیزیں

نہ ہوں گی تو محاسبے کے خطرات سے آدمی کیونکر بچ سکے گا۔ لہٰذا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ جملہ فرائض کے ساتھ کچھ نفلی عبادات کا اہتمام نجات کے مسئلے کو آسان بنا دے گا۔

غلو سے پرہیز اور نوافل و تہجد کی تاکید

(۲۱۴) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ، وَلَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنُ اِلَّا غَلَبَهٗ،
فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَیْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا "یہ دین (اسلام) آسان ہے اور دین سے جب بھی مقابلہ کیا جائے گا، مقابلہ کرنے والوں کو شکست دے دے گا، پس تم لوگ صراطِ مستقیم پر چلو، شدت پسندی سے بچو اور مایوس نہ ہو اللہ کی رحمت اور نجات سے، بلکہ خوش رہو اور مدد لو صبح و شام کے سفر سے اور کچھ رات میں سفر کرنے سے۔"

تشریح:۔ دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے احکام و قوانین آسان ہیں، ہر شخص آسانی کے ساتھ اس دین پر عمل کر سکتا ہے۔

اور دین سے مقابلہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دین نے جو آسانیاں دی ہیں اس پر بس نہ کرتے ہوئے کوئی شخص اپنی طرف سے غلو کرے گا تو بالآخر عاجز ہو جائے گا اور جو پابندیاں اس نے اپنے اوپر لازم کر لی ہیں ان کا وہ نباہ نہیں سکے گا پس غلو سے بچانے کے لیے فرمایا کہ سیدھی راہ پر چلنا اور دین کے سادہ احکام پر عمل کرنا نجات کے لیے یہ کافی ہے۔

اور آخری جملے میں جو بات کہی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صبح و شام کے اوقات میں اور کچھ رات کے حصے میں نوافل پڑھ لو۔ اس کو ایک دوسرے ڈھنگ سے کہا گیا جس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ مومن دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کے سفر میں ہے، تو منزل پر پہنچنے کے لیے دن رات سفر کرے اور رات عبادت میں مشغول رہے یہ ضروری نہیں، کچھ صبح چلے کچھ شام کو چلے اور کچھ رات کے آخری حصے میں چلے تو انشاء اللہ منزل پر پہنچ جائے گا، اور اگر کسی نے دن رات ایک کر دیے، مسلسل سفر کرتا رہا تو اس

بات کا زیادہ امکان ہے کہ راستے میں تھک کر بیٹھ جائے اور منزل تک پہنچ سکے۔ یہ اشراق و چاشت کی نمازیں اور مغرب بعد کی نفلیں اسی ہدایت کی عملی صورتیں ہیں جن کا نمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے سامنے پیش کیا۔

انفاق

(۲۱۵) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ فَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، فَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔ (بخاری مسلم)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ:

"تم میں سے ہر شخص سے اس طرح سے محاسبہ ہوگا کہ خدا اور بندہ کے درمیان کوئی وکالت اور ترجمانی کرنے والا نہ ہوگا۔ وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اس کے عمل کے سوا کوئی اور نظر نہ آئے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی سوائے اپنے اعمال کے کسی اور کو نہ پائے گا۔ پھر وہ سامنے نظر ڈالے گا تو جہنم کو اپنے سامنے پائے گا، (جب یہ حقیقت ہے) تو اے لوگو آگ سے بچنے کی فکر کرو اگر ایک کھجور کا آدھا حصہ ہی تمہارے پاس ہو اسی کو دے کر آگ سے بچو۔"

تشریح:۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن محاسبے کے وقت بندہ ہوگا جو خدا کی عدالت میں اکیلا حساب دینے کے لیے کھڑا ہوگا۔ آگے پیچھے کوئی اس کی وکالت کرنے والا نہ ہوگا، جدھر بھی نظر ڈالے گا صرف اس کا عمل دکھائی دے گا، اور سامنے جہنم ہوگا اس لیے تم سے جتنا ہو سکے صدقہ کرو، یہ جہنم سے بچانے میں بہت زیادہ معین و مددگار ہوگا۔ تھوڑی چیز کو بھی صدقہ دینے میں شرم نہیں محسوس کرنی چاہیے۔

(۲۱۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

يَقُولُ الْعَبْدُ مَالِي مَالِي،

وَإِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ مَا أَكَلَ فَأَفْنَى، أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى، أَوْ أَعْطَى فَاقْتَنَى.

وَمَا سِوَى ذَٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"بندہ کہتا ہے کہ" یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے"

حالانکہ اس کے لیے اس کے مال میں تین حصے ہیں، جو کھا لیا وہ تو ختم ہو گیا، جو پہن لیا وہ بوسیدہ ہو گیا اور جو کچھ خدا کی راہ میں دیا وہی اس نے خدا کے یہاں جمع کیا۔

اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کا نہیں ہے اُسے تو وہ اپنے ورثہ کے لیے چھوڑ جائے گا اور خود خالی ہاتھ جائے گا۔"

(۲۱۷) رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

نَشَرَ اللهُ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِهِ أَكْثَرَ لَهُمَا مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ،

فَقَالَ لِأَحَدِهِمَا أَيْ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ،

قَالَ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ،

قَالَ أَلَمْ أُكْثِرْ لَكَ مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ؟

قَالَ بَلَى أَيْ رَبِّ،

قَالَ وَكَيْفَ صَنَعْتَ فِيمَا آتَيْتُكَ؟

قَالَ تَرَكْتُهُ لِوَلَدِي مَخَافَةَ الْعَيْلَةِ،

قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ تَعْلَمُ الْعِلْمَ لَضَحِكْتَ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتَ كَثِيرًا،

أَمَا إِنَّ الَّذِي تَخَوَّفْتَ عَلَيْهِمْ قَدْ أَنْزَلْتُ بِهِمْ،

وَيَقُولُ لِلْآخَرِ أَيْ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ،

فَيَقُولُ لَبَّيْكَ أَيْ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ،

قَالَ لَهُ أَلَمْ أُكْثِرْ لَكَ مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ؟

قَالَ بَلٰى اَیْ رَبِّ،
قَالَ فَکَیْفَ صَنَعْتَ فِیْمَآ اٰتَیْتُکَ؟
قَالَ اَنْفَقْتُ فِیْ طَاعَتِکَ وَوَثِقْتُ لِوَلَدِیْ مِنْ بَعْدِیْ بِحُسْنِ طَوْلِکَ
قَالَ اَمَا اِنَّکَ لَوْ تَعْلَمُ الْعِلْمَ لَضَحِکْتَ کَثِیْرًا وَّلَبَکَیْتَ قَلِیْلًا،
اَمَا اِنَّ الَّذِیْ قَدْ وَثِقْتَ بِہٖٓ اَنْزَلْتُ بِہِمْ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"اللہ اپنے دو بندوں کو قیامت کے دن زندہ کرے گا جنہیں اس نے مال اور اولاد کی کثرت سے نوازا تھا، ان میں سے ایک سے کہے گا کہ،
"اے فلاں! فلاں کے بیٹے"!
وہ کہے گا "اے میرے رب! میں حاضر ہوں، ارشاد فرمائیے"!
تو اللہ اس سے کہے گا "کیا میں نے تجھ کو مال اور اولاد کی کثرت سے نہیں نوازا تھا"؟
وہ کہے گا "ہاں! اے میرے رب تم نے مجھے بہت زیادہ مال اور اولاد سے نوازا تھا"
اللہ تعالیٰ پوچھے گا، "میری نعمتوں کو پاکر تو نے کس طرح کے کام کیے"؟
وہ کہے گا "میں نے اپنا سارا مال اپنی اولاد کے لیے چھوڑا تاکہ وہ غربت اور تنگدستی میں مبتلا نہ ہو"
اللہ فرمائے گا "اگر تجھے حقیقتِ حال کا علم ہوجاتا تو تم ہنستے کم روتے زیادہ، سن! جس چیز کا اپنی اولاد کے بارے میں تجھے اندیشہ تھا وہی چیز ان پر مسلط کر دی ہے (یعنی غربت اور تنگدستی)"
پھر دوسرے سے کہے گا کہ "اے فلاں ابن فلاں"!
وہ کہے گا "اے میرے رب میں حاضر ہوں، ارشاد فرمائیے"!
اللہ اس سے کہے گا "کیا میں نے تجھے مال اور اولاد زیادہ نہ دیئے تھے"؟
وہ کہے گا "ہاں اے میرے رب! تو نے مال اور اولاد کی کثرت سے نوازا تھا"
اللہ پوچھے گا "میری نعمتوں کو پاکر تو نے کس طرح کے کام کیے"؟

وہ کہے گا کہ "اے میرے رب! مَیں نے تیرا بخشا ہُوا مال تیری اطاعت میں لگایا، اور اپنی اولاد کے سلسلے میں مَیں نے تجھ پر اور تیری رحمت پر بھروسہ کیا"

اللہ کہے گا "اگر تمہیں حقائق کا علم ہوتا تو دنیا میں تم ہنستے بہت اور روتے کم، سنو، اپنی اولاد کے سلسلے میں تو نے جس بات پر اعتماد کیا مَیں نے انہیں وہی چیز دی ہے، (یعنی خوشحالی اور تونگری)۔"

تشریح:۔ یہ حدیث اس بات کی تلقین کرتی ہے کہ اپنے بیٹوں اور قریبی عزیزوں کے مادی مستقبل کو سنوارنے کے لیے جو لوگ اپنا مال بچا بچا کر رکھتے ہیں اور اطاعت و بندگی کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کی اولاد ہو سکتا ہے غربت اور تنگدستی کا شکار ہو جائے اور جو لوگ اپنے مال کو خدا کی بندگی میں لگاتے ہیں اور اپنی اولاد کے مستقبل کو اللہ کی قدرت اور رحمت کے حوالے کرتے ہیں، ان کی اولاد بالکل ممکن ہے کہ خوشحالی کی زندگی بسر کرے۔ پہلے آدمی کی اسکیم اور پلان سے نہ اولاد کا بھلا ہُوا اور نہ اس کا بھلا ہُوا۔

(۲۱۸) رُوِیَ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَعْوَادِ الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ فَاِنَّہَا تُقِیْمُ الْعِوَجَ وَتَدْفَعُ مِیْتَۃَ السُّوْءِ، وَتَقَعُ مِنَ الْجَائِعِ مَوْقِعَہَا مِنَ الشَّبْعَانِ۔ (ترغیب بحوالہ ابویعلیٰ و بزار)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے مسجد نبویؐ کے منبر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سُنا:

"اے لوگو! جہنم کی آگ سے بچو، اگرچہ تمہارے پاس کھجور کا آدھا ہی ٹکڑا ہو وہی دے کر آگ سے بچو، اس لیے کہ صدقہ انسان کی کجی کو درست کرتا ہے، بُری موت مرنے سے بچاتا ہے، اور بھوکے کا پیٹ بھرتا ہے"

تشریح:۔ یعنی صدقہ حق اور سچائی پر جماتا ہے، اس کی بدولت خاتمہ بخیر ہوتا ہے، اور ناگہانی حادثوں سے بچاتا ہے اور بھوکے کی بھوک اس سے مٹتی ہے، پس اگر کسی شخص کے پاس تھوڑا سا مال ہو تو اسے شرمانا نہ چاہیے، وہی خدا کی راہ میں دے! کیونکہ خدا مال کی مقدار کو نہیں دیکھتا، وہ تو نیت

اور جذبہ دیکھتا ہے۔

صدقہ ذریعۂ برکت

(۲۱۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَۃٍ مِّنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ وَلَا یَقْبَلُ اللّٰہُ اِلَّا الطَّیِّبَ، فَاِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُھَا بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ یُرَبِّیْھَا لِصَاحِبِھَا کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَلُوَّہٗ حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ،

وَفِیْ رِوَایَۃٍ حَتّٰی اَنَّ اللُّقْمَۃَ لَتَصِیْرُ مِثْلَ اُحُدٍ۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص ایک کھجور کی قیمت یا اس کے برابر کوئی چیز صدقہ کرے گا اور وہ حلال کمائی ہوگی ـــ اور اللہ تعالیٰ حلال اور جائز مال ہی قبول کرتا ہے ـــ تو اللہ تعالیٰ اس کے اس پاک صدقے کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا پھر اس کو بڑھاتا رہے گا جس طرح سے تم لوگ اپنے جانوروں کے بچّوں کی پرورش کرتے اور بڑھاتے ہو یہاں تک کہ تھوڑا سا پاک صدقہ پہاڑ کے مانند ہو جائے گا۔"

ایک دوسری روایت میں ہے "اگر کسی نے ایک لقمہ بھی صدقہ کیا تو وہ اُحد پہاڑ کے برابر ہو جائے گا۔"

تشریح:۔ یعنی حلال کمائی میں سے نکالا ہوا صدقہ چاہے وہ مقدار میں تھوڑا ہو لیکن وہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ پہاڑ اتنا اونچا ڈھیر بن جاتا ہے اور اتنے بڑے ڈھیر کا ثواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اس نے آنے یا دو آنے صدقہ نہیں کیے بلکہ پہاڑ اتنے اونچے ڈھیر کا صدقہ کیا۔

(۲۲۰) رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا یَرْفَعُہٗ،

قَالَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَۃٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا مَدَّ عَبْدٌ یَدَہٗ بِصَدَقَۃٍ اِلَّا اُلْقِیَتْ فِیْ یَدِ اللّٰہِ قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِیْ یَدِ السَّائِلِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

"صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور جب کوئی بندہ صدقہ کا مال سائل کو دینے کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہے تو سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔"

صدقہ میدانِ حشر کا سایہ

(۲۲۱) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُلُّ امْرِءٍ فِيْ ظِلِّ صَدَقَتِهِ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ۔

(ترغیب بحوالۂ مسند احمد)

حضرت عُقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک صدقہ کرنے والا اپنے صدقہ کے سایہ میں رہے گا۔"

صدقات قیامت کے دن آدمی کے لیے سایہ کی شکل اختیار کر لیں گے جو اس دن کی گرمی سے صدقہ کرنے والے کو بچائیں گے۔

صدقہ جہنم سے اوٹ

(۲۲۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ، تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ فَإِنَّكُنَّ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَامَتِ امْرَأَةٌ لَيْسَتْ مِنْ عِلْيَةِ النِّسَاءِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ لِمَ نَحْنُ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ؟ قَالَ لِاَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور عورتوں کو خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے عورتو! تم لوگ خصوصیت سے صدقہ دو اس لیے کہ قیامت کے دن تمہاری اکثریت جہنم میں ہوگی"

تو ایک عورت جو اونچے مرتبے کی عورتوں میں سے نہ تھی بلکہ عام عورتوں میں سے تھی، وہ اٹھی اور اس نے پوچھا، "اے اللہ کے رسولؐ! ہم لوگ جہنمیوں میں سب سے زیادہ کیوں ہوں گی؟"

آپؐ نے فرمایا "اس لیے کہ تم لوگ لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ تمہاری زبان مردوں کے مقابلے میں زیادہ چلتی ہے اور دوسروں پر کیچڑ اچھالنا، نکتہ چینی کرنا، عیب لگانا، غیبت کرنا، بہتان لگانا تمہارا خاص مشغلہ ہوتا ہے اور شوہر کی ناشکری بھی تم لوگ زیادہ کرتی ہو، پس اگر تم جہنم سے بچنا چاہتی ہو تو لعن طعن کرنے اور شوہروں کی ناشکری اور ناقدری سے بچو۔

اس حدیث کا خاص پہلو یہ ہے کہ دین سے ناواقف عورتیں ہی جہنم میں زیادہ جائیں گی لیکن اللہ سے ڈرنے والی، زبان پر قابو رکھنے والی اور شوہروں کی وفادار عورتیں جنت میں جائیں گی، اس معاملے میں مردوں اور عورتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اور نہ اس حدیث سے عورتوں کی تحقیر کا پہلو نکلتا ہے۔

رشتہ دار کو صدقہ دینے کا دُہرا اجر

(۲۲۳) عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّدَقَۃُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَۃٌ وَعَلٰی ذِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَۃٌ وَصِلَۃٌ۔ (نسائی۔ ترمذی)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا:

"غریب مسکین کو صدقہ دینے سے صرف صدقے کا ثواب ملتا ہے اور غریب رشتہ دار کو دینے سے دُہرا ثواب ملتا ہے، ایک صدقے کا دوسرے رشتہ داری کے حقوق ادا کرنے کا۔"

افضل صدقہ

(۲۲۴) عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّدَقَاتِ اَیُّھَا اَفْضَلُ؟

قَالَ عَلٰی ذِی الرَّحِمِ الْکَاشِحِ۔ (ترغیب ترہیب)

"حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صدقہ کے بارے میں پوچھا کہ کس طرح کا صدقہ اجر و ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے"؟

آپؐ نے فرمایا: "وہ صدقہ جو آدمی اپنے غریب رشتہ دار کو دے جب کہ وہ رشتہ دار

اس سے دشمنی رکھتا ہے۔"

تنگدست کا صدقہ

(۲۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ" اے اللہ کے رسولؐ! کس شخص کا صدقہ ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے"

آپؐ نے فرمایا" اس شخص کا صدقہ جو تنگدست ہے، جس کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہے اور بمشکل اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ (نیز آپؐ نے فرمایا) اور اپنے صدقے کی ابتدا ان لوگوں سے کرو جن کی پرورش کے تم ذمہ دار ہو۔"

تشریح:۔ حدیث کے آخری ٹکڑے کا مطلب یہ ہے کہ صدقے کی ابتدا اپنے گھر سے کرو۔ اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے جس پر اجر ملے گا جیسا کہ حدیث ۲۰۰، ۲۰۱ اور ۲۰۲ میں گزر چکا ہے۔

صَدَقہ جاریہ

(۲۲۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ، اَوْ وَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ، اَوْ مُصْحَفًا وَرَّثَهٗ، اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، اَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِیْلِ بَنَاهُ، اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ، اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَحَیَاتِهٖ تَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ۔ (ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ترغیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مومن کے مرنے کے بعد اس کی کچھ نیکیوں کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے۔

کسی کو اس نے دین کی تعلیم دی ہے اور دین کا علم پھیلایا ہے تو جب تک اس کے پڑھائے ہوئے لوگ دنیا میں نیک کام کرتے رہیں گے اسے بھی ثواب ملتا رہے گا۔

اگر اس نے اپنے بچے کی تربیت کی اور اس کے نتیجے میں وہ نیک ہوا تو جب تک

یہ لڑکا نیک کام کرتا رہے گا برابر اس کے باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔
اسی طرح کسی نے مسجد یا مدرسہ پر قرآن وقف کیا،
یا مسجد تعمیر کی،
یا مسافروں کی لیے کوئی سرائے بنوائی (یا طلبہ کے لیے کوئی کمرہ تعمیر کرایا)۔
یا نہر کھُدوائی۔
یا اپنی زندگی میں حالتِ صحت میں کوئی اور نیک کام کیا اور اس میں اپنا پیسہ لگایا (تو جب تک اس کی چیزوں سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے) اس کے نامۂ اعمال میں ثواب لکھا جاتا رہیگا"

تشریح:۔ آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا کھاتہ بند کر دیا جاتا ہے، لیکن ایسی اجتماعی نیکیاں جنہیں ہم صدقۂ جاریہ کہتے ہیں ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا جب تک لوگ اس کی تعمیر کردہ یا وقف کردہ چیز سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کے نامۂ اعمال میں اس کا ثواب برابر لکھا جاتا رہے گا۔ بس لوگوں کو چاہیے کہ اس طرح کے نیک کام زیادہ سے زیادہ اپنی زندگی میں کر جائیں جن کے ثواب کا سلسلہ ختم نہ ہو۔

(۲۲۷) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
سَبْعٌ يُجْرِيْ لِلْعَبْدِ اَجْرُهُنَّ وَهُوَ فِيْ قَبْرِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ،
مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا اَوْ كَرٰى نَهْرًا اَوْ حَفَرَ بِئْرًا، اَوْ غَرَسَ نَخْلًا اَوْ بَنٰى مَسْجِدًا اَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا اَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَّسْتَغْفِرُ لَهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"سات چیزوں کا ثواب بندے کو مرنے کے بعد برابر ملتا رہتا ہے۔
(۱) جس شخص نے کسی کو علمِ دین سکھایا (۲) یا کوئی نہر کھدوائی (۳) یا کنواں کھدوایا (۴) یا باغ لگایا (۵) یا مسجد بنوا دی (۶) یا قرآن شریف وقف کیا (۷) یا ایسی نیک اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے برابر دعا و استغفار کرتی رہتی ہے۔"

صدقے کے آداب

(۲۲۸) مَرْوِيٌّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

مَا الْمُعْطِیْ مِنْ سَعَۃٍ بِاَفْضَلَ مِنَ الْاٰخِذِ اِذَا کَانَ مُحْتَاجًا۔

(ترغیب بحوالۂ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"وہ آدمی جو اپنے زائد مال میں سے دیتا ہے وہ لینے والے سے افضل نہیں ہے جبکہ لینے والا محتاج ہو۔"

تشریح:۔ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے والوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ تم اپنے کو سوسائٹی کے غریبوں اور محتاجوں سے اونچا نہ سمجھو، اور نہ یہ خیال کرو کہ تم اپنے حق میں سے دے کر ان پر احسان کر رہے ہو۔ نہیں، بلکہ تمہارے پاس جو ضرورت سے زائد مال ہے وہ تو غریب ہی کا "حق" ہے، وہ اگر لیتا ہے تو اپنا حق لیتا ہے، تمہارا اس پر کیا احسان ہوا، اور اپنے کو اس سے بڑا کیوں جانو، یہی نہیں، بلکہ تمہیں اس کا احسان ماننا چاہیے اس لیے کہ ضرورت سے زیادہ مال خدا کا ہے اور یہ غرباء اللہ کی طرف سے محصل اور کارندے ہیں جو خدا کا حق تم سے وصول کرتے ہیں۔

خدا کے خزانے میں

(۲۲۹) عَنِ الْحَسَنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَّبِّہٖ عَزَّ وَجَلَّ اَنَّہٗ یَقُوْلُ:
یَا ابْنَ اٰدَمَ اَفْرِغْ مِنْ کَنْزِکَ عِنْدِیْ وَلَا حَرَقَ وَلَا غَرَقَ وَلَا سَرَقَ، اُوْفِیْکَہٗ اَحْوَجَ مَا تَکُوْنُ اِلَیْہِ۔ (ترغیب بحوالۂ طبرانی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے آدم کے بیٹے، تو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا، نہ آگ لگنے کا خطرہ نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر، میرے پاس رکھا گیا یہ خزانہ میں پورا تجھے دے دوں گا اس دن جب کہ تو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا۔"

(۲۳۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

بَیْنَا رَجُلٌ فِیْ فَلَاةٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِیْ سَحَابَةٍ اِسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحّٰی ذٰلِكَ السَّحَابُ فَاَفْرَغَ مَاءَهٗ فِیْ حَرَّةٍ، فَاِذَا شَرْجَةٌ مِّنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهٗ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ، فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِیْ حَدِیْقَةٍ یُّحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهٖ،

فَقَالَ لَهٗ یَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اسْمُكَ؟

قَالَ فُلَانٌ لِلْاِسْمِ الَّذِیْ سَمِعَ فِی السَّحَابَةِ،

فَقَالَ لَهٗ یَا عَبْدَ اللّٰهِ لِمَ سَأَلْتَنِیْ عَنِ اسْمِیْ؟

قَالَ سَمِعْتُ فِی السَّحَابِ الَّذِیْ هٰذَا مَاءُهٗ یَقُوْلُ اسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِیْهَا؟

قَالَ اَمَّا اِذْ قُلْتَ هٰذَا، فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْهَا، فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ، وَاٰكُلُ اَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثَهٗ، وَاَرُدُّ ثُلُثَهٗ۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ایک آدمی میدان میں جا رہا تھا کہ اچانک اس نے گھرے ہوئے بادلوں میں کسی کو یہ کہتے سُنا،

"اے بادل! فلاں شخص کے باغ کو جاکر سیراب کر!"

تو وہ بادل ایک طرف کو گیا اور ایک سیاہ مٹی والی پہاڑی زمین میں اس بادل نے اپنا سارا پانی انڈیل دیا۔ وہاں ایک نالا تھا اس نے سارا پانی اپنے اندر سمیٹ لیا اور بہہ نکلا۔ تو یہ مسافر پانی کے ساتھ ساتھ چلا۔ آگے چل کر دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا بیلچے سے پانی کا رُخ موڑ رہا ہے تاکہ اپنے باغ کے درختوں کو سینچے، تو باغ والے سے اس مسافر نے پوچھا کہ:

"اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے"؟

تو اُس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادلوں میں غیبی آواز سے سُنا تھا،

باغ والے نے اس سے پوچھا "تم نے مجھ سے میرا نام کیوں پوچھا"؟

مسافر نے کہا "مَیں نے بادل والے کو (خدا کو) یہ کہتے سُنا کہ جا! فلاں شخص کے باغ کو سیراب کردے تو بتاؤ تم اپنے باغ میں کونسا ایسا عمل کرتے ہو جس کی وجہ سے خدا کی یہ رحمت تم پر ہوئی"۔

باغ والے نے کہا "جب کہ تم یہ بات پوچھ بیٹھے ہو اور معاملہ سے واقف ہو گئے ہو تو مَیں بتاتا ہوں۔ اس باغ سے مجھے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس کے تین حصے کرتا ہوں، ایک تہائی میں خدا کے نام نکال دیتا ہوں اور ایک تہائی میں مَیں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں، اور ایک تہائی اسی باغ میں (سینچائی، کھاد وغیرہ) لگا دیتا ہوں"۔

تلاوتِ قرآن

(۲۳۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِنَّ لِلّٰہِ اَھْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ،

قَالُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللہِ ؟

قَالَ اَھْلُ الْقُرْاٰنِ ھُمْ أَھْلُ اللہِ وَخَاصَّتُہٗ ۔ (نسائی، ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بے شک انسانوں میں کچھ اللہ والے لوگ ہیں"۔

لوگوں نے پوچھا: "اے اللہ کے رسولؐ، اللہ والوں سے کون لوگ مراد ہیں"؟

آپؐ نے فرمایا:

"قرآن والے، اللہ والے ہیں اور اس کے مخصوص بندے ہیں"۔

تشریح:- "اَھْلُ الْقُرْاٰن" سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن سے شغف رکھتے ہیں، اسے پڑھتے ہیں اور پڑھاتے ہیں، اس میں غور کرتے ہیں، اور اس کی بتائی ہوئی راہ کو اپناتے ہیں۔

(۲۳۲) عَنْ عَبْدِ اللہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ قَالَ:

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَأْدُبَۃُ اللہِ فَاقْبَلُوْا مَأْدُبَتَہٗ مَا اسْتَطَعْتُمْ،

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ حَبْلُ اللہِ وَالنُّوْرُ الْمُبِیْنُ، وَالشِّفَآءُ النَّافِعُ، عِصْمَۃٌ

لِمَنْ تَمَسَّكَ بِهٖ، وَنَجَاةٌ لِّمَنِ اتَّبَعَهٗ لَا يَزِيْغُ فَيُسْتَعْتَبُ، وَلَا يَعْوَجُّ فَيُقَوَّمُ، وَلَا تَنْقَضِيْ عَجَآئِبُهٗ وَلَا يَخْلَقُ مِنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ۔ (ترغیب بحوالہ مستدرک)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا دسترخوان ہے، تو جب تک تمہارے اندر طاقت ہے خدا کے اس دسترخوان پر آؤ۔

بلاشبہ یہ قرآن اللہ کی رسی ہے اور تاریکیوں کو چھانٹنے والی روشنی ہے، فائدہ دینے والی اور شفا بخشنے والی دوا ہے، اور جو لوگ اس کو مضبوطی سے تھامے رہیں گے ان کے لیے یہ محافظ ہے اور پیروی کرنے والوں کے لیے نجات کا ذریعہ ہے۔ یہ کتاب بے رُخی نہیں کرتی کہ اس کو منانے کی ضرورت پڑے، اس کتاب میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے جسے سیدھا کرنے کی ضرورت پیش آئے، اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے اور بہ کثرت پڑھنے سے یہ پُرانی نہیں ہوتی۔"

تشریح:۔ قرآن کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ کا دسترخوان کہہ کر بڑی اہم بات کہی ہے۔ جس طرح غذا کے بغیر انسان کا مادّی وجود برقرار نہیں رہ سکتا اور اس کی برقراری کے لیے اللہ نے غذائی سامان فراہم کیا ہے اسی طرح اُس نے انسان کے رُوحانی وجود کو برقرار رکھنے کے لیے اپنے ہدایت نامہ کی شکل میں یہ دسترخوان بچھایا ہے۔ جو لوگ جتنا ہی زیادہ اس روحانی غذا سے استفادہ کریں گے اتنی ہی زیادہ ان کی روحانیت ترقی کرے گی۔

"یہ قرآن اللہ کی رسی ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح رسی کنویں سے پانی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اسی طرح اگر کوئی خدا تک پہنچنا چاہے تو اس رسی اور ذریعہ کا استعمال اس کے لیے ناگزیر ہے۔

قرآن کو "روشنی" کہا گیا ہے اور روشنی وہ چیز ہوتی ہے جو تاریکی کو چھانٹ دیتی ہے۔ اسی طرح یہ کتاب بھی زندگی کی تاریکیوں کو چھانٹتی ہے اور خدا تک پہنچنے والے راستے کی رکاوٹوں کو دُور کرتی ہے۔ یہ دُنیا تاریکیوں کی دُنیا ہے، اس میں قدم قدم پر تاریکیاں پائی جاتی ہیں۔ جو شخص یہ روشنی اپنے ساتھ نہیں لے گا وہ کسی کھڈ میں گر کر تباہی کی نذر ہو جائے گا۔

یہ کتاب انسان کی رُوحانی بیماریوں کو دُور کرتی ہے اور اس کے اسرار اور عجیب عجیب معانی کا خزانہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ یہ ایسا لباس کبھی نہیں ہے جو کثرتِ استعمال سے پرانا ہوتا ہو بلکہ اس کو جتنا ہی استعمال کیجیے اتنا ہی اس کا نیاپن اور نکھرتا ہے۔

آدابِ تلاوت

(۲۳۳) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَعْرِبُوا الْقُرْاٰنَ وَاتَّبِعُوْا غَرَائِبَهٗ، وَغَرَائِبُهٗ فَرَائِضُهٗ وَحُدُوْدُهٗ۔ (مشکوٰۃ)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف صاف پڑھو اور اس کے غرائب پر عمل کرو۔ "غرائب" سے مُراد اس کے وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں۔ اور وہ احکام ہیں جن کے کرنے سے اللہ نے منع کیا ہے۔"

توبہ و استغفار

(۲۳۴) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَأَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِيْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ، فَاِنْ هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَتْ، فَاِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهٗ، فَذَالِكَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللهُ تَعَالٰى كَلَّا بَلْ سكتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ سورہ مطففین آیت ۱۴ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی وغیرہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

"جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے، اس کے بعد اگر وہ اسے چھوڑ دے اور معافی مانگ لے تو وہ دھبہ ختم کر دیا جاتا ہے لیکن اگر وہ گناہ کرتا رہا تو وہ دھبہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے اسی حالت کا نام رَین ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

كَلَّا بَلْ سكتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ[1] ۝ (المطففین)

---

[1] یعنی قرآن اور اس کی دعوتِ آخرت ہوائی باتیں نہیں ہیں قرآن تو حق ہے اور قیامت آکے رہے گی اور ان لوگوں کے انکارِ آخرت کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے دلوں پر گناہ کرنے کی وجہ سے اتنا زنگ چڑھ گیا ہے اور میل کی اتنی تہیں جم گئی ہیں جو اُن کو قرآن کی باتیں سمجھنے نہیں دیتیں۔

استغفار دلوں کی صفائی

(۲۳۵) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِنَّ لِلْقُلُوْبِ صَدَاءً کَصَدَاءِ النُّحَاسِ وَجَلَاؤُهَا الْاِسْتِغْفَارُ۔

(بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسے تانبے پر زنگ آجاتا ہے اور دلوں کا زنگ دُور کرنے والی چیز استغفار ہے (یعنی یہ کہ آدمی اپنے گناہوں کی معافی کی درخواست اپنے رب سے کرے"۔

چھوٹے گناہوں سے پرہیز

(۲۳۶) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

یَا عَائِشَۃُ! اِیَّاکِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ، فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰہِ طَالِبًا۔

(ترغیب ترہیب بحوالہ نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اے عائشہؓ! وہ چھوٹے گناہ جنہیں لوگ ہلکا سمجھتے ہیں ان سے بھی اپنے آپ کو بچاؤ اس لیے کہ اللہ ان کے بارے میں بھی پوچھے گا"

گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ — توبہ

(۲۳۷) وَعَنْ اَبِیْ طَوِیْلٍ شَطَبِ نِ الْمَمْدُوْدِ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

اَرَاَیْتَ مَنْ عَمِلَ الذُّنُوْبَ کُلَّهَا، وَلَمْ یَتْرُکْ مِنْهَا شَیْئًا، وَهُوَ فِیْ ذٰلِکَ لَمْ یَتْرُکْ حَاجَۃً وَّلَا دَاجَۃً اِلَّا اَتَاهَا، فَهَلْ لِذٰلِکَ مِنْ تَوْبَۃٍ؟

قَالَ: فَهَلْ اَسْلَمْتَ؟

قَالَ: اَمَّا اَنَا فَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

قَالَ: تَفْعَلُ الْخَیْرَاتِ، وَتَتْرُکُ السَّیِّئَاتِ، فَیَجْعَلُهُنَّ اللّٰہُ لَکَ خَیْرَاتٍ کُلَّهُنَّ۔

قَالَ: وَغَدَرَاتِیْ وَفَجَرَاتِیْ؟ قَالَ: نَعَمْ،

قَالَ : اَللّٰهُ اَكْبَرُ، فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ حَتّٰى تَوَارٰى۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ بزار و طبرانی)

حضرت ابو طویل رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جس نے تمام گناہ کر ڈالے ہوں، کوئی گناہ نہ چھوڑا ہو اور اس سلسلے میں اپنے تمام ارمان پورے کر لیے ہوں، کیا ایسے شخص کے لیے توبہ ہے"؟

آپؐ نے پوچھا "کیا تم اسلام لاؤ گے"؟

میں نے کہا، "ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں"۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "دیکھو اسلام لانے کے بعد اچھے کام کرو اور بُرے کام چھوڑ دو تو ماضی میں کی گئی بُرائیوں کو اللہ نیکی سے بدل دے گا"۔

میں نے عرض کیا "اسلام لانے سے پہلے میں نے بہت سے معاہدے توڑے ہیں، بہت سی بدکاریاں کی ہیں کیا یہ سب معاف ہو جائیں گی"۔

آپؐ نے فرمایا: "ہاں! یہ سب معاف ہو جائیں گی"۔

میں مارے خوشی کے "اللہ رے تیری شان رحیمی، اللہ رے تیری شان کریمی" کہتا ہوا واپس ہوا یہاں تک کہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا"۔

سچی توبہ

(۲۳۸) كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهٗ فَاَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَاَعْطَاهَا سِتِّيْنَ دِيْنَارًا عَلٰى اَنْ يَّطَأَهَا، فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنْ اِمْرَأَتِهٖ اُرْعِدَتْ وَبَكَتْ،

فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ؟ اَكْرَهْتُكِ؟

قَالَتْ لَا وَلٰكِنَّ هٰذَا عَمَلٌ لَمْ اَعْمَلْهُ قَطُّ وَاِنَّمَا حَمَلَنِيْ عَلَيْهِ الْحَاجَةُ،

قَالَ تَفْعَلِيْنَ هٰذَا وَلَمْ تَفْعَلِيْهِ قَطُّ،

قَالَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ اذْهَبِيْ فَالدَّنَانِيْرُ لَكِ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا يَعْصِى

اللّٰہَ الْکِفْلُ اَبَدًا،

فَمَاتَ مِنْ لَیْلَتِہٖ فَاَصْبَحَ مَکْتُوْبًا عَلٰی بَابِہٖ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْکِفْلِ۔ (مسند احمد بن حنبلؒ ۲۴۲؎)

"بنی اسرائیل میں "کفل" نام کا ایک آدمی تھا جو ہر طرح کے گناہ کرتا تھا اور کبھی توبہ و انابت اس کے اندر نہیں اُبھرتی تھی۔ ایک دفعہ اس کے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ بدکاری کرنے کے لیے ساٹھ دینار پر معاملہ طے کیا، لیکن عین بدکاری کے وقت عورت کے اندر کپکپی پیدا ہوئی اور رو پڑی، اِس نے اُس سے پوچھا "تم روتی کیوں ہو؟ کیا مَیں نے تم کو مجبور کیا ہے"؟

اس نے کہا "نہیں! لیکن یہ ایک ایسا کام ہے جو کبھی مَیں نے نہیں کیا، اس کے لیے اس وقت محض محتاجی نے آمادہ کیا تھا"

اس نے کہا "جبکہ تم نے ابھی تک یہ کام نہیں کیا تو اب کرو گی؟ نہیں"

اس کے بعد وہ اس کے پاس سے ہٹ آیا اور کہا جاؤ یہ ساٹھ دینار بھی مَیں نے تمہیں دیئے اور خدا سے توبہ کی کہ اب "کفل" کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا۔

اس کے بعد اسی رات اس کا انتقال ہو گیا، تو اس کے دروازے پر صبح کو یہ عبارت لکھی ہوئی پائی گئی "اللہ عزوجل نے کفل کے گناہ بخش دیئے"۔

گناہ کو ہلکا نہ سمجھو

(۲۳۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِیَّاکُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ، فَاِنَّہُنَّ یَجْتَمِعْنَ عَلَی الرَّجُلِ حَتّٰی یُہْلِکْنَہٗ،

وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ لَہُنَّ مَثَلًا کَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوْا اَرْضَ فَلَاۃٍ، فَحَضَرَ صَنِیْعُ الْقَوْمِ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَنْطَلِقُ فَیَجِیْءُ بِالْعُوْدِ، وَالرَّجُلُ یَجِیْءُ بِالْعُوْدِ حَتّٰی جَمَعُوْا سَوَادًا، وَاَجَّجُوْا نَارًا، وَاَنْضَجُوْا مَا قَذَفُوْا فِیْہَا۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ احمد وطبرانی وبیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"تم لوگ ان گناہوں سے بھی بچو جنہیں ہلکا اور معمولی سمجھا جاتا ہے اس لیے کہ یہ ہلکے گناہ آدمی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ یہ اسے تباہ کر ڈالتے ہیں۔"

اس کی مثال دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جیسے کچھ لوگ کسی جنگل میں اُترے پھر کھانا پکانے کا سوال سامنے آیا تو ہر شخص لکڑیاں چننے کے لیے جنگل گیا، جو آتا اپنے ساتھ لکڑیوں کا گٹھر لاتا، یہاں تک کہ بہت سی لکڑیاں جمع ہو گئیں اور آگ بھڑکائی گئی جس سے انہوں نے کھانا تیار کر لیا۔"

تشریح:۔ جس طرح چھوٹی چھوٹی لکڑیاں زیادہ ہو کر کھانا پکانے کا کام دیتی ہیں اسی طرح آدمی گناہ کرتا ہے اور کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو بھسم کرنے کے لیے وہ کافی ہو جاتے ہیں۔

خدا کے کرم کی وسعت

(۲۴۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَبِّہٖ عَزَّ وَجَلَّ،
اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ، ثُمَّ بَیَّنَ ذٰلِکَ،
فَمَنْ ھَمَّ بِحَسَنَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ حَسَنَۃً کَامِلَۃً،
فَاِنْ ھَمَّ بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ اِلٰی اَضْعَافٍ کَثِیْرَۃٍ،
وَمَنْ ھَمَّ بِسَیِّئَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ حَسَنَۃً کَامِلَۃً،
وَاِنْ ھُوَ ھَمَّ بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ سَیِّئَۃً وَّاحِدَۃً اَوْ مَحَاھَا،
وَلَا یَھْلِکُ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا ھَالِکٌ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری و مسلم)

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرمایا:
"اللہ نیکیوں اور برائیوں کو لکھتا ہے تو جس شخص نے کسی نیکی کے کرنے کی نیت کی لیکن وہ نہیں کر سکا تو اس کے نامۂ اعمال میں وہ ایک نیکی کی حیثیت سے درج ہو جاتی ہے،

اور اگر اس نے ایک نیک کام کرنے کی نیت کی اور اسے کر ڈالا تو وہ ایک نیکی اللہ کے نزدیک دس نیکی لکھی جاتی ہے، بلکہ سات سو گُنا نیکیاں لکھی جاتی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ،

اور اگر کسی نے ایک برائی کرنے کا ارادہ کیا پھر اسے نہیں کیا تو اس کے نامۂ اعمال میں یہ ایک مکمل نیکی کی حیثیت سے لکھی جاتی ہے،

اور اگر برائی کی نیت کی اور اسے کر ڈالا تو اللہ اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہی بُرائی لکھتا ہے یا اگر توبہ کر لی تو اس کو مٹا دیتا ہے۔ اور برباد ہونے والا ہی اللہ کے یہاں برباد ہوگا۔"

تشریح:۔ ایسی حدیث جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے رب کے حوالے سے بیان فرمائیں حدیثِ قدسی کہلاتی ہے۔

اس حدیث میں خدا کی بے پایاں رحمت کا ذکر ہوا ہے۔ اس سے بڑی رحمانیت اور کیا ہوگی کہ ایک نیکی کا کام جو کیا نہیں گیا صرف اس کا ارادہ کیا گیا ہے اسے بندے کے نامۂ اعمال میں نیکی بنا کر لکھتا ہے اور اگر نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو کر ڈالا تو وہ دس نیکیوں کے برابر شمار کرتا ہے بلکہ اس سے زیادہ سات سو نیکیاں قرار دے کر درج کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ، اس کے برخلاف بُرائی کا ارادہ تو ہوا مگر اس نے کیا نہیں تو اس کا یہ عمل اللہ کے یہاں نیکی شمار ہوتا ہے، اور اگر بُرائی کا ارادہ کیا اور اسے کر ڈالا تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے اور اگر توبہ کر لی تو وہ معاف ہو جاتی ہے۔

اس حدیث کا آخری جملہ اس پوری حدیث کی جان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی رحمت کا دامن بہت وسیع ہے۔ اب کوئی شامت زدہ بدقسمت ہی ہوگا جو گناہ پر گناہ کرتا رہے، زندگی بھر توبہ کی توفیق اس کو نہ ہو، اور اسی حالت میں مر جائے تو ظاہر ہے جہنم اس کا ٹھکانا ہوگا، جہاں کے لیے اپنے کو زندگی بھر تیار کیا، وہیں اُسے پہنچنا چاہیے۔

ذکر و دُعا

(۲۴۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اٰمُرُكُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ كَثِيْرًا، وَمَثَلُ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَهُ الْعَدُوُّ

سِرَاعًا حَتّٰی اَتٰی حِصْنًا حَصِیْنًا فَاَحْرَزَ نَفْسَهٗ فِیْهِ وَکَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَا یَنْجُوْ مِنَ الشَّیْطَانِ اِلَّا بِذِکْرِ اللّٰهِ ۔ (ترمذی، ترغیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو زیادہ یاد کرو اور ذکر کی مثال ایسی سمجھو جیسے کسی آدمی کا اس کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ پیچھا کر رہے ہوں یہاں تک کہ اس آدمی نے بھاگ کر ایک مضبوط قلعہ میں پناہ لی، اور دشمنوں کے ہاتھ میں پڑنے سے بچ گیا، اسی طرح بندہ شیطان سے نجات نہیں پا سکتا ہے مگر اللہ کی یاد کے سہارے!"

تشریح:- اللہ کی یاد سے مُراد یہ ہے کہ اس کی ذات و صفات، اس کی عظمت و جبروت، اس کا رحم و کرم اور اس کا بطش و انتقام غرض جملہ صفاتِ الٰہی کا پورا شعور رکھتا ہو اور یہ شعور زندہ اور طاقتور ہو تبھی اپنے نہ دکھائی دینے والے دشمن ابلیس کے حملوں سے بچ سکتا ہے اور اس کی عملی تدبیر یہ ہے کہ آدمی ٹھیک سے فرض نماز ادا کرے، نوافل بالخصوص تہجد کا اہتمام کرے، جو دُعائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دن۔ رات کے مختلف اوقات کے لیے سکھائی ہیں انھیں یاد کرلے، ان کے معنی و مفہوم جانے اور ان کو بار بار پڑھے۔ یہی وہ مضبوط قلعہ ہے جس میں وہ پناہ لے کر شیطان کے حملوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

(۲۴۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰهِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ ۔ (مسند احمد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ کو خوب یاد کیا کرو یہاں تک کہ لوگ کہیں یہ مجنون شخص ہے۔"

تشریح:- یعنی خدا کی یاد میں اور اس کے تقاضے پورے کرنے میں اس طرح یکسوئی کے ساتھ مشغول ہو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔ ظاہر بات ہے کہ دین کے کام میں جب آدمی ہمہ تن مشغول ہو گا، خدا کے دین کے مطابق اس کی سرگرمیاں ہوں گی اور حلال و حرام کی تمیز کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کرے گا تو مادّی نقطۂ نظر رکھنے والے اسے پاگل ہی کہیں گے۔

ذاکرین کے بارے میں خدا اور فرشتوں کی گفتگو

(۲۴۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

اِنَّ لِلّٰهِ مَلَآئِکَةً یَّطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّکْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْآ اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا،

قَالَ فَیَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ، مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ؟

قَالَ یَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَكَ وَیُکَبِّرُوْنَكَ وَیَحْمَدُوْنَكَ وَیُمَجِّدُوْنَكَ،

قَالَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ؟

قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْكَ،

قَالَ فَیَقُوْلُ کَیْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ؟

قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ کَانُوْآ اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَكَ تَمْجِیْدًا، وَّاَکْثَرَ لَكَ تَسْبِیْحًا،

قَالَ فَیَقُوْلُ فَمَا یَسْأَلُوْنِیْ؟

قَالَ یَقُوْلُ یَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ،

قَالَ فَیَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا؟

قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا؟

قَالَ فَیَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟

قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا کَانُوْآ اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِیْهَا رَغْبَةً،

قَالَ فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ؟

قَالُوْا یَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ،

قَالَ فَیَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا؟

قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْهَا، قَالَ فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟
قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً،
قَالَ فَيَقُوْلُ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ،
قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ،
قَالَ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:
" اللہ کے کچھ فرشتے گلیوں اور راستوں میں چکّر لگاتے رہتے ہیں اس غرض سے کہ کہاں کون لوگ اللہ کو یاد کررہے ہیں، جب وہ کچھ لوگوں کو اللہ کو یاد کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہاں آؤ یہاں وہ لوگ ہیں جن کو تم تلاش کرتے تھے۔
تو ایسے لوگوں کا آسمان تک اپنے پروں سے احاطہ کرلیتے ہیں۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ان سے ان کا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے،
"میرے یہ بندے کیا کہتے ہیں"؟
تو ملائکہ عرض کرتے ہیں" یہ لوگ آپ کی تسبیح کرتے ہیں، آپ کی بڑائی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف اور شکر ادا کرتے ہیں، آپ کی بزرگی اور عظمت بیان کرتے ہیں"
تو اللہ پوچھتا ہے"کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے"؟
ملائکہ عرض کرتے ہیں" نہیں، بخدا اے ہمارے رب انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا"
تو وہ پوچھتا ہے" اگر ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا"؟
ملائکہ عرض کرتے ہیں" اگر یہ لوگ آپ کو دیکھ لیتے تو اس سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ آپ کی عبادت کرتے اور زیادہ سے زیادہ آپ کی بزرگی اور تسبیح میں لگ جاتے"
پھر وہ پوچھتا ہے کہ" میرے یہ بندے مجھ سے کیا مانگتے ہیں"؟
ملائکہ عرض کرتے ہیں" یہ لوگ آپ سے جنّت مانگتے ہیں"
وہ پوچھتا ہے،" کیا انہوں نے جنّت دیکھی ہے"؟

وہ عرض کرتے ہیں "نہیں، اے ہمارے رب انہوں نے جنت نہیں دیکھی"!

تو وہ کہتا ہے، "اگر جنت کو انہوں نے دیکھ لیا ہوتا تو ان کے شوق کا کیا عالم ہوتا"؟

وہ عرض کرتے ہیں کہ "اگر انہوں نے جنت دیکھ لی ہوتی تو ان کی تمنا اور بڑھ جاتی اور اس کی طلب اور رغبت اور شدید ہو جاتی"

پھر وہ پوچھتا ہے کہ "کس چیز سے یہ پناہ مانگتے ہیں"؟

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ "یہ لوگ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں"

وہ کہتا ہے کہ "کیا انہوں نے جہنم کی آگ دیکھی ہے"؟

وہ عرض کرتے ہیں،

"نہیں، بخدا انہوں نے جہنم نہیں دیکھی ہے"

تو وہ پوچھتا ہے کہ "اگر انہوں نے جہنم دیکھ لی ہوتی تو ان کا کیا حال ہوتا"؟

ملائکہ عرض کرتے ہیں "اگر انہوں نے جہنم کی آگ دیکھ لی ہوتی تو اور زیادہ ڈرتے اور ان کاموں سے دُور بھاگتے جو جہنم میں لے جانے والے ہیں"

تب اللہ تعالیٰ ملائکہ سے کہتا ہے کہ "میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کو اپنی رحمت سے نوازا"

تو فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ عرض کرتا ہے کہ "فلاں شخص ان میں سے نہیں ہے وہ تو کسی اور مقصد سے آیا تھا، ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور اللہ کے ذکر و تسبیح میں شریک ہو گیا"

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی ناکام و نامُراد نہیں ہوتا بلکہ سعادت میں سے اسے بھی حصہ ملتا ہے"

ذاکر، خدا کی نظر میں

(۲۴۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

يَقُولُ اللهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي

فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ، وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ، وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ بَاعًا، وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ، اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "میرا بندہ مجھ سے جو توقع رکھتا ہے اور جیسا گمان اس نے میرے متعلق قائم کر رکھا ہے ویسا ہی مجھے پائے گا، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت کے ساتھ بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں ان سے بہتر جماعت میں اس کو یاد کرتا ہوں، اگر وہ میری طرف ایک بالشت بھر بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھ جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف چار ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف آہستہ آہستہ آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔"

تشریح:- اس حدیث میں بندہ سے مراد بندۂ مومن ہے اور بندۂ مومن کا اعتقاد خدا کے بارے میں یہ ہے کہ وہ رحمٰن ورحیم ہے، وہ مغفرت فرمانے والا اور معاف کرنے والا ہے غرض کہ وہ خدا کی تمام صفات پر یقین رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ جیسا میرے بارے میں اعتقاد رکھتا ہے ویسا ہی مجھے پائے گا۔ میں اس پر رحمت نازل کروں گا۔ اس کو اپنے رحم وکرم کی چادر میں چھپا لوں گا۔ اس کی دُنیا اور آخرت میں دستگیری کروں گا۔ چنانچہ اس کے بعد کے جملے اس کی بہترین شرح کرتے ہیں۔

آدابِ دُعا

(۲۴۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ:

لَایَزَالُ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَۃِ رَحِمٍ مَّالَمْ یَسْتَعْجِلْ،

قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَاالْاِسْتِعْجَالُ؟

قَالَ یَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ یَسْتَجِیْبُ لِیْ، فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِکَ وَیَدَعُ الدُّعَآءَ۔ (مسلم)

"حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا،

بندے کی دُعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے بشرطیکہ کسی گناہ یا قطع تعلق کی دُعا نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے۔"

لوگوں نے پوچھا، "اے اللہ کے رسولؐ، جلد بازی کا کیا مطلب ہے"؟ آپؐ نے فرمایا "دعا کرنے والا یوں سوچنے لگتا ہے کہ میں نے بہت دُعا کی لیکن قبول نہیں ہوئی۔ پس وہ تھک جاتا ہے اور دُعا کرنی چھوڑ دیتا ہے۔"

دُعا کرنے والے کے لیے تین اجروں میں سے ایک لازمی ہے

(۲۴۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا اِثْمٌ وَّلَا قَطِیْعَۃُ رَحِمٍ اِلَّآ اَعْطَاہُ اللّٰہُ بِھَا اِحْدٰی ثَلَاثٍ، اِمَّآ اَنْ یُّعَجِّلَ لَہٗ دَعْوَتَہٗ، وَاِمَّآ اَنْ یَّدَّخِرَھَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ، وَاِمَّآ اَنْ یَّصْرِفَ عَنْہُ مِنَ السُّوْٓءِ مِثْلَھَا،

قَالُوْٓا اِذًا نُّکْثِرُ،

قَالَ اللّٰہُ اَکْثَرُ۔ (مسند احمد، ترغیب)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب کوئی مسلم دُعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہوتی اور نہ رشتہ داروں کے حقوق برباد کرنے کی بات ہوتی ہے تو اللہ ایسی دُعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ یا تو اس دنیا ہی میں اس کی دُعا قبول فرماتا ہے اور اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے اور یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ بناتا ہے اور یا اس پہ کوئی مصیبت یا برائی آنے والی ہوتی ہے جسے وہ اس دُعا کی بدولت دور فرما دیتا ہے۔"

صحابہؓ نے کہا "پھر تو ہم بہت زیادہ دعا مانگا کریں گے۔"

آپؐ نے فرمایا "اللہ بھی بہت دینے والا ہے"۔

تشریح:۔ اس حدیث کے ذریعہ ایک بہت بڑی غلط فہمی دور کی گئی ہے مومن اپنے کسی مقصد کے سلسلے میں اپنے رب سے التجا کرتا ہے پھر اگر وہ اس کے تصور کے مطابق پورا نہ ہوا تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کی دعا بے کار گئی اور خدا کے بارے میں یہ تصور کرتا ہے کہ اس نے اسے پکارا لیکن اس نے نہیں سنا۔

اس طرح وہ خدا کے بارے میں کسی نہ کسی حد تک بدگمانی اور مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے اور اس کی تین صورتیں ہیں، یا تو اس دُنیا میں اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے یا یہ دعا اس کے لیے آخرت میں کام آتی ہے اور تیسری شکل یہ ہے کہ اس پر کوئی بہت بڑی آفت آنے والی ہوتی ہے جسے اس دعا کی بدولت اللہ تعالیٰ ٹال دیتا ہے۔ اس لیے دعا پورے سوز و دردمندی کے ساتھ مانگنی چاہیے اور بہت زیادہ مانگنی چاہیے۔ اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے اور وہ تمام کریموں سے بڑھ کر کریم ہے۔

خالی ہاتھ لوٹاتے خدا شرماتا ہے

(۲۴۷) عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَیْہِ یَدَیْہِ أَنْ یَرُدَّھُمَا صِفْرًا خَائِبَتَیْنِ۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ حیادار اور سخی ہے جب کوئی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے پھیلاتا ہے تو ناکام اور خالی ہاتھ لوٹانے سے اسے شرم آتی ہے۔"

تشریح:۔ یہ حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے، حدیث کا مدعا یہ ہے کہ تم دنیا میں سخی اور فیاض آدمی کو دیکھتے ہو، جب کوئی محتاج اس کے پاس پہنچتا اور ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ اس کو خالی ہاتھ لوٹانا پسند نہیں کرتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ تو سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہیں۔ جب کوئی بندہ ان کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے ہیں بلکہ کسی نہ کسی شکل میں اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے جیساکہ حدیث نمبر ۲۴۶ میں بیان ہو چکا ہے۔

جامع دُعائیں

(۲۴۸) اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَۃِ الْغِنٰی وَشَرِّ فِتْنَۃِ الْفَقْرِ،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ شَرِّ فِتۡنَةِ الۡمَسِیۡحِ الدَّجَّالِ،
اَللّٰھُمَّ اغۡسِلۡ قَلۡبِیۡ بِمَآءِ الثَّلۡجِ وَالۡبَرَدِ، وَنَقِّ قَلۡبِیۡ مِنَ الۡخَطَایَا
كَمَا نَقَّیۡتَ الثَّوۡبَ الۡاَبۡیَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدۡ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَ خَطَایَایَ
كَمَا بَاعَدۡتَ بَیۡنَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ،
اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنَ الۡكَسَلِ وَالۡمَاۡثَمِ وَالۡمَغۡرَمِ۔ (متفق علیہ)

"اے اللہ، میں تیری پناہ چاہتا ہوں آگ میں لے جانے والی گمراہی سے اور آگ کی سزا سے، اور قبر کے فتنہ سے اور عذابِ قبر سے اور مالداری کے امتحان کے بُرے پہلو سے، اور فقر و فاقہ کی آزمائش کے بُرے پہلو سے،

اے اللہ، میں تیری پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے برے فتنے سے،

اے اللہ، میرے دل کو تو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے، اور میرے قلب کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسے کہ تو صاف کپڑے کو میل کچیل سے پاک کر دیتا ہے، میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دوری فرما دے جتنی کہ مشرق و مغرب کے درمیان ہے،

اے اللہ، میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں عبادت اور دوسرے دینی کاموں میں کاہلی اور سستی سے، اور گناہ سے، اور قرض و نقصان سے۔"

تشریح:۔ قبر کی آزمائش سے مراد یہ ہے کہ خدا، دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قبر میں جو سوال ہوگا یہ بڑی آزمائش ہے اور اس میں آدمی ناکام بھی ہو سکتا ہے، اسی ناکامی سے پناہ مانگی گئی ہے۔

آدمی مالدار ہو جاتا ہے تو یا تو اللہ کا شکر گزار بندہ بن کر جیتا ہے، غریبوں کی مدد کرتا ہے یا پھر متکبر بن جاتا ہے، غریبوں کے کام نہیں آتا اور دوسروں کو اپنے سے حقیر جانتا ہے۔ یہ آخری پہلو مالداری کا بُرا پہلو ہے جس سے پناہ مانگنی چاہیے۔ غریبی بھی ایک امتحان ہے جس کا بُرا پہلو یہ ہے کہ آدمی اپنے دین و ایمان کو بیچ دیتا ہے، خدا سے بدگمان ہوتا ہے، بندوں کے سامنے خدا کا شکوہ کرتا ہے۔ غریبی کے اس بُرے پہلو سے پناہ مانگنی چاہیے۔

(۲۴۹) عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسٰی عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ كَانَ یَدۡعُوۡا بِهٰذَا الدُّعَآءِ:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ، وَاِسْرَافِیْ فِیْٓ اَمْرِیْ كُلِّهٖ، وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ،

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَایَ وَعَمْدِیْ وَجَهْلِیْ وَهَزْلِیْ، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ،

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ، وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (متفق علیہ)

"حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ آپؐ یہ دعا پڑھتے تھے (رَبِّ اغْفِرْ سے آخر تک) "اے میرے رب، میرے گناہ معاف فرما دے، میری جہالت پر پردہ ڈال دے اور اپنے تمام معاملات میں جہاں بھی میں حق سے ہٹ گیا ہوں ان سے درگزر فرما اور ان تمام گناہوں سے جن سے تو مجھ سے زیادہ واقف ہے معافی دے دے۔

اے اللہ، میری خطاؤں کو معاف کر دے جو قصد و ارادے سے ہوئیں یا جذبات سے مغلوب ہونے کی وجہ سے سرزد ہوئیں اور وہ غلطی جو تفریحاً ہوگئی ہو ——— ان سب خطاؤں کو معاف کر دے، یہ سب گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں۔

اے اللہ، میرے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف فرما دے اور میرے پوشیدہ اور علانیہ گناہ بھی معاف فرما دے۔ تو ہی اپنے بندوں کو آگے بڑھانے والا اور پیچھے کر دینے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے "

(۲۵۰) عَنْ اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِیْ دُعَآءً اَدْعُوْ بِهٖ فِیْ صَلَاتِیْ،

قَالَ قُلْ،

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا، وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِیْٓ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (متفق علیہ)

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ مجھے کوئی دعا بتا دیجیے جسے میں اپنی نماز میں (التحیات اور درود کے بعد)

پڑھا کروں۔

آپؐ نے فرمایا تم یہ دعا پڑھا کرو۔ (اَللّٰھُمَّ سے لے کر اَلرَّحِیْمُ تک) "اے اللہ! میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے، اور میرے گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے، پس تو اپنے فضل و رحمت سے میرے گناہ معاف فرما دے اور مجھ پر رحم کر، بلاشبہ تو ہی معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔"

(۲۵۱) اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَۃُ اَمْرِیْ،

وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ،

وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ،

وَاجْعَلِ الْحَیَاۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ،

وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ۔ (ترغیب ترہیب)

"اے اللہ، تو میرے دین کو درست کر دے جو میرے تمام معاملات کا محافظ ہے،

اور میری دنیا کو بھی ٹھیک رکھ جس میں میں زندگی گزارتا ہوں۔

اور میری آخرت کو بھی سنوار دینا جہاں مجھ کو لوٹ کے جانا ہے،

اور میری دنیوی زندگی کو ہر چیز اور بھلائی میں اضافہ کا سبب بنا دے،

اور موت کو میرے لیے ہر برائی سے راحت کا ذریعہ بنا دے۔"

(۲۵۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْۤ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ،

وَاَسْأَلُکَ عَزِیْمَۃَ الرُّشْدِ،

وَاَسْأَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ،

وَاَسْأَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَّقَلْبًا سَلِیْمًا،

وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ،

وَاَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ،

وَاَسْتَغْفِرُکَ مِمَّا تَعْلَمُ، اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ (ترغیب ترہیب)

"اے اللہ، میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں دین پر جمے رہنے کی،

اور اس بات کی بھی درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے ہدایت و راست روی پر پختہ ارادہ کی توفیق دے،

اور میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی نعمتوں پر شکر گزاری عطا فرمائیے، اور یہ کہ تیری عبادت میں حسن و خوبی کے ساتھ کروں،

اور میں تجھ سے سچ بولنے والی زبان اور گندے جذبات سے پاک دل کی درخواست کرتا ہوں

اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں ان تمام چیزوں کے شر سے جس کا تجھے ہی علم ہے،

اور میں تجھ سے ہر اُس چیز کے خیر کی درخواست کرتا ہوں جو تیرے علم میں ہے،

اور میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اُن گناہوں کی جن سے تو واقف ہے۔

بلاشبہ تو ہر چھپی ہوئی چیز کو جانتا ہے"

(۲۵۳) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ حَتّٰٓى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْٓ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرَضِّنِيْ مِنَ الْمَعِيْشَةِ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ۔ (ترغیب و ترہیب)

"اے اللہ، میں تجھ سے ایسے ایمان کی درخواست کرتا ہوں جو میرے دل میں اس طرح رچ بس جائے کہ جب بھی مجھ پر کوئی مصیبت آئے تو مجھے اس بات کا یقین حاصل ہو کہ یہ آپ کی طرف سے مقدر تھی اس لیے آئی (اور آپ کی طرف سے جو چیز آئے گی میری بہتری ہی کے لیے آئے گی، پس یہ مصیبت بھی میری تربیت کے لیے آئی ہے) اور میرے لیے جتنا رزق تو نے طے کر دیا ہے اس پر مجھے راضی اور مطمئن رہنے کی توفیق دے (یعنی زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس بلکہ تونس سے بچا)"

(۲۵۴) اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَآئِمًا، وَاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا، وَاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا، وَلَا تُشْمِتْ بِيْ عَدُوًّا وَّلَا حَاسِدًا۔ (ترغیب و ترہیب)

"اے اللہ، تو میری حفاظت فرما اسلام کے ساتھ جبکہ میں کھڑا اور جب کہ میں بیٹھا ہوں اور جب کہ میں بستر پر لیٹا ہوں اور نہ تو کسی دشمن کو مجھ پر ہنسنے کا موقع دے اور نہ کسی حاسد کو"

تشریح :- یعنی ہر حالت میں تیری اطاعت اور فرمانبرداری کی راہ پر چلتا رہوں اور چونکہ شیطان اور نفس امارہ اس راہ سے ہٹانا چاہتے ہیں اس لیے تو ان کے مقابلے میں میری حفاظت کر اور مجھ پر کوئی ایسی حالت

نہ آئے جس میں مجھے گرفتار دیکھ کر دشمن اور حاسد لوگ خوش ہوں۔

(۲۵۵) اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْٓ اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا لَّیْسَ بَعْدَہٗ کُفْرٌ، وَّرَحْمَۃً اَنَالُ بِھَا شَرَفَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (ترغیب ترہیب)

"اے اللہ، مجھے وہ ایمان اور یقین عطا فرما جس کے بعد مجھ سے کفر اور کافرانہ اعمال وحرکات سرزد نہ ہوں، اور اس رحمت سے ہمکنار کر جس کے ذریعہ دنیا اور آخرت دونوں کی عزت اور شرف مجھے حاصل ہو۔"

(۲۵۶) اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْنِیْٓ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَّلَا تَنْزِعْ مِنِّیْ صَالِحَ مَا اَعْطَیْتَنِیْ۔
(ترغیب وترہیب)

"اے اللہ، تو مجھے پل بھر کے لیے بھی میرے اپنے نفس کے حوالے نہ کرنا اور جو بہتر ین نعمتیں تو نے مجھے بخشی ہیں ان کو مجھ سے نہ چھیننا۔"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے اس حالت سے بچانا جس کی موجودگی میں آدمی تیری وکالت، سرپرستی اور حفاظت سے محروم ہوجاتا ہے اور پھر آدمی نفس اور شیطان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے جیسے وہ کسی کھڈ میں گرا کر ہی چھوڑتے ہیں۔ اور آدمی جب اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا اور معصیت کی راہ اختیار کرتا ہے تو نہ صرف یہ کہ مزید نعمتوں سے محروم ہوجاتا ہے بلکہ بخشی ہوئی نعمتیں بھی اس سے چھین لی جاتی ہیں۔

(۲۵۷) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُکَ صِحَّۃً فِیْٓ اِیْمَانٍ وَّاِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ، وَّنَجَاحًا یَّتْبَعُہٗ فَلَاحٌ وَّرَحْمَۃً مِّنْکَ وَعَافِیَۃً وَّمَغْفِرَۃً مِّنْکَ وَرِضْوَانًا۔

(ترغیب وترہیب)

"اے اللہ، میں تجھ سے ایمان کے ساتھ تندرستی کا طلب گار ہوں، اور حسن اخلاق کے ساتھ ایمان کی درخواست کرتا ہوں، اور دنیا کی وہ کامیابی چاہتا ہوں جس کے ساتھ آخرت کی دائمی کامیابی، رحمت، عافیت، مغفرت اور خوشنودی ملتی ہے۔"

(۲۵۸) اَللّٰھُمَّ بِعِلْمِکَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِکَ عَلَی الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیَاۃَ خَیْرًا لِّیْ، وَتَوَفَّنِیْٓ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاۃَ خَیْرًا لِّیْ،
اَللّٰھُمَّ وَاَسْأَلُکَ خَشْیَتَکَ فِی الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ،

وَاَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْاِخْلَاصِ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ،

وَاَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى،

وَاَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ،

وَاَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ،

وَاَسْأَلُكَ الرِّضَا بِالْقَضَآءِ،

وَاَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ، وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَآئِكَ فِيْ غَيْرِ ضَرَّآءَ مُضِرَّةٍ وَّلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ،

اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْاِيْمَانِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ -

(ترغیب و ترہیب)

"اے اللہ، تو غیب کا علم رکھتا ہے اور مخلوقات پر ہر طرح تو قادر ہے، تو مجھے زندہ رکھ جبکہ میری یہ زندگی میرے لیے بہتر ہو، اور تو مجھے موت دے جب کہ میرے لیے مرنا بہتر ہو جائے -

اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ کھلی اور چھپی دونوں حالتوں میں تجھ سے (ڈرتا ہوں)

اور اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ کسی سے میں خوش ہوں یا ناراض ہوں دونوں حالتوں میں میری زبان سے انصاف کی بات نکلے،

اور غریبی اور خوشحالی دونوں حالتوں میں صحیح راہ اختیار کرنے کی توفیق دے -

اور میں تجھ سے وہ نعمتیں مانگتا ہوں جو ختم نہ ہوں (یعنی جنّت کی لازوال نعمتیں)

اور وہ آنکھوں کی ٹھنڈک (خوشی) چاہتا ہوں جو ہمیشہ باقی رہے،

اور تیرے فیصلے پر راضی و مطمئن رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں،

اور میں تیرے دیدار کی لذّت کی درخواست کرتا ہوں، اور اس بات کی بھی کہ میرے دل میں اپنی ملاقات کا شوق پیدا کر دے، کسی تباہ کن تکلیف اور کسی گمراہ کن فتنے کا میں شکار نہ ہوں،

اے اللہ، ہماری زندگی کو ایمان سے آراستہ کر دے اور ہم لوگوں کو سیدھی راہ پر چلنے والا اور سیدھی راہ دکھانے والا بننے کی توفیق دے۔"

(۲۵۹) اَللّٰهُمَّ يَا ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيْدِ، وَالْاَمْرِ الرَّشِيْدِ اَسْأَلُكَ الْاَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ، وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُوْدِ، مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ، الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ، الْمُوْفِيْنَ بِالْعُهُوْدِ، اِنَّكَ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ، وَّاِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تُرِيْدُ،

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِيْنَ مُهْتَدِيْنَ غَيْرَ ضَآلِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ سِلْمًا لِاَوْلِيَآئِكَ وَعَدُوًّا لِاَعْدَآئِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ اَحَبَّكَ، وَنُعَادِيْ بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ۔ (ترغیب و ترہیب)

"اے اللہ، مضبوط قدرت کے مالک اور ٹھیک فیصلہ فرمانے والے — میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ عذاب کے دن مجھے عذاب سے محفوظ رکھنا اور ہمیشہ باقی رہنے والے عالم میں ہمیں جنت میں جگہ دینا اور ہمیں ان لوگوں کا ساتھ نصیب ہو جو تیرے مقرب بندے ہیں، دینِ حق کی گواہی دینے والے، رکوع و سجدہ کرنے والے اور عہدِ بندگی کو بہ تمام و کمال پورا کرنے والے ہیں۔ بے شک تو مہربان ہے، اپنے بندوں سے محبت کرنے والا ہے اور جو تو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

اے اللہ، ہم کو سیدھی راہ پر چلنے والا اور سیدھی راہ کی دعوت دینے والا بننے کی توفیق دے۔ ہم نہ خود گمراہ ہوں اور نہ گمراہی کی دعوت دینے والے ہوں، تیری راہ پر چلنے والوں کے دوست ہوں اور تیرے دشمنوں کے دشمن ہوں، تو ہمارا محبوب ہو اور جن لوگوں کو تو پسند کرتا ہے تیری محبت کی بنیاد پر ہمیں ان سے بھی محبت ہو، جو تیرے مخالف ہوں ان کے ہم دشمن ہوں۔"

(۲۶۰) اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ (اَیْ اجْعَلْ لَنَا قِسْمًا)، وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا يُهَوِّنُ عَلَيْنَا مَصَآئِبَ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا،

وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا۔ (ترغیب و ترہیب)

"اے اللہ، ہمارے دل میں اپنا ڈر پیدا کر دے جو تیری نافرمانی سے ہم کو بچائے۔ اور ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق دے جس کے ذریعہ تیری جنت میں جگہ پا سکیں، اور وہ یقین عطا فرما جس سے دنیا کی مصیبتیں ہلکی اور آسان ہو جاتی ہیں اور جب تک ہم زندہ رہیں ہماری سننے کی قوت، دیکھنے کی قوت اور جسمانی قوت کو باقی رکھ (یعنی آخر وقت تک ہم بہرے پن اور اندھے پن اور جسمانی ضعف سے محفوظ رہیں) اور ہم پر ظلم کرنے والوں سے تو بدلہ لے اور جو ہم سے دشمنی کرے اس کے مقابلہ میں ہمیں اپنی مدد سے نواز، اور ہم پر دینی آفت اور مصیبت نہ آنے دے اور دنیا کو ہمارا مقصود نہ بنا اور ایسا بھی نہ ہو کہ دنیا ہی ہمارے علم کی انتہا ہو اور آخرت کے علم سے کورے رہ جائیں۔ اور ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کریں۔"

(۲۶۱) اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

"اے اللہ، ہمارے آپس کے تعلقات کو درست رکھ اور ہمارے دلوں کو جوڑے رکھ اور ہمیں سلامتی کے راستوں پر چلا اور ہمیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لا۔"

عبداللہ بن مسعودؓ کی دعا

(۲۶۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْاَلُكَ اِیْمَانًا لَّا یَرْتَدُّ، وَنَعِیْمًا لَّا یَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیۡ اَعْلٰی جَنَّةِ الْخُلْدِ۔ (مسند احمد)

"اے اللہ، مَیں تجھ سے وہ ایمان مانگتا ہوں جو اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور وہ نعمتیں چاہتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہوں، اور ہمیشگی کی اعلیٰ ترین جنت میں تیرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہو۔"

تشریح:۔ یعنی اتنا طاقتور ایمان دے جسے اس کی جگہ سے نہ ہلایا جا سکے، نہ ہٹایا جا سکے، اور جو پیچھے مڑ کر دیکھنا نہ جانتا ہو۔

دنیا سازی سے نفرت اور فکرِ آخرت

(۲۶۳) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَالِیۡ وَلِلدُّنْیَا، اِنَّمَا مَثَلِیۡ وَمَثَلُ الدُّنْیَا کَمَثَلِ رَاکِبٍ قَالَ فِیۡ ظِلِّ شَجَرَةٍ فِیۡ یَوْمٍ صَائِفٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا:

"مجھے دنیا سے کیا دلچسپی؟ میری اور دُنیا کی مثال ایسی سمجھو جیسے کوئی مسافر، گرمی کے زمانے میں، کسی درخت کے سائے میں تھوڑی دیر کے لیے دوپہر میں سو رہتا ہے، پھر اس درخت اور اس کے سائے کو چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف چل دیتا ہے۔"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کا وطن تو آخرت ہے اور یہ دنیا اُس کی کمائی کی جگہ ہے اس لیے دنیا سے دل نہیں لگانا چاہیے۔ اس کو اپنا وطن نہیں بنانا چاہیے۔

آخرت کی یاد

(۲۶۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِیۡ، فَقَالَ یَا عَبْدَاللّٰہِ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّكَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ وَّ اَعْدُدْ نَفْسَكَ فِی الْمَوْتٰی۔ (مسند احمد بن حنبل)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم

کے بعض حصے (شانہ) کو پکڑ کر فرمایا:

"اے عبداللہ! تم دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم اجنبی مسافر ہو بلکہ راستہ چلنے والے کی طرح دنیا میں رہو، اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو۔"

تشریح:- "غریب" کے معنی "مسافر" کے ہیں جو اپنے وطن سے دور ہو، وطن سے دور رہنے والے شخص کے پاس نسبتاً زیادہ سفر ہوتا ہے اس مسافر کے مقابلے میں جو راستہ طے کر رہا ہوتا ہے اور کسی جگہ اس نے قیام نہیں کیا ہے، مطلب یہ ہے کہ کم سے کم دُنیا اور سامانِ دُنیا کی فکر کرو، اپنے آپ کو ہلکا پھلکا رکھو۔ یہ سمجھ کر اس دنیا میں رہو کہ یہ تمہارا وطن نہیں ہے، تمہارا وطن تو آخرت ہے اور تم اس دنیا میں پردیسی ہو یا مسافر ہو۔

اس طرح زندگی گزارنا صرف اسی شکل میں ممکن ہے جب کہ آدمی زندہ رہتے ہوئے اس بات کا یقین رکھے کہ اُسے بالآخر مرنا ہے۔

دُنیا سے بے نیازی

(۲۶۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أَرَدْتِ اللُّحُوقَ بِي فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَإِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْأَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِي ثَوْبًا حَتّٰى تُرَقِّعِيهِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے عائشہ، اگر تم میرے ساتھ جنّت میں رہنا چاہتی ہو تو اتنی دنیا تمہارے لیے کافی ہونی چاہیے جتنا سامان کسی مسافر کے پاس ہوتا ہے اور خبردار دنیا کے طلبگار مالداروں کے پاس مت بیٹھنا، اور کپڑا پرانا ہو جائے تو اسے مت اُتار پھینکو بلکہ پیوند لگا کر پہنو۔"

وفادار ساتھی

(۲۶۶) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اَلْأَخِلَّاءُ ثَلَاثَةٌ،

فَأَمَّا خَلِيلٌ فَيَقُولُ أَنَا مَعَكَ حَتّٰى تَأْتِيَ قَبْرَكَ،

وَأَمَّا خَلِيلٌ فَيَقُولُ لَكَ مَا أَعْطَيْتَ، وَمَا أَمْسَكْتَ فَلَيْسَ لَكَ:

فَذٰلِكَ مَالُكَ،

وَاَمَّا خَلِيْلٌ فَيَقُوْلُ اَنَا مَعَكَ حَيْثُ دَخَلْتَ وَحَيْثُ خَرَجْتَ،

فَذٰلِكَ عَمَلُهٗ،

فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتَ مِنْ اَهْوَنِ الثَّلَاثَةِ عَلَيَّ۔ (ترغیب بحوالہ مستدرک)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دوست تین قسم کے ہیں"

ایک دوست تم سے کہتا ہے "میں تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تم قبر میں پہنچ جاؤ" (اور جب آدمی قبر میں پہنچ جاتا ہے تو یہ دوست ساتھ چھوڑ دیتا ہے، یہ انسانی دوست کا حال ہے)۔

رہا دوسرا دوست تو وہ تم سے کہتا ہے "تمہارا بس اتنا حصہ ہے جتنا تم نے غریبوں کو دیا اور جو کچھ تم نے نہیں دیا بلکہ اپنے پاس رکھا تو وہ تمہارا نہیں ہے (بلکہ ورثہ کا ہے) اس دوست کا نام "مال" ہے،

اور تیسرا دوست تم سے کہتا ہے کہ "میں تمہارے ساتھ رہوں گا اس جگہ بھی جہاں تم داخل ہو گے یعنی قبر میں اور اس جگہ بھی جہاں تم قبر سے نکل کر جاؤ گے"، اس دوست کا نام "عمل" ہے۔

آدمی حیران ہو کر عمل سے کہے گا کہ "بخدا ان تینوں طرح کے دوستوں میں تم کو حقیر اور معمولی دوست سمجھتا تھا، (اور یہ میری بھول تھی، اعزا اور رشتہ داروں کے لیے سب کچھ کیا مگر کوئی کام نہیں آیا۔ صرف عمل ہی ساتھ رہا)۔

(۲۶۷) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ جائداد اور زمین مت بناؤ ورنہ تمہارے اندر دنیا کی حرص آ جائے گی"۔

تشریح:۔ ظاہر ہے کہ جب آدمی جائداد بنانے کی فکر کرے گا تو آہستہ آہستہ اس کا ذہن آخرت

سے ہٹ کر دُنیا کی طرف مائل ہونا شروع ہوگا اور یہ چیز خدا کے دین کے منشا کے خلاف ہے، دُنیا پرستوں کی کوئی کمی پہلے نہ تھی کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ایک امّت اٹھائی جاتی، اس امّت کا فریضہ ہی یہ ہے کہ وہ آخرت کو اپنا نصب العین بنائے اور دنیا سے صرف اتنا سامان اپنے پاس رکھے جو آخرت کی تیاری کے لیے ضروری ہے، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا ہے، کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو آدمی جس چیز میں اپنا وقت اور اپنی صلاحیت لگاتا ہے اس سے اس کو محبت ہوتی ہے، اس کا جی اسی میں لگا رہتا ہے۔

زُہد کا صحیح تصوّر

(۲۶۸) قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَلزَّھَادَۃُ فِی الدُّنْیَا لَیْسَتْ بِتَحْرِیْمِ الْحَلَالِ وَلَا بِاِضَاعَۃِ الْمَالِ، وَلٰکِنَّ الزَّھَادَۃَ فِی الدُّنْیَا اَنْ لَّا تَکُوْنَ بِمَا فِیْ یَدَیْکَ اَوْثَقَ مِمَّا فِیْ یَدَیِ اللّٰہِ، وَاَنْ تَکُوْنَ فِیْ ثَوَابِ الْمُصِیْبَۃِ اِذَا اَنْتَ اُصِبْتَ بِھَا اَرْغَبَ فِیْھَا لَوْ اَنَّھَا اُبْقِیَتْ لَکَ۔ (ترمذی ــ ابوذر)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دنیا سے بے رغبتی اور زہد یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنے اوپر کسی حلال کو حرام کر لے اور اپنے مال کو برباد کر دے (یعنی اپنے پاس مال نہ رکھے)۔

بلکہ زہد یہ ہے کہ تمہیں اپنے مال سے زیادہ خدا کے انعام اور بخشش پر اعتماد ہو، اور جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو اس کا جو اجر و ثواب ملنے والا ہے اس پر تمہاری نگاہ جم جائے اور تم مصائب کو ذریعۂ ثواب سمجھو۔"

مومن اور خدا کی ملاقات

(۲۶۹) عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ،

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ، وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ،

فَقُلْتُ اَكَرَاهِيَةَ الْمَوْتِ؟ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ،

قَالَ لَيْسَ كَذٰلِكِ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَ رِضْوَانِهٖ وَجَنَّتِهٖ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ فَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ، وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهٖ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ ۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔"

اس پر میں نے پوچھا کہ "اللہ سے ملنے کو ناپسند کرنے کا مطلب کیا ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی موت کو ناپسند کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو ہم میں سے ہر شخص موت کو ناپسند کرتا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرا یہ مطلب نہیں ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کو اللہ کی نعمت اور اس کی خوشنودی اور جنت کی بات بتائی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کا آرزومند ہوتا ہے تو ایسے شخص سے اللہ بھی ملاقات کرنا چاہتا ہے اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضی کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملنے سے نفرت کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔"

طالبِ جنت بننے کی تاکید

(۲۷۰) عَنْ كُلَيْبِ بْنِ حَزْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

اُطْلُبُوا الْجَنَّةَ جُهْدَكُمْ وَاهْرَبُوْا مِنَ النَّارِ جُهْدَكُمْ،

فَاِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَنَامُ طَالِبُهَا، وَاِنَّ النَّارَ لَا يَنَامُ هَارِبُهَا،

وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ الْيَوْمَ مَحْفُوْفَةٌ بِالْمَكَارِهِ،

وَاِنَّ الدُّنْيَا مَحْفُوْفَةٌ بِاللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ،

فَلَا تُلْهِيَنَّكُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

کلیبؓ ابن حزن کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا:

"اے لوگو، انتہائی کوشش کے ساتھ جنت کے طالب بنو اور اپنی کوشش بھر جہنم سے بچنے کی فکر کرو کیونکہ، جنت ایسی چیز ہے جس کا چاہنے والا سو نہیں سکتا اور آگ بھی ایسی چیز ہے جس سے بھاگنے والا سو نہیں سکتا (یعنی غافل نہیں ہو سکتا)،

اور آخرت ناخوشگواریوں سے گھیر دی گئی ہے،

اور دنیا لذات و مرغوبات سے گھری ہوئی ہے،

پس دنیا کی لذتیں اور مرغوبات تم کو غافل نہ کریں۔"

تشریح:۔ آخرت کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ آدمی لذتوں کی طرف نہ لپکے اور آخرت کے حصول کے لیے بہت سے ایسے کام کرنے ہوں گے جو نفس کو طبعًا ناگوار ہیں جب تک کوئی شخص ان ناخوشگواریوں کو پار نہ کرے جنت تک نہیں پہنچ سکتا۔

آخرت کی پہلی منزل، قبر

(۲۷۱) وَعَنْ هَانِئٍ مَوْلَىٰ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ:

كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا وَقَفَ عَلَىٰ قَبْرٍ يَبْكِي حَتَّىٰ يَبُلَّ لِحْيَتَهُ فَقِيلَ لَهُ:

تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِي وَتَذْكُرُ الْقَبْرَ فَتَبْكِي؟

فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

اَلْقَبْرُ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ،

قَالَ: وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ترمذی)

قَالَ هَانِئٌ وَسَمِعْتُ عُثْمَانَ يُنْشِدُ عَلَىٰ قَبْرٍ:

فَإِنْ تَنْجُ مِنْهَا تَنْجُ مِنْ ذِي عَظِيمَةٍ

وَإِلَّا فَإِنِّي لَا أَخَالُكَ نَاجِيًا

حضرت عثمان ابن عفانؓ کے آزاد کردہ غلام ہانیؒ کا بیان ہے کہ عثمانؓ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو روتے یہاں تک کہ اپنی داڑھی تر کر لیتے، ان سے پوچھا گیا کہ
"جنت اور جہنم کے ذکر پر آپ نہیں روتے یہ قبر کو یاد کر کے کیوں روتے ہیں"؟
انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے،
کہ "قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر یہاں آدمی نجات پا گیا تو بعد کا مسئلہ آسان ہے اور اگر یہاں چھٹکارا نہیں ملا تو بعد کے مراحل سخت تر آئیں گے"
نیز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے،
کہ "قبر سے زیادہ ہولناک منظر کوئی اور نہ ہوگا"
ہانیؒ کہتے ہیں کہ ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر حضرت عثمانؓ یہ شعر پڑھ رہے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے،
"اگر تو قبر کی مصیبت سے نجات پا جائے تو پھر بہت بڑی مصیبت سے نجات پا جائے گا ورنہ میرا خیال یہ ہے کہ پھر تجھے نجات نہیں ملے گی"

نیک اعمال اور قبر

(۲۷۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اِنَّ الْمَیِّتَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ، اِنَّهٗ یَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِیْنَ یُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ،
فَاِنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَانَتِ الصَّلٰوةُ عِنْدَ رَاْسِهٖ، وَکَانَ الصِّیَامُ عَنْ یَمِیْنِهٖ، وَکَانَتِ الزَّکٰوةُ عَنْ شِمَالِهٖ وَکَانَ فِعْلُ الْخَیْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ، وَالصَّلٰوةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ اِلَی النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَیْهِ،
فَیُؤْتٰی مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ فَتَقُوْلُ الصَّلٰوةُ: مَا قِبَلِیْ مَدْخَلٌ،
ثُمَّ یُؤْتٰی عَنْ یَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ الصِّیَامُ: مَا قِبَلِیْ مَدْخَلٌ،
ثُمَّ یُؤْتٰی عَنْ یَسَارِهٖ فَتَقُوْلُ الزَّکٰوةُ: مَا قِبَلِیْ مَدْخَلٌ،
ثُمَّ یُؤْتٰی مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْهِ فَیَقُوْلُ فِعْلُ الْخَیْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ

وَالْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ اِلَى النَّاسِ مَا قِبَلِیْ مَدْخَلٌ،

فَيُقَالُ لَهٗ اِجْلِسْ فَيَجْلِسُ قَدْ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ، وَقَدْ دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ فَيُقَالُ لَهٗ:

اَرَأَيْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَانَ قِبَلَكُمْ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ؟ وَمَاذَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ؟

فَيَقُوْلُ: دَعُوْنِیْ حَتّٰى اُصَلِّیَ،

فَيَقُوْلُ اِنَّكَ سَتَفْعَلُ، اَخْبِرْنَا عَمَّا نَسْأَلُكَ اَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِیْ كَانَ قِبَلَكُمْ مَاذَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ؟

قَالَ: فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهٗ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ،

فَيُقَالُ لَهٗ، عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتَ، وَعَلٰى ذٰلِكَ مِتَّ، وَعَلٰى ذٰلِكَ تُبْعَثُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ،

ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ:

هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، وَمَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَّسُرُوْرًا،

ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ فَيُقَالُ لَهٗ:

هٰذَا مَقْعَدُكَ وَمَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا لَوْ عَصَيْتَهٗ فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَّسُرُوْرًا،

ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَّيُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ، وَيُعَادُ الْجَسَدُ كَمَا بَدَأَ مِنْهُ فَتُجْعَلُ نَسَمَتُهٗ فِی النَّسِيْمِ الطَّيِّبِ وَهِیَ طَيْرٌ تَعْلَقُ فِیْ شَجَرِ الْجَنَّةِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ،

"يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ" الْاٰيَةَ، (سورۂ ابراہیم آیت ۲۷)

وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا اُتِیَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ لَمْ يُوْجَدْ شَیْءٌ،

ثُمَّ اُتِیَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يُوْجَدُ شَیْءٌ،

ثُمَّ أُتِيَ عَنْ شِمَالِهِ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ،

ثُمَّ أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ،

فَيُقَالُ لَهُ اِجْلِسْ فَيَجْلِسُ مَرْعُوْبًا خَائِفًا فَيُقَالُ:

اَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ مَاذَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَمَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ؟ فَيَقُوْلُ: اَيُّ رَجُلٍ وَلَا يَهْتَدِيْ لِاسْمِهٖ،

فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدٌ؟

فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوْا قَوْلًا فَقُلْتُ كَمَا قَالَ النَّاسُ،

فَيُقَالُ لَهُ: عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ،

ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ النَّارِ فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنَ النَّارِ وَمَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا۔

ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا لَوْ اَطَعْتَهُ فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا،

ثُمَّ يُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ۔

(ترغیب وترہیب، للمنذری)

"حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں،

کہ جب آدمی مر کر اپنی قبر میں پہنچتا ہے تو (جسم میں روح کے آجانے کی وجہ سے) دفن کر کے واپس ہونے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے،

اگر وہ مومن ہے تو اس کی ادا کی ہوئی فرض نمازیں اس کے سرہانے اور فرض روزے اس کے داہنے، زکوٰۃ اس کے بائیں اور نفلی نمازیں، نفلی صدقے اور دوسرے نیک کام اس کی پائینتی کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ سب نیک کام اس کے محافظ بن جاتے ہیں، چاروں طرف سے اسے اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں،

مردہ کو اٹھ کر بیٹھنے کا حکم ہوتا ہے، وہ اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور ایسا محسوس کرتا ہے گویا عصر کے بعد کا وقت ہے، سورج ڈوبنے کے قریب ہے۔

اس کے بعد فرشتے اس سے پوچھتے ہیں "تم بتاؤ یہ پیغمبر جو خدا کی طرف سے تمہارے یہاں بھیجے گئے تھے ان کے بارے میں تم کیا کہتے ہو، ان کے متعلق کیا گواہی دیتے ہو"؟

وہ صاحبِ قبر مومن کہے گا "مجھے عصر کی نماز پڑھ لینے دو، دیکھو سورج ڈوبنے کے قریب ہے، ایسا نہ ہو میری نماز قضا ہو جائے"۔

فرشتے کہیں گے "پہلے ہمارے سوال کا جواب دو، بعد میں نماز پڑھ لینا"

وہ کہے گا، "یہ ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں، میں ان کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں، وہ خدا کے پاس سے سچی کتاب لے کر آئے تھے"

فرشتے (خوش ہو کر) اس سے کہیں گے، "تم اسی نبیٔ برحق کے دین پر زندگی بھر رہے، اسی حالت میں تم کو موت آئی اور (انشاء اللہ) اسی حالت پر قیامت کے دن زندہ ہو کر محشر میں پہنچو گے"

پھر جنت کا ایک دروازہ اس کے سامنے کھولیں گے اور اس سے کہیں گے "دیکھو یہ ہے تمہاری مستقل قیام گاہ اور ایسی ہیں اس کی نعمتیں"

صاحبِ قبر بہت زیادہ خوش ہو گا، پھر اس کے سامنے جہنم کا ایک دروازہ کھلے گا، فرشتے اس سے کہیں گے "دیکھو، اگر تم نے دنیا میں خدا کی نافرمانی کی ہوتی تو یہ آگ کا گھر تمہاری قیام گاہ بنتا"

یہ سن کر اور دیکھ کر اس کی مسرتوں میں مزید اضافہ ہو گا۔ اس کے بعد قبر کا پھیلاؤ ستر ہاتھ کے بقدر ہو جائے گا اور روشن کر دی جائے گی، اور جسم سے دوبارہ روح نکل جائے گی۔ روح جنت کے درختوں پر آزادانہ، پرندوں کے مانند اڑتی پھرے گی (حساب کے دن تک) چنانچہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔

"وہ مومنین کو دنیا کی زندگی میں بھی جمائے گا اور آخرت میں بھی جمائے گا کلمۂ توحید کی بدولت"

(یہ تو مومن کا حال ہو گا جو اوپر بیان ہوا)

اور اگر مردہ کافر ہے تو اس کی حفاظت کرنے والی کوئی چیز نہیں، نہ سرہانے، نہ دائیں نہ بائیں اور نہ ہی پیروں کی طرف۔

اسے اٹھ کر بیٹھنے کا حکم دیا جائے گا، وہ اٹھ بیٹھے گا، دہشت کا مارا ہوا خوف زدہ!

فرشتے اس سے پوچھیں گے "اِس آدمی کے بارے میں جو تمہارے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا تم کیا کہتے ہو، کیا گواہی دیتے ہو"؟

وہ حیران ہو کر کہے گا، "کون آدمی؟ کون بھیجا گیا تھا پیغمبر بنا کر؟ میں تو نہیں جانتا"

پھر اس سے صاف صاف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر پوچھا جائے گا،

وہ جواب میں کہے گا "میں ان کو نہیں جانتا۔ لوگوں کو ایک بات کہتے ہوئے سُنا وہی میں نے بے سوچے سمجھے دُہرا دیا"

فرشتے اس سے کہیں گے "تم اسی غفلت کی حالت میں زندگی بھر رہے، اسی حالت پر مرے اور انشاء اللہ اسی حالت میں تم قبر سے زندہ اٹھائے جاؤ گے"

پھر فرشتے اس کے سامنے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیں گے اور کہیں گے "یہ ہے تمہاری قیام گاہ۔ اور یہ ہے وہ عذاب جو تمہیں دیا جائے گا"

تو اس کا رنج و غم بہت زیادہ بڑھ جائے گا۔ پھر اس کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھولیں گے اور کہیں گے "اگر تم نے دنیا میں خدا کی اطاعت کی ہوتی تو یہ جنت تمہاری قیام گاہ بنتی اور اس کی نعمتوں سے تم فائدہ اٹھاتے"

یہ سُن کر اس کے رنج و غم میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ پھر اس کی قبر اس کے لیے اتنی تنگ کر دی جائے گی کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں سے مل جائیں گی"

تشریح:۔ اس حدیث میں کافر کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ صرف کافر کا انجام ہوگا، حالانکہ اس حدیث کے آخری حصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انجام ان لوگوں کا بیان ہو رہا ہے جو مسلمان معاشرے میں پیدا ہوئے اور اللہ اور رسولؐ اور اس کے احکام و تعلیمات کو کبھی جاننے کی فکر نہیں کی۔ لوگ کلمہ پڑھتے تھے یہ بھی بے سوچے سمجھے زبان سے پڑھ لیتا تھا۔ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تھے یہ بھی سُنا کرتا تھا اور چونکہ زندگی میں اللہ کو اپنا رب بنا کر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر جان کر زندگی نہیں گزاری ہے اس لیے مرنے کے بعد نہیں جان سکے گا کہ اللہ کیا ہے؟ رسولؐ کیا ہے؟ اور رسولؐ کی لائی ہوئی تعلیمات کیا ہیں؟

بعض دوسری رِوایتوں میں منافق کا لفظ آیا ہے۔ محدثین کہتے ہیں کہ ایسے ہی انجام سے کافر

اور منافق دو چار ہوں گے۔ اور یہی انجام دین سے بے پرواہ زندگی گزارنے والوں کا بھی ہوگا البتہ سزا کی نوعیت میں فرق ہوگا۔

جب قیامت برپا ہوگی

(۲۷۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

لَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَثَوْبُهُمَا بَیْنَهُمَا لَا یَتَبَایَعَانِهٖ وَلَا یَطْوِیَانِهٖ،

وَلَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ لَا یَطْعَمُهٗ،

وَلَتَقُوْمُ السَّاعَةُ یَلُوْطُ حَوْضَهٗ لَا یَسْقِیْهِ،

وَلَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ لُقْمَتَهٗ اِلٰی فِیْهِ لَا یَطْعَمُهَا۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ احمد و ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دو آدمی کپڑا بیچ اور خرید رہے ہوں گے۔ کپڑا سامنے رکھا ہوگا کہ اتنے میں قیامت آجائے گی، وہ دونوں اس کپڑے کا معاملہ نہیں کر سکیں گے یہاں تک کہ اس کو تہ کر کے رکھ بھی نہیں سکیں گے!

ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ کر گھر لے گیا ہے اتنے میں قیامت آجائے گی اور اسے استعمال کرنے کا موقع نہ ملے گا۔

کوئی آدمی پانی کے لیے حوض تیار کر رہا ہوگا کہ اسی حالت میں قیامت برپا ہو جائے گی وہ اپنے حوض سے مویشیوں کو پانی نہیں پلا سکے گا،

آدمی نے لقمہ اٹھایا ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی تو وہ لقمہ اس کے منہ تک نہیں جا سکے گا۔"

حشر کے میدان میں، جب حساب ہوگا

(۲۷۴) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ اِذْ رَاَیْنَاهُ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ ثَنَایَاهُ،

فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ مَا اَضْحَكَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ،
قَالَ: رَجُلَانِ مِنْ اُمَّتِیْ جَثَیَا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّ الْعِزَّةِ،
فَقَالَ اَحَدُهُمَا: یَارَبِّ خُذْلِیْ مَظْلَمَتِیْ مِنْ اَخِیْ،
فَقَالَ اللّٰهُ: کَیْفَ تَصْنَعُ بِأَخِیْكَ وَلَمْ یَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ شَیْءٌ ؟
قَالَ یَارَبِّ فَلْیَحْمِلْ مِنْ اَوْزَارِیْ،
وَفَاضَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُکَاءِ، ثُمَّ قَالَ:
اِنَّ ذٰلِكَ لَیَوْمٌ عَظِیْمٌ یَحْتَاجُ النَّاسُ اَنْ یُّحْمَلَ عَنْهُمْ مِنْ اَوْزَارِهِمْ۔
(ترغیب وترہیب بحوالہ حاکم)

"انس بن مالکؓ فرماتے ہیں،
حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں آپؐ ہنسے یہاں تک کہ آپؐ کے اگلے دندانِ مبارک ظاہر ہو گئے، حاضرینِ مجلس میں سے حضرت عمرؓ نے آپؐ سے ہنسی کا سبب دریافت کیا۔
آپؐ نے بتایا کہ "میری امت کے دو آدمی اللہ رب العزت کے سامنے گئے،
اُن میں سے ایک نے کہا "اے میرے رب، اس شخص سے میرا حق دلوایئے"
اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ "اس شخص کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی باقی نہیں ہی ہے تو تم اپنا حق اس سے کس طرح وصول کرو گے"
وہ کہے گا "اے رب، اگر نیکیاں باقی نہیں رہی ہیں تو میرے اپنے گناہ اُس ظالم کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں تاکہ میری مظلومیت کا کچھ تو بدلہ ملے"
اتنا کہہ کر آپؐ بے اختیار رونے لگے پھر فرمایا "بلاشبہ وہ ہولناک دن ہو گا لوگوں کی یہ خواہش ہو گی کہ ان کے اوپر سے گناہوں کا بوجھ ہٹا دیا جائے"
تشریح:۔ یہ وہ صورتِ حال ہے جو قیامت کے دن پیش آئے گی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بتایا تاکہ امت جان لے کہ کل کیا کچھ پیش آنے والا ہے۔

بے لاگ عدل

(۲۷۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوْکَہٗ سَوْطًا ظُلْمًا اُقْتُصَّ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ بزار و طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اپنے غلام (یا گھر کے خادم) کو دنیا میں ناحق ایک کوڑا بھی مارا ہوگا، قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔"

زمین کی گواہی

(۲۷۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ: (یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا) (سورہ زلزال آیت ۴)

قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا؟

قَالُوْا: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔

قَالَ: فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰی عَبْدٍ وَّاَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰی ظَهْرِهَا تَقُوْلُ: عَمِلَ کَذَا وَکَذَا۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن یہ آیت پڑھی،

"یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا"

آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ "زمین کے اپنی خبریں بیان کرنے کا کیا مطلب ہے"؟

لوگوں نے کہا "اللہ اور اس کے رسولؐ ہی کو علم ہے"

آپؐ نے فرمایا:

قیامت کے دن زمین کے خبر بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کے سامنے ہر انسان مرد عورت کے تمام اعمال کی گواہی دے گی جو انہوں نے زمین پر رہتے ہوئے کیے ہوں گے۔ وہ بتائے گی کہ اس نے ایسے ایسے کام کیے"

(۲۷۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

کَمْ مِّنْ جَارٍ مُّتَعَلِّقٌ بِجَارِہٖ یَقُوْلُ: یَارَبِّ سَلْ ھٰذَا لِمَ اَغْلَقَ عَنِّیْ بَابَہٗ، وَمَنَعَنِیْ فَضْلَہٗ؟ (ترغیب وترہیب)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن کتنے ہی پڑوسی اپنے پڑوسی کو پکڑے ہوئے خدا سے فریاد کریں گے، اے میرے رب، اس سے پوچھیے کیوں اس نے اپنا دروازہ بند کر لیا تھا اور میری غریبی میں اس نے اپنے زائد از ضرورت مال سے مجھے کیوں محروم کر رکھا تھا؟"

(۲۷۸) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنْ یُّقَالَ لَہٗ:

اَلَمْ اُصِحَّ لَکَ جِسْمَکَ، وَاُرْوِکَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن بندہ سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا،

"کیا میں نے تم کو جسمانی صحت نہیں دی تھی؟ اور کیا میں نے تم کو ٹھنڈا پانی نہیں دیا تھا؟"

(یعنی صحت اور معاشی خوشحالی کے بارے میں سوال ہوگا کہ صحت اور خوش حالی کی حالت میں کس طرح کے عمل کیے)۔

آخرت کی فکر سے غفلت کا انجام

(۲۷۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

یُجَاءُ بِابْنِ اٰدَمَ کَاَنَّہٗ بَذَجٌ فَیُوْقَفُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ،

فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لَہٗ: اَعْطَیْتُکَ وَخَوَّلْتُکَ وَاَنْعَمْتُ عَلَیْکَ، فَمَاذَا صَنَعْتَ؟

فَيَقُوْلُ: يَارَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ، فَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ، فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ،

فَيَقُوْلُ لَهٗ مَا قَدَّمْتَ؟

فَيَقُوْلُ: يَارَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ، فَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ، فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ،

فَاِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:
"ایک آدمی قیامت کے دن اللہ کے سامنے لایا جائے گا جو لاغری اور پریشانی کی وجہ سے بکری کا بچہ معلوم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا "میں نے تجھے مال دیا، نوکر چاکر دیئے، خوشحال بنایا تو تم کیا کرکے لائے ہو"؟

وہ کہے گا "اے میرے رب، میں نے مال جمع کیا، اسے خوب بڑھایا، پہلے سے زیادہ ہو گیا لیکن دنیا میں چھوڑ کر آیا ہوں مجھے اجازت دیجیے کہ دنیا میں جاکر وہ مال لے آؤں"۔

اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ "میری نعمتوں کو پاکر عمل کس طرح کے کیے (میں مال زیادہ ہونے، بڑھانے کے سلسلے میں تو پوچھ نہیں رہا ہوں)"۔

وہ کہے گا "اے میرے رب، میں نے مال جمع کیا اسے بڑھایا یہاں تک کہ پہلے سے زیادہ ہوا لیکن دنیا میں چھوڑ آیا ہوں مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دیجیے تاکہ جاکر وہ مال لے آؤں"۔
اس بدقسمت شخص نے اپنی پوری زندگی مال بڑھانے میں کھپائی اور نامۂ اعمال نیکیوں سے خالی رہا!"

کامل انصاف

(۲۸۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقُ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم وترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"دنیا میں جن لوگوں کے حقوق مارے گئے ہوں گے انہیں قیامت کے دن ان کا حق دلایا جائے گا، یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا اس بکری کا جس کے پاس سینگ نہیں تھے اور سینگ والی بکری نے اسے مارا تھا"

تشریح: مطلب یہ کہ اس دن مکمل انصاف ہوگا، معمولی سا بھی حق دنیا میں کسی نے دبالیا ہے تو مظلوم کا بدلہ ظالم سے لیا جائے گا۔

غیبت نیکیوں کو مٹا دیتی ہے

(۲۸۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِنَّ الرَّجُلَ لَیُؤْتٰی کِتَابَہٗ مَنْشُوْرًا،
فَیَقُوْلُ: یَا رَبِّ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ کَذَا وَکَذَا عَمِلْتُہَا لَیْسَتْ فِیْ صَحِیْفَتِیْ؟
فَیَقُوْلُ: مُحِیَتْ بِاغْتِیَابِکَ النَّاسَ۔ (ترغیب و ترہیب)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ:
"قیامت کے دن آدمی کے پاس اس کا کھلا ہوا نامۂ اعمال لایا جائے گا،
(وہ اس کو پڑھے گا)، پھر کہے گا" اے میرے رب، میں نے دنیا میں فلاں فلاں نیک کام کیے تھے وہ تو اس میں نہیں ہیں؟
اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ" لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے وہ نیکیاں تمہارے نامۂ اعمال سے مٹا دی گئی ہیں"

شفاعت

(۲۸۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّشْفَعَ لِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ،
فَقَالَ: اَنَا فَاعِلٌ اِنْ شَآءَ اللہُ تَعَالٰی،
قُلْتُ: فَاَیْنَ اَطْلُبُکَ،
قَالَ: اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ۔
قُلْتُ۔ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَکَ عَلَی الصِّرَاطِ قَالَ: فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِیْزَانِ،
قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَکَ عِنْدَ الْمِیْزَانِ،

قَالَ: فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ، فَاِنِّیْ لَآ اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلَاثَةَ مَوَاطِنَ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپؐ قیامت کے دن میرے لیے سفارش فرمائیں گے۔

آپؐ نے فرمایا "انشاء اللہ ضرور کروں گا"

مَیں نے پوچھا "مَیں آپؐ کو محشر میں کہاں ڈھونڈوں گا؟ کس جگہ آپؐ ملیں گے"؟ آپؐ نے فرمایا "سب سے پہلے پل صراط پر مجھے تلاش کرنا"

مَیں نے کہا "اگر آپؐ وہاں نہ ملیں تو کہاں تلاش کروں گا"؟

آپؐ نے فرمایا "اس جگہ تلاش کرنا جہاں لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے"

مَیں نے پوچھا "اگر آپؐ وہاں بھی نہ ملے"؟

آپؐ نے فرمایا "پھر حوض کوثر پر آنا میں ان تین مقامات میں سے کسی ایک مقام پر ضرور ملونگا"

(۲۸۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا رَدَّ اِلَیْكَ رَبُّكَ فِی الشَّفَاعَةِ؟

قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَقَدْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَوَّلُ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ عَنْ ذٰلِكَ مِنْ اُمَّتِیْ لِمَا رَاَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْعِلْمِ،

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَمَا یَهُمُّنِیْ مِنِ انْقِصَافِهِمْ عَلٰی اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اَهَمُّ عِنْدِیْ مِنْ تَمَامِ شَفَاعَتِیْ لَهُمْ،

وَشَفَاعَتِیْ لِمَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا وَّاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یُصَدِّقُ لِسَانَهٗ قَلْبُهٗ وَقَلْبَهٗ لِسَانُهٗ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابن حبان، مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ:

"اے اللہ کے رسولؐ، امت کی شفاعت کے بارے میں آپؐ کے رب نے آپؐ سے کیا وعدہ کیا ہے"

آپؐ نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، مجھے یقین تھا کہ

تم اس کے بارے میں سب سے پہلے پوچھو گے کیونکہ میں جانتا ہوں تم علم کے بڑے حریص ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، مجھے زیادہ سے زیادہ اپنی امت کے جنت میں داخل ہونے کی فکر ہے، مجھے اس کی فکر نہیں ہے کہ لوگ اونچا مقام پائیں، فکر اس کی ہے کہ انہیں جنت ملے۔

میں ان لوگوں کے حق میں سفارش کروں گا جو اس بات کی اخلاص کے ساتھ گواہی دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور گواہی اس طرح دیں گے کہ ان کا دل ان کی زبان کی تصدیق کرتا ہو اور زبان ان کے قلب کی تصدیق کرتی ہو۔"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ خلوص کے ساتھ اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے ہوں اور زبان اور دل میں دونوں جگہ ایمان ہو۔ یہ گواہی دل سے نکل کر زبان پر آئی ہو، قول اور عمل میں تضاد نہ ہو۔

(۲۸۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ ابو داؤد، بزار، طبرانی، ابن حبان، بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں اپنی امت کے ان لوگوں کے لیے سفارش کروں گا جو بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا رہے۔"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ ایک شخص پوری سچائی کے ساتھ ایمان لایا، کلمہ پڑھا لیکن بدقسمتی سے ساری زندگی بڑے بڑے گناہوں میں لت پت رہا یہاں تک کہ بغیر توبہ کے مرگیا تو ظاہر ہے اسے جنت تو ملنے گی نہیں، لازماً جہنم کی آگ میں اسے پھینک دیا جائے گا، اب اگر زندگی بھر گناہ کرتے کرتے ایمان بالکل ختم ہوگیا ہے تو ایسے آدمی کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ سفارش کرنے کی اجازت ملے گی نہ آپؐ سفارش کریں گے اور نہ اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں لے جانے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ ہاں، ساری زندگی گناہ میں ڈوبا رہا اور نتیجۃً جہنم میں گیا اور علیم و خبیر خدا نے جانا کہ اس کے دل میں ایمان موجود ہے، مرا نہیں ہے چاہے وہ ذرہ برابر ہی ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سفارش کی اجازت ملے گی، آپؐ سفارش فرمائیں گے اور جہنم سے نکالا جائے گا اور جنت میں پہنچا دیا جائے گا کیونکہ ایمان کی اللہ کے یہاں بڑی

قدر و قیمت ہے۔ لیکن کس مسلمان جہنمی کے اندر ایمان باقی ہے اور کس کا ایمان گناہ کرتے کرتے بھسم ہو گیا ہے، اس کو سوائے علیم و خبیر خدا کے اور کون جان سکتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ آدمی جلد از جلد ہوش و حواس کی حالت میں توبہ کرے، اپنے رب کی طرف پلٹے ——— یہ حدیث اور دوسری حدیثیں جو شفاعت کا مضمون بیان کرتی ہیں مسلمان کو بہت زیادہ ڈرانے والی ہیں لیکن افسوس کہ یہی حدیثیں بے عملی اور بدعملی کا سہارا بن گئی ہیں۔ ایسے لوگوں کی آنکھیں جب آخرت میں حقیقت کا مشاہدہ کریں گی تب روئیں گی اور روتی ہی رہیں گی!

جہنم اور اہل جہنم

(۲۸۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا يَحِلُّ أَنْ يَصْطَرِمَا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنِ اصْطَرَمَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لَمْ يَجْتَمِعَا فِي الْجَنَّةِ أَبَدًا، وَأَيُّهُمَا بَدَأَ صَاحِبَهُ كُفِّرَتْ ذُنُوبُهُ، وَإِنْ هُوَ سَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، وَلَمْ يَقْبَلْ سَلَامَهُ رَدَّ عَلَيْهِ الْمَلَكُ، وَرَدَّ عَلَى ذٰلِكَ الشَّيْطَانُ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ ابوبکر بن ابی شیبہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"تین دن سے زیادہ دو مسلمانوں کا باہم قطع تعلق کیے رکھنا جائز نہیں ہے اگر اس سے زیادہ قطع تعلق رکھا تو وہ دونوں جنت میں کبھی اکٹھا نہ ہوں گے اور ان میں سے جو بھی سب سے پہلے سلام کے ذریعہ تعلق جوڑے گا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور اگر اس نے صلح کا ہاتھ بڑھانا چاہا مگر اس نے اس کا سلام قبول نہیں کیا اور تعلق نہیں جوڑا تو سلام کرنے والے کا جواب فرشتہ دے گا اور سلام کا جواب نہ دینے والے کے ساتھ شیطان ہوگا۔"

تشریح:۔ یہ تین دن سے زیادہ بے تعلق رہنا ناجائز صرف اس صورت میں ہے جب کہ کوئی دینی مصلحت نہ ہو، اگر کوئی دینی مصلحت ہو تو اس سے زیادہ مدت تک قطع تعلق کیا جا سکتا ہے مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک اپنی بیویوں سے تعلق توڑے رکھا کیونکہ تربیتی مقاصد پیش نظر تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔

(۲۸۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِيْنَ سَنَةً، فَإِذَا أَوْصٰى حَافَ فِيْ وَصِيَّتِهٖ فَيُخْتَمُ لَهٗ بِشَرِّ عَمَلِهٖ فَيَدْخُلُ النَّارَ،

وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِيْنَ سَنَةً، فَيَعْدِلُ فِيْ وَصِيَّتِهٖ فَيُخْتَمُ لَهٗ بِخَيْرِ عَمَلِهٖ، فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔ (ترغیب وترہیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "آدمی ستر سال تک نیک کام کرتا رہتا ہے لیکن مرتے وقت وہ اپنے مال کے سلسلے میں غلط وصیت کرکے برے عمل پر اپنا خاتمہ کرتا ہے اور نتیجۃً جہنم میں چلا جاتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسرا آدمی ستر سال تک برے اعمال کرتا ہے لیکن مرتے وقت اپنی وصیّت میں عدل و انصاف کی روش اختیار کرتا ہے اس طرح اس کا خاتمہ نیک کام پر ہوتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے"۔

تشریح:۔ ستر سال تک برائی کرنے والا شخص توبہ کر لیتا ہے، نیک عملی کی زندگی گزارنے لگتا ہے، اتنا نیک بن جاتا ہے کہ اپنے مال میں غلط وصیت نہیں کرتا، تو ظاہر ہے اسے جنت ملنی ہی چاہیے۔ ایسا نہیں ہے کہ ساری زندگی بڑے بڑے گناہ کرتا رہا، یہاں تک کہ مرتے وقت تک توبہ نہیں کی، بس یہی ایک منصفانہ وصیّت کی، جس کی وجہ سے اسے جنت مل گئی۔

(۲۸۷) وَعَنِ الْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ بِالنَّاسِ يُفْتَحُ لِأَحَدِهِمْ فِي الْآخِرَةِ بَابٌ مِّنَ الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهٗ هَلُمَّ،

فَيَجِيْءُ بِكَرْبِهٖ وَغَمِّهٖ، فَإِذَا جَاءَهٗ أُغْلِقَ دُوْنَهٗ،

فَمَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى أَنَّ أَحَدَهُمْ لَيُفْتَحُ لَهُ الْبَابُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ: هَلُمَّ، فَمَا يَأْتِيْهِ مِنَ الْإِيَاسِ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ بیہقی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ (حضورؐ کے نواسے) کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وہ لوگ جو دنیا میں لوگوں کا مذاق اڑاتے تھے آخرت میں جنت کا ایک دروازہ ان کے سامنے کھولا جائے گا ان سے کہا جائے گا کہ "آؤ (اور اس میں داخل ہو)"۔

تو وہ غمگین اور پریشان حالت میں دروازے کی طرف جائیں گے اور جب دروازے کے پاس پہنچیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا،

پھر دوسرا دروازہ ان کے سامنے کھولا جائے گا اور آواز دی جائے گی کہ "آؤ آؤ۔ یہ پریشانی کی حالت میں جائیں گے اور جب وہاں پہنچیں گے تو وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا۔

برابر اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ آخر میں جنت کا دروازہ کھلے گا اور ان کو بلایا جائے گا لیکن وہ مایوسی کی وجہ سے نہیں جائیں گے۔"

(۲۸۸) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا رَجُلٌ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ بِالْقُمْقُمِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری و مسلم)

نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں،

آپؐ نے فرمایا، "جہنم میں سب سے زیادہ معمولی عذاب جس کو دیا جائے گا۔ وہ وہ شخص ہو گا جس کے دونوں پاؤں کے نیچے جہنم کی آگ کے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے، جس سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح چولھے پر رکھی ہوئی دیگچی کھولتی ہے۔"

آدمی کے خلاف اعضا کی گواہی

(۲۸۹) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ، فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ أَضْحَكُ؟

قُلْنَا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ،

قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ، يَقُولُ يَا رَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ؟

يَقُولُ بَلَى،

فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَآ اُجِيْزُ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ شَاهِدًا اِلَّا مِنِّيْ،
فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا وَّ الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا۔
قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ وَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ انْطِقِيْ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ
يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ۔
فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ کو ہنسی آئی، تو ہم سے دریافت کیا "تمہیں معلوم ہے مجھے ہنسی کیوں آئی"؟

ہم نے عرض کیا اللہ اور اللہ کے رسولؐ ہی واقف ہیں۔

آپؐ نے فرمایا "مجھے اس پر ہنسی آئی کہ قیامت کے دن ایک مجرم بندہ خدا سے کہے گا، اے رب! آج مجھ پر ظلم تو نہیں ہوگا؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا "ہاں آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا"

تو وہ کہے گا "آج میں کسی کو اپنے بارے میں گواہی دینے کی اجازت نہ دوں گا میں خود ہی گواہی دوں گا"

اللہ تعالیٰ کہے گا "آج تو خود اپنا حساب لینے کے لیے اور تیرا نامۂ اعمال تیار کرنے والے فرشتے گواہی دینے کے لیے کافی ہیں"

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) "چنانچہ اس کی زبان بند کر دی جائے گی اور اس کے جسم کے اعضاء کو حکم دیا جائے گا کہ تم اس کے اعمال کی گواہی دو، تو اعضاء اس کے ایک ایک عمل کی گواہی دیں گے، پھر اس کی زبان کھل جائے گی اور گویائی کی قوت لوٹ آئے گی"

تو اپنے اعضاء کو ملامت کرتے ہوئے کہے گا، "تم پر خدا کی لعنت ہو، تم پر خدا کی پھٹکار پڑے، میں تو دنیا میں تمہاری طرف سے مدافعت کرتا تھا اور تم نے آج میرے خلاف گواہی دی"۔

تشریح: مطلب یہ کہ دنیا میں تمہیں موٹا کرنے کے لیے تمہیں آرام پہنچانے کے لیے میں نے حرام و حلال کی تمیز اٹھا دی تھی، خدا کی رضا اور ناراضی کا تصوّر دماغ سے نکال دیا تھا، اور تمہیں نے وقت پر دغا دی مجرم بنا کر چھوڑا!

(۲۹۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ:

لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِنَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، نَظَرَ فِی النَّارِ، فَاِذَا قَوْمٌ یَّاْکُلُوْنَ الْجِیَفَ۔

قَالَ: مَنْ ھٰؤُلَآءِ یَا جِبْرِیْلُ؟

قَالَ: ھٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ احمد)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس رات معراج کو گئے جہنم کو دیکھا۔ وہاں آپؐ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو مُردہ سڑی ہوئی لاشیں کھا رہے تھے۔

آپؐ نے پوچھا "اے جبریل یہ کون لوگ ہیں"؟

انہوں نے بتایا "یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی عدم موجودگی میں ان کا گوشت کھاتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے)۔"

(۲۹۱) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

یَبْعَثُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ نَاسًا فِیْ صُوَرِ الذَّرِّ یَطَؤُھُمُ النَّاسُ بِاَقْدَامِھِمْ،

فَیُقَالُ، مَا ھٰؤُلَآءِ فِیْ صُوَرِ الذَّرِّ؟

فَیُقَالُ، ھٰؤُلَآءِ الْمُتَکَبِّرُوْنَ فِی الدُّنْیَا۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ بزار)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی شکل میں اٹھائے گا۔ لوگ ان کو اپنے قدموں سے روندیں گے۔

پوچھا جائے گا "یہ چیونٹیوں کی شکل میں کون لوگ ہیں"؟

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا جائے گا "یہ دنیا میں تکبّر کرنے والے لوگ ہیں"۔

تشریح:۔ تکبّر کی حقیقت جان لینی چاہیے۔ اس کی جو حقیقت قرآن اور احادیث میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اللہ کو خالق و مالک جانتے اور زبان سے اسے اپنا خالق اور رب کہے لیکن اس کے حکم کو نہ مانے۔ ظاہر بات ہے کہ جو خدا کے مقابلے میں اپنی بڑائی کا مظاہرہ کرے گا وہ

اپنے جیسے انسانوں کو لازماً حقیر جانے گا۔ ابلیس اللہ کو خالق مانتا ہے، محسن اور منعم بھی تسلیم کرتا ہے اور بار بار زبان سے رب بھی کہتا ہے لیکن اس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو انکار کر دیتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے متکبر کہا ہے۔ حدیث میں بھی یہی بات کہی گئی ہے مسلمان متکبرین وہ ہیں جو خدا کو اپنا خالق اور پروردگار مانتے اور جانتے ہیں کہ ان کے خالق و پروردگار نے نماز فرض کی ہے، روزہ فرض کیا ہے، زکوٰۃ فرض کی ہے اور حج فرض کیا ہے مگر نہ نماز پڑھتے، نہ روزہ رکھتے اور نہ زکوٰۃ و حج ادا کرتے ہیں، یہ لوگ سب سے بڑے متکبر ہیں!

(۲۹۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اُتِیَ بِفَرَسٍ يَّجْعَلُ كُلَّ خَطْوٍ مِّنْهُ اَقْصٰى بَصَرِهٖ، فَسَارَ وَسَارَ مَعَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَاَتٰى عَلٰى قَوْمٍ يَّزْرَعُوْنَ فِیْ يَوْمٍ وَّيَحْصُدُوْنَ فِیْ يَوْمٍ كُلَّمَا حَصَدُوْا اَعَادَ كَمَا كَانَ،

فَقَالَ، يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰؤُلَآءِ،

قَالَ، هٰؤُلَآءِ الْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، تُضَاعَفُ لَهُمُ الْحَسَنَةُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ،

ثُمَّ اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ تُرْضَخُ رُءُوْسُهُمْ بِالصَّخْرِ كُلَّمَا رُضِخَتْ عَادَتْ كَمَا كَانَتْ، وَلَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ مِّنْ ذٰلِكَ شَیْءٌ،

قَالَ: يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰؤُلَآءِ؟

قَالَ: هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ تَثَاقَلَتْ رُءُوْسُهُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ،

ثُمَّ اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ عَلٰى اَدْبَارِهِمْ رِقَاعٌ، وَّعَلٰى اَقْبَالِهِمْ رِقَاعٌ يَسْرَحُوْنَ كَمَا تَسْرَحُ الْاَنْعَامُ اِلَى الضَّرِيْعِ وَالزَّقُّوْمِ وَرَضْفِ جَهَنَّمَ،

قَالَ: مَا هٰؤُلَآءِ يَا جِبْرِيْلُ؟

قَالَ هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ لَا يُؤَدُّوْنَ صَدَقَاتِ اَمْوَالِهِمْ مَّا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ، وَمَا اللّٰهُ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔

ثُمَّ اَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ جَمَعَ حُزْمَةً عَظِيْمَةً لَّا يَسْتَطِيْعُ حَمْلَهَا وَهُوَ

يُرِيْدُ اَنْ يَّزِيْدَ عَلَيْهَا،

قَالَ: يَا جِبْرِيْلُ مَا هٰذَا؟

قَالَ، هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِكَ عَلَيْهِ اَمَانَةُ النَّاسِ لَا يَسْتَطِيْعُ اَدَاءَهَا وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّزِيْدَ عَلَيْهَا،

ثُمَّ اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ وَاَلْسِنَتُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ حَدِيْدٍ، كُلَّمَا قُرِضَتْ عَادَتْ كَمَا كَانَتْ، لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ مِّنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ،

قَالَ: يَا جِبْرِيْلُ مَا هٰؤُلَاءِ؟

قَالَ: خُطَبَاءُ الْفِتْنَةِ،

ثُمَّ اَتٰى عَلٰى جُحْرٍ صَغِيْرٍ يَّخْرُجُ مِنْهُ ثَوْرٌ عَظِيْمٌ فَيُرِيْدُ الثَّوْرُ اَنْ يَّدْخُلَ مِنْ حَيْثُ خَرَجَ فَلَا يَسْتَطِيْعُ،

قَالَ: مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟

قَالَ: هٰذَا الرَّجُلُ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ الْعَظِيْمَةِ فَيَنْدَمُ عَلَيْهَا فَيُرِيْدُ اَنْ يَّرُدَّهَا فَلَا يَسْتَطِيْعُ۔ (ترغیب و ترہیب)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معراج کی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسا گھوڑا لایا گیا جس کی تیز رفتاری کا یہ حال تھا کہ اس کا ہر قدم حدِ نظر پر پڑتا تھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس گھوڑے پر سوار ہو کر جبریل علیہ السلام کی معیت میں چلے اور آسمان پر پہنچے تو آپؐ کا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جو ہر دن بوتے ہیں اور اسی دن کاٹ لیتے ہیں۔ اور کاٹ لینے کے بعد پھر ان کی کھیتی تیار ہو جاتی ہے۔

تو آپؐ نے پوچھا "اے جبریلؑ یہ کون لوگ ہیں"؟

انہوں نے کہا، "یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں، ان کی ہر نیکی پر سات سو گنا اجر ملتا ہے، جو کچھ انہوں نے دنیا میں خرچ کیا تھا اس کا عوض مل رہا ہے"

پھر آپؐ کا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے سر پتھر سے کچلے جا رہے تھے اور کچلنے کے بعد پھر سر ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔ برابر ان کے ساتھ ایسا ہی ہو رہا تھا۔

آپؐ نے پوچھا "اے جبریلؑ یہ کون لوگ ہیں"؟

انہوں نے بتایا "یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں نماز سے سُستی برتتے تھے"۔

پھر آپؐ کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو چیتھڑے پہنے ہوئے تھے اور جس طرح جانور چرتے ہیں اس طرح وہ تھوہڑ اور جھاڑ کانٹے اور جہنّم کے گرم پتھر کھا رہے ہیں (جسم پر لباس کا نام نہیں صرف چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے ہیں اور کھانے کا نام نہیں اس لیے بھوک سے بیتاب وہ چیز کھا رہے ہیں جو کھانے کی نہیں)۔

آپؐ نے پوچھا "اے جبریلؑ یہ کون لوگ ہیں"؟

انہوں نے کہا "یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے ـــــ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا، اللہ تو بندوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا"۔

پھر آپؐ کا گزر ایک ایسے آدمی پر ہوا جس نے ایک بہت بڑا گٹھر اکٹھا کر رکھا ہے جسے وہ اٹھا نہیں سکتا اور برابر اس میں اضافہ کیے چلا جاتا ہے۔

حضورؐ نے پوچھا "یہ کون شخص ہے"؟

انہوں نے کہا "یہ آپؐ کی امت کا وہ آدمی ہے جس نے لوگوں کی بہت سی امانتیں اپنے ذمہ لے رکھی تھیں اور ادا کر نہیں سکتا تھا اور برابر مزید امانت لیتا رہتا"۔

پھر آپؐ کچھ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جن کے ہونٹ اور زبانیں قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور کاٹ دیئے جانے کے بعد ویسی ہی ہو رہی ہیں جیسی تھیں۔ اور ان کے ساتھ یہ معاملہ بغیر کسی وقفہ کے ہو رہا ہے۔

آپؐ نے پوچھا "اے جبریلؑ یہ کون لوگ ہیں"؟

انہوں نے بتایا یہ فتنہ اور گمراہی پھیلانے والے مقررین ہیں"۔

اس کے بعد آپؐ ایک چھوٹے سوراخ کے پاس پہنچے۔ آپؐ نے دیکھا کہ اس چھوٹے سوراخ سے ایک بہت بڑا بیل نکلا اور پھر اسی سوراخ میں جانا چاہتا ہے لیکن جا نہیں سکتا۔

آپؐ نے پوچھا "اے جبریلؑ یہ کیا ہے"؟

انہوں نے بتایا "یہ شخص اپنی زبان سے غلط لفظ نکالتا پھر پچھتاتا اور اس کی تلافی کرنا چاہتا

مگر زبان سے نکلنے کے بعد وہ لفظ کیونکر واپس ہوتا ہے۔

(۲۹۳) عَنْ شَفِيِّ بْنِ مَاتِعٍ الْأَصْبَحِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:

أَرْبَعَةٌ يُؤْذُوْنَ أَهْلَ النَّارِ عَلَى مَا بِهِمْ مِنَ الْأَذَى يَسْعَوْنَ بَيْنَ الْحَمِيْمِ وَالْجَحِيْمِ يَدْعُوْنَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ،

يَقُوْلُ أَهْلُ النَّارِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ قَدْ آذَوْنَا عَلَى مَا بِنَا مِنَ الْأَذَى؟

قَالَ فَرَجُلٌ مُغْلَقٌ عَلَيْهِ تَابُوْتٌ مِنْ جَمْرٍ،

وَرَجُلٌ يَجُرُّ أَمْعَاءَهُ،

وَرَجُلٌ يَسِيْلُ فُوْهُ قَيْحًا وَدَمًا،

وَرَجُلٌ يَأْكُلُ لَحْمَهُ،

قَالَ فَيُقَالُ لِصَاحِبِ التَّابُوْتِ مَا بَالُ الْأَبْعَدِ قَدْ آذَانَا عَلَى مَا بِنَا مِنَ الْأَذَى،

فَيَقُوْلُ إِنَّ الْأَبْعَدَ مَاتَ وَفِيْ عُنُقِهِ أَمْوَالُ النَّاسِ مَا يَجِدُ لَهَا قَضَاءً أَوْ وَفَاءً،

ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِيْ يَجُرُّ أَمْعَاءَهُ مَا بَالُ الْأَبْعَدِ قَدْ آذَانَا عَلَى مَا بِنَا مِنَ الْأَذَى،

فَيَقُوْلُ إِنَّ الْأَبْعَدَ كَانَ لَا يُبَالِيْ أَيْنَ أَصَابَ الْبَوْلُ مِنْهُ لَا يَغْسِلُهُ،

ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِيْ يَسِيْلُ فُوْهُ قَيْحًا وَدَمًا، مَا بَالُ الْأَبْعَدِ قَدْ آذَانَا عَلَى مَا بِنَا مِنَ الْأَذَى؟

فَيَقُوْلُ إِنَّ الْأَبْعَدَ كَانَ يَقِفُ عَلَى كَلِمَةٍ فَيَسْتَلِذُّهَا كَمَا يُسْتَلَذُّ الرَّفَثُ،

ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِيْ يَأْكُلُ لَحْمَهُ مَا بَالُ الْأَبْعَدِ قَدْ آذَانَا عَلَى مَا بِنَا مِنَ الْأَذَى!

فَيَقُوْلُ إِنَّ الْأَبْعَدَ كَانَ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ بِالْغِيْبَةِ وَيَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ۔ (ترغیب و ترہیب)

شفی بن ماتع رض نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا "چار آدمی

جہنم میں ایسے ہوں گے جن کی وجہ سے اہلِ جہنم بھی پریشان ہوں گے۔ یہ لوگ کھولتے ہوئے نہایت گرم پانی اور بھڑکتی ہوئی آگ کے درمیان دوڑ رہے ہوں گے اور ہائے شامت! ہائے بربادی! کے الفاظ ان کی زبان سے نکل رہے ہوں گے۔

جہنمی لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ ہم تو ویسے ہی تکلیف میں تھے، ان بدبختوں نے مزید ہم کو اذیت میں مبتلا کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

"ان چاروں میں سے ایک آدمی وہ ہوگا جسے آگ کے صندوق میں بند کر دیا گیا ہو۔

دوسرا وہ شخص ہوگا جس کی انتڑیاں نکل پڑی ہیں وہ اپنی انتڑیوں کے ساتھ ادھر اُدھر بھاگتا پھر رہا ہے۔

تیسرا وہ شخص ہوگا جس کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہا ہوگا۔

چوتھا وہ شخص ہوگا جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہے۔

صندوق والے جہنمی کو دیکھ کر دوسرے لوگ کہیں گے کہ "یہ منحوس اور شامت زدہ آدمی جس کی پریشانی سے ہم بھی اذیت میں ہیں اس نے دنیا میں کیا کیا تھا؟ (کس جرم کی پاداش میں اسے یہ سزا مل رہی ہے؟")۔

اللہ تبارک وتعالیٰ بتائے گا "یہ شخص اس حال میں مرا ہے کہ اس کے ذمہ لوگوں کا مال باقی تھا، لیکن باوجود قدرت کے اس نے لوگوں کی امانتیں اور قرضے واپس نہیں کیے۔"

پھر دوسرے آدمی کے بارے میں اہلِ جہنم جاننا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا "یہ شخص اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا (طہارت اور پاکی سے بے پروا تھا)۔"

اسی طرح تیسرے آدمی کے بارے میں وہ پوچھیں گے تو اللہ تعالیٰ بتائے گا کہ "یہ شخص برے الفاظ سے اس طرح دل چسپی لیتا تھا جس طرح بدکاروں کو شہوانی باتوں میں مزا آتا ہے۔"

اور آخر میں اس شخص کی بابت اہلِ جہنم پوچھیں گے جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں بتائے گا " یہ شخص پیٹھ پیچھے لوگوں کی برائی بیان کرتا تھا تاکہ لوگوں کی نظروں سے اسے گرادے۔ اور اِدھر اُدھر چغلی کھاتا پھرتا تاکہ خوش گوار تعلقات ختم ہو جائیں اور وہ آپس میں لڑ پڑیں "

جنت اور اہلِ جنت

(۲۹۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اِنَّ لِلّٰہِ خَلْقًا خَلَقَھُمْ لِحَوَآئِجِ النَّاسِ یَفْزَعُ النَّاسُ اِلَیْھِمْ فِیْ حَوَآئِجِھِمْ، اُولٰٓئِکَ الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
" اللہ نے کچھ آدمیوں کو لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ لوگ اپنی ضرورتیں لیے ہوئے ان کے پاس جاتے ہیں اور وہ ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ ایسے لوگ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے "

(۲۹۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ بَنِیْ عُذْرَۃَ ثَلَاثَۃً اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا،

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، مَنْ یَکْفِیْھِمْ؟

قَالَ طَلْحَۃُ اَنَا،

قَالَ، فَکَانُوْا عِنْدَ طَلْحَۃَ، فَبَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْثًا، فَخَرَجَ فِیْہِ اَحَدُھُمْ فَاسْتُشْھِدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْہِ اٰخَرُ فَاسْتُشْھِدَ، ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰی فِرَاشِہٖ،

قَالَ طَلْحَۃُ فَرَاَیْتُ ھٰٓؤُلَآءِ الثَّلَاثَۃَ الَّذِیْنَ کَانُوْا عِنْدِیْ فِی الْجَنَّۃِ، فَرَاَیْتُ الْمَیِّتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ اَمَامَھُمْ، وَرَاَیْتُ الَّذِی اسْتُشْھِدَ اٰخِرًا یَلِیْہِ، وَرَاَیْتُ اَوَّلَھُمْ اٰخِرَھُمْ۔

قَالَ، فَدَاخَلَنِیْ مِنْ ذٰلِکَ، فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ، فَقَالَ، وَمَآ اَنْکَرْتَ مِنْ ذٰلِکَ؟ لَیْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ

مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَمَّرُ فِي الْإِسْلَامِ لِتَسْبِيحِهٖ وَتَكْبِيرِهٖ وَتَهْلِيلِهٖ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ احمد و ابویعلیٰ)

عبداللہ بن شدادؓ کہتے ہیں کہ بنی عُذرہ کے تین آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے۔

آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ "ان تینوں کی میزبانی کون کرے گا؟"

طلحہؓ نے عرض کیا "میں ان کی کفالت کروں گا"

چنانچہ یہ لوگ طلحہؓ کے پاس رہے۔ بعد میں کسی موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد میں کچھ لوگوں کو بھیجا تو ان میں سے ایک مجاہدین کے ساتھ گیا اور شہادت پائی۔ پھر ایک دوسری فوج بھیجی گئی اس کے ساتھ ان میں کا دوسرا گیا۔ اس نے بھی شہادت پائی۔ رہا تیسرا تو وہ اپنے بستر پر طبعی موت مرا۔

طلحہؓ کہتے ہیں کہ "میں نے ان تینوں کو جنت میں دیکھا، جو شخص بستر پر طبعی موت سے مرا تھا وہ ان دونوں سے آگے تھا۔ اس کے بعد دوسرا شہید اور جو پہلے شہید ہوا تھا وہ ان دونوں سے پیچھے تھا"

طلحہؓ کہتے ہیں "مجھے یہ بات کھٹکی تو حضورؐ کے پاس پہنچا اور آپؐ سے اس خواب کا ذکر کیا"

آپؐ نے فرمایا "تمہیں اس پر تعجب کیوں ہو رہا ہے؟ ظاہر ہے جو مومن اسلام کی حالت میں لمبی عمر پائے وہ اپنی تسبیح، تکبیر اور تہلیل کے ذریعہ اونچا ہو ہی جائے گا"

تشریح:۔ تیسرا شخص جہاد میں شریک ہونے کی تمنا رکھتا تھا لیکن موت نے اس کا موقعہ نہ دیا، ایسا شخص قیامت میں شہیدوں میں شمار کیا جائے گا۔ پھر اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کے مقابلہ میں زیادہ عمر پائی، اور یہ عمر تمام تر اللہ کی اطاعت میں گزری تو ان دونوں سے آخرت میں اس کو اونچا ہونا ہی چاہیے۔

(۲۹۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

تَجْتَمِعُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

فَقَالَ أَيْنَ فُقَرَاءُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَمَسَاكِيْنُهَا؟

فَيَقُوْمُوْنَ، فَيُقَالُ لَهُمْ، مَاذَا عَمِلْتُمْ؟

فَيَقُولُونَ رَبَّنَا ابْتَلَيْتَنَا فَصَبَرْنَا، وَوَلَّيْتَ الْاَمْوَالَ وَالسُّلْطَانَ غَيْرَنَا،
فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، صَدَقْتُمْ۔

قَالَ: فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ النَّاسِ وَتَبْقٰى شِدَّةُ الْحِسَابِ عَلٰى
ذَوِی الْاَمْوَالِ وَالسُّلْطَانِ۔

قَالُوْا فَاَيْنَ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَئِذٍ؟

قَالَ تُوْضَعُ لَهُمْ كَرَاسِیُّ مِنْ نُوْرٍ، وَيُظَلَّلُ عَلَيْهِمُ الْغَمَامُ يَكُوْنُ ذٰلِكَ
الْيَوْمُ اَقْصَرَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ سَاعَةٍ مِنْ نَهَارٍ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ طبرانی)

عبداللہ بن عمرو ابن العاصؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا "تم لوگ قیامت کے دن حشر کے میدان میں جمع ہو گے"

تو اللہ تعالیٰ کہے گا، "اس امت کے فقراء اور مسکین لوگ کہاں ہیں"

یہ سن کر فقراء اور مساکین خدا کے حضور جائیں گے۔

وہ ان سے پوچھے گا کہ "تم نے دنیا میں کیا عمل کیا ہے"؟

وہ کہیں گے "اے ہمارے رب، آپ نے ہم کو معاشی تنگی کے امتحان میں ڈالا تو ہم نے صبر کیا، اور دوسروں کو مال اور اقتدار ملا (ہم ان دونوں سے محروم رہے لیکن ہم دین پر جمے رہے)۔

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ "ہاں تم نے ٹھیک کہا"

یہ لوگ دوسرے لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور اہلِ اقتدار اور اہلِ دولت حساب دینے کے لیے خدا کی عدالت میں رہ جائیں گے۔ ان کا حساب لمبا ہوگا اور سخت ہوگا (کیونکہ انھوں نے مال اور اقتدار پا کر شکر گزاری کا راستہ اختیار نہیں کیا)۔

لوگوں نے پوچھا "مومنین کا اس دن کیا حال ہوگا"؟

آپؐ نے بتایا کہ "وہ لوگ نور کی کرسیوں پر بیٹھیں گے، ان کے اوپر گھنی بدلی کا سایہ ہوگا اور وہ حساب کا دن (جو دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا) مومنین کے لیے مختصر ہو جائے گا، ان کو ایسا معلوم ہوگا جیسے دن کی ایک گھڑی"

تشریح:۔ "راہِ عمل" کی حدیث نمبر ۴۳ میں بتایا گیا ہے کہ جتنا وقت فرض نماز ادا کرنے میں لگتا ہے اتنا وہ

دن مومنین کے لیے مختصر ہو جائے گا اور جس طرح نماز اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئی تھی، اسی طرح قیامت کا دن ان کے لیے راحت کا دن بن جائے گا۔

(۲۹۷) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا يُرٰى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا،

فَقَالَ اَبُوْمَالِكٍ الْاَشْعَرِيُّ، لِمَنْ هِيَ يَارَسُوْلَ اللهِ؟

قَالَ لِمَنْ اَطَابَ الْكَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَبَاتَ قَائِمًا وَّالنَّاسُ نِيَامٌ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔"

ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا "اے اللہ کے رسول، یہ بالاخانے کن لوگوں کے حصے میں آئیں گے"؟ آپ نے فرمایا "پاکیزہ گفتگو کرنے والوں کے حصے میں، ان لوگوں کے حصے میں جو غریبوں کو کھانا کھلائیں، اور ان لوگوں کے حصے میں جو تہجد کے لیے اٹھیں جب کہ لوگ سوتے ہوں۔"

(۲۹۸) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اِنْ شِئْتُمْ اَنْبَاْتُكُمْ مَا اَوَّلُ مَا يَقُوْلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا اَوَّلُ مَا يَقُوْلُوْنَ لَهٗ؟

قُلْنَا، نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

قَالَ، اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ اَحْبَبْتُمْ لِقَائِيْ؟

فَيَقُوْلُوْنَ، نَعَمْ يَارَبَّنَا،

فَيَقُوْلُ، لِمَ؟

فَیَقُوْلُوْنَ، رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ،

فَیَقُوْلُ، قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِیْ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ احمد)

معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم لوگ چاہو تو میں بتا سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنین سے سب سے پہلے کیا کہے گا اور وہ کیا جواب دیں گے۔"

ہم لوگوں نے عرض کیا "ہاں اے اللہ کے رسولؐ، بتایئے۔"

آپؐ نے فرمایا "اللہ عزوجل مومنین سے کہے گا "کیا تم لوگ میری ملاقات کے خواہش مند تھے"؟

مومنین کہیں گے "ہاں اے ہمارے رب، آپ کی ملاقات کے آرزومند تھے۔"

اللہ پوچھے گا کیوں؟

وہ کہیں گے کہ "ہم کو اس بات کی امید تھی کہ آپ ہماری غلطیوں اور گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔"

تو اللہ فرمائے گا "تمہارے گناہوں کی بخشش میں نے اپنے اوپر لازم کر لی (چنانچہ ان کو گناہوں کی آلائش سے پاک کر کے جنت میں داخل کرے گا۔")

(۲۹۹) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ،

هَلْ تَدْرُوْنَ اَوَّلَ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟

قَالُوْا، اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ،

قَالَ، اَلْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِیْنَ تُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُوْرُ، وَتُتَّقٰی بِهِمُ الْمَكَارِهُ، وَیَمُوْتُ اَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهٗ فِیْ صَدْرِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُ لَهَا قَضَاءً،

فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ یَّشَاءُ مِنْ مَلَائِكَتِهٖ، اِئْتُوْهُمْ فَحَیُّوْهُمْ، فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ، رَبَّنَا نَحْنُ سُكَّانُ سَمَائِكَ وَخِیَرَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ، اَفَتَأْمُرُنَا اَنْ نَأْتِیَ هٰؤُلَاءِ فَنُسَلِّمَ عَلَیْهِمْ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُمْ۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا عِبَادًا يَعْبُدُوْنِيْ وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا، وَتُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُوْرُ، وَتُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهُ وَيَمُوْتُ اَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهٗ فِيْ صَدْرِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُ لَهَا قَضَاءً۔

قَالَ، فَتَاْتِيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ، فَيَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ سورہ الرعد آیت ۲۴ ترغیب ترہیب بحوالہ احمد و بزار

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"کیا تم لوگ جانتے ہو اللہ کی مخلوقات میں سے کون لوگ جنت میں پہلے داخل ہوں گے"؟

لوگوں نے کہا "اللہ اور اس کے رسولؐ ہی کو اس کا علم ہے۔"

آپؐ نے فرمایا "جنت میں سب سے پہلے غریب مہاجرین جائیں گے جو اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنے اور خطرات کا سامنا کرنے میں سب سے آگے ہوتے۔ وہ اپنے دل کا ارمان لیے ہوئے مر گئے، اسے پورا نہ کر سکے۔

اللہ عزوجل اپنے ملائکہ میں سے کچھ لوگوں سے فرمائے گا "تم ان کے پاس جاؤ اور مبارک باد دو۔"

ملائکہ کہیں گے "اے ہمارے رب، ہم آسمانی مخلوق ہیں اور تیری بہترین مخلوقات ہیں، کیا آپ ہمیں ان کے پاس جانے اور سلام کرنے کا حکم دیتے ہیں؟"

اللہ تعالیٰ فرمائے گا "یہ میرے وہ بندے ہیں جو صرف میری بندگی کرتے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے، یہ اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے، ہر طرح کے خطرات کا مقابلہ کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔ یہ لوگ اس حال میں مرے ہیں کہ دنیا میں اپنی قربانیوں کا کوئی صلہ نہیں پا سکے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "ملائکہ یہ سن کر ان کے پاس جنت کے ہر دروازے سے جائیں گے، کہیں گے تمہارے اوپر اللہ کی رحمت ہو دین پر جمنے کے نتیجہ میں۔ آخرت کا یہ بہترین صلہ ہے جو تم کو ملا۔"

(۳۰۰) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُنَادِيْ مُنَادٍ،

اِنَّ لَکُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْآ اَبَدًا،

وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْآ اَبَدًا،

وَ اِنَّ لَکُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْآ اَبَدًا،

وَ اِنَّ لَکُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْأَسُوْا اَبَدًا،

وَ ذٰلِکَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: (وَنُوْدُوْآ اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) - (سورۂ اعراف، آیت ۴۲) (ترغیب و ترہیب بحوالہ مسلم و ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری اور ابوہریرہؓ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"جب جنتی لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرے گا،

"اے اہلِ جنت، اب تم کبھی بھی بیمار نہیں پڑو گے، ہمیشہ تندرست رہو گے،

اب تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی ہمیشہ زندہ رہو گے،

تم ہمیشہ جوان رہو گے، تم پر بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا،

اور تم ہمیشہ خوش حال رہو گے، اب کبھی بھی تمہیں تنگی اور فقر و فاقہ لاحق نہیں ہو گا۔

جیساکہ اللہ عزّ وجل نے اپنی کتاب میں کہا ہے۔" اور اہلِ جنت سے کہا جائے گا کہ وہ جنت جس کا تم سے قرآن میں وعدہ کیا گیا تھا وہ یہی ہے، تمہیں تمہارے عمل کے نتیجے میں اس کا وارث بنا دیا گیا ہے۔"

(۳۰۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ یَنْعَمُ وَلَا یَبْأَسُ، لَا یَبْلٰی ثِیَابُهٗ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُهٗ،

فِی الْجَنَّةِ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"جو لوگ جنت میں جائیں گے، وہ ہمیشہ خوشحال رہیں گے، فقر و فاقہ سے دوچار نہیں ہونگے،

ان کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے، اور نہ ان کی جوانی ختم ہو گی۔

جنّت میں وہ نعمتیں ہیں جس کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سُنا، نہ کسی انسان کے تصور میں وہ آئیں "

(۳۰۲) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ:

كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَطَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ:

يَأْتِیْ قَوْمٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نُوْرُهُمْ كَنُوْرِ الشَّمْسِ،

قَالَ اَبُوْبَكْرٍ، نَحْنُ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟

قَالَ: لَا، وَلَكُمْ خَيْرٌ كَثِيْرٌ، وَلٰكِنَّهُمُ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ احمد و طبرانی)

عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہُوا تھا، اتنے میں سورج طلوع ہُوا آپؐ نے فرمایا:

" قیامت کے دن کچھ لوگوں کے چہرے نورانی ہوں گے سورج کی طرح "

حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ "کیا وہ ہم لوگ ہوں گے"؟

آپؐ نے فرمایا"نہیں، تم لوگوں کو بھی بہت کچھ ملے گا لیکن مَیں جن لوگوں کا ذکر کر رہا ہوں وہ ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی ہو گی اور زمین کے مختلف گوشوں سے سمٹ کر آئے ہوں گے اور غریب ہوں گے "

(۳۰۳) وَعَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ السِّمْطِ اَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ:

هَلْ اَنْتَ مُحَدِّثِیْ حَدِيْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْهِ نِسْيَانٌ وَّلَا كَذِبٌ؟

قَالَ، نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِيْنَ يَتَحَابُّوْنَ مِنْ اَجْلِیْ،

وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِيْنَ يَتَزَاوَرُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ،

وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِيْنَ يَتَبَاذَلُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ،

وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِيْنَ يَتَصَادَقُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ مسند احمد)

شرحبیل ابن شمط نے عمرو بن عبسہؓ سے پوچھا "کیا آپ مجھے کوئی ایسی حدیث نہ سنائیں گے جسے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو جو سچی ہو اور بھول چوک سے بھی پاک ہو"؟

انہوں نے کہا "ہاں، مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں ان لوگوں سے محبت کرتا ہوں جو میری خاطر آپس میں دوست بنے ہوں گے،

محض میری خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہوں گے،

محض میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہوں گے،

اور محض میری خاطر وہ آپس میں دوست بنے ہوں گے"۔

تشریح:۔ یعنی یہ دوستی اور محبت صرف اللہ کے لیے اور اللہ کے دین کی بنیاد پر قائم ہوئی ہے، کوئی اور دوسرا محرک نہیں ہے، اس مضمون کی بہترین شرح حدیث نمبر ۲۱۸ "راہِ عمل" ضرور پڑھیے۔

(۳۰۴) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ: یَآ اَھْلَ الْجَنَّۃِ،

فَیَقُوْلُوْنَ، لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ،

فَیَقُوْلُ: ھَلْ رَضِیْتُمْ؟

فَیَقُوْلُوْنَ، وَمَالَنَا لَا نَرْضٰی یَارَبَّنَا وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ،

فَیَقُوْلُ اَلَآ اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ؟

فَیَقُوْلُوْنَ، وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ؟

فَیَقُوْلُ: اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَآ اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری و مسلم و ترمذی)

"ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا،

"اللہ عزّ وجل اہلِ جنت سے کہے گا "اے جنتی لوگو"

وہ لوگ اس کے جواب میں کہیں گے "اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں — ہر طرح کی خیر و سعادت آپ کے قبضے میں ہے، فرمائیے کیا حکم ہے"؟

اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا، "کیا تم لوگ اپنے عمل کا بدلہ پاکر خوش ہوئے"؟

تو وہ جواب دیں گے "اے ہمارے رب! ہم کیوں نہیں خوش ہوں گے جب کہ آپ نے ہم لوگوں کو وہ نعمتیں دیں جو کسی کو نہیں دیں"

اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا "کیا مَیں تم کو اس سے زیادہ افضل اور برتر چیز نہ دوں"؟

وہ کہیں گے "اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہوسکتی ہے"

اللہ فرمائے گا "مَیں تم سے ہمیشہ خوش رہوں گا، اب تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا"

تشریح :۔ بعض دوسری حدیثوں میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ اہلِ جنت یہ اعلان سُن کر اتنا خوش ہوں گے کہ جنت کی نعمتیں بھول جائیں گے، کیونکہ انہیں سب سے بڑی نعمت اس بشارت کی شکل میں ملی ہے۔

اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نماز

(۳۰۵) عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔ (نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "مجھے دنیا کی تین چیزیں بہت زیادہ محبوب ہیں اپنی بیویاں اور خوشبو اور نماز تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔"

تشریح :۔ مطلب یہ ہے کہ دنیاوی مرغوبات میں سے مجھے یہ دو چیزیں پسند ہیں بیوی اور خوشبو، رہی نماز تو وہ ان دونوں سے زیادہ محبوب ہے، وہ میری روحانی غذا ہے اور دل کا سرور ہے۔ کیونکہ نماز نام ہے اللہ کی یاد کا اور اس سے مناجات وہم کلامی کا، یہی حقیقت ایک حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ آپ اپنے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے،

اَرِحْنَا يَا بِلَالُ،

یعنی "اے بلالؓ ہماری راحت (نماز) کا اہتمام کرو۔"

خشوع

(۳۰۶) عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الشِّخِّيْرِ قَالَ:

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَلِجَوْفِهِ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ۔

(مشکوۃ المصابیح)

حضرت مُطرّف ابن عبداللہ الشخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، "میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو دیکھا کہ آپؐ نماز پڑھ رہے ہیں اور آپؐ کے سینے سے اس طرح کی آواز نکل رہی ہے جیسے پکتی ہوئی ہانڈی سے آواز نکلتی ہے۔"

نماز باجماعت

(۳۰۷) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ، يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ، ثُمَّ يَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ثُمَّ يَقِفُ ۔ (ترمذی ـــــ بہ روایت لیث)

"ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے ، "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" کہتے اور ٹھہر جاتے پھر الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتے اور ٹھہر جاتے ۔"

تشریح :۔ مطلب یہ کہ جہری نمازوں (مغرب ، عشاء اور فجر) میں سورۂ الحمد کی ہر آیت پر ٹھہرتے اور عام طور پر سورۂ الحمد کے علاوہ بھی ہر آیت پر ٹھہرتے تھے ، بعض رمضانی حافظوں کی طرح آپؐ قرآن کی تلاوت تیز تیز نہیں فرماتے تھے ، نہ نماز کے اندر اور نہ نماز کے باہر ۔

(۳۰۸) عَنْ يَعْلٰى اَنَّهُ سَأَلَ اُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَآءَةِ النَّبِيِّ ﷺ ، فَاِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُّفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا ۔ (ترمذی)

"حضرت یعلیٰ کہتے ہیں ، میں نے حضرت ام سلمہؓ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح قرآن پڑھتے تھے تو انہوں نے بتایا کہ آپؐ کی قرأت صاف اور واضح ہوتی ، ہر ہر حرف الگ الگ سُنائی دیتا ۔"

فرض نماز کا اہتمام

(۳۰۹) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ، وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى كَفِّهٖ ۔ (ابوقتادہ ۔ مسلم)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں کہیں رات کو پڑاؤ ڈالتے اور رات زیادہ ہوتی تو دائیں کروٹ لیٹ جاتے اور اگر فجر سے ذرا پہلے کہیں ٹھہرتے تو ہاتھ کھڑا کر کے ہتھیلی پر سر رکھ لیتے ۔"

تشریح :۔ یعنی لیٹتے نہیں تھے بلکہ ہاتھ کھڑا کرتے اور اس پر سر رکھ لیتے ، ایسا اس لیے کرتے کہ رات بھر کے تھکے ہیں اور صبح ہونے میں کچھ دیر نہیں ہے ، اگر کسی کروٹ لیٹ گئے تو فجر کی نماز قضا ہو جانے کا اندیشہ ہے ، اس لیے اس ڈھنگ سے لیٹتے جس میں آنکھ لگنے کا کوئی ڈر ہی نہیں ہے ۔

تہجد

(۳۱۰) قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ،

فَقَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا؟ (بخاری)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ دونوں پاؤں سوج جاتے۔ کسی نے کہا کہ آپؐ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا "تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں"؟

تشریح:۔ مطلب یہ کہ خدا نے مجھے گناہوں سے بچا کر اور نبی بنا کر میرے اوپر احسان فرمایا ہے، تو اس کے احسان کا یہ عین تقاضا ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ اس کا شکر بجالاؤں۔ مومن کو جتنی ہی نعمتیں ملتی ہیں اُتنا ہی اس کے اندر شکر کا جذبہ ابھرتا اور خدا کی بندگی میں تیز تر ہوتا جاتا ہے۔

(۳۱۱) عَنْ عَبْدِ بْنِ اَبِيْ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُهٗ، وَكَانَ اِذَا مَرِضَ اَوْ كَسِلَ صَلّٰى قَاعِدًا۔ (ابوداود۔ ترغیب)

"حضرت عبد ابن ابی قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، "قیام لیل (تہجد) مت چھوڑنا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے اور جب آپؐ بیمار ہو جاتے یا جسم میں سستی محسوس کرتے تو بیٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے"۔

حُسنِ اخلاق

(۳۱۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ خُلُقُ نَبِيِّ اللّٰهِ الْقُرْاٰنَ۔ (مسلم)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق، قرآن تھا" (یعنی قرآن مجید میں جن اعلیٰ اخلاقیات کی تعلیم دی گئی ہے وہ سب آپؐ کے اندر پائے جاتے تھے، آپؐ ان کا بہترین نمونہ تھے)۔

(۳۱۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بدمزاج تھے اور نہ ہی بری باتیں آپؐ زبان سے نکالتے تھے۔"

(۳۱۴) عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَمَا قَالَ لِيْ تَطُّ اُفٍّ وَّلَا قَالَ لِشَيْءٍ فَعَلْتُهٗ لِمَ فَعَلْتَهٗ؟ وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ اَفْعَلْهُ اَلَا فَعَلْتَ كَذَا۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی لیکن اس عرصے میں آپؐ نے بیزاری اور نفرت کا کوئی کلمہ کبھی نہیں کہا۔
اور اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی تو آپؐ نے یہ نہیں پوچھا کہ تم نے یہ غلطی کیوں کی،
اور جو کام کرنا چاہیے تھا میں نے نہیں کیا تو کبھی نہیں کہا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔"

(۳۱۵) اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهٗ زَاهِرَ بْنَ حَرَامٍ، وَكَانَ يُهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَادِيَةِ، فَيُجَهِّزُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ،

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوْهُ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهٗ وَكَانَ دَمِيْمًا،

فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَّهُوَ يَبِيْعُ مَتَاعَهٗ فَاحْتَضَنَهٗ مِنْ خَلْفِهٖ وَهُوَ لَا يُبْصِرُهٗ، فَقَالَ اَرْسِلْنِيْ مَنْ هٰذَا؟

فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ لَا يَاْلُوْا مَا اَلْزَقَ ظَهْرَهٗ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عَرَفَهٗ،

وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَّشْتَرِي الْعَبْدَ،

فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا وَّاللّٰهِ تَجِدُنِيْ كَاسِدًا،

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ۔ (مشکوٰۃ۔ انسؓ)

"ایک بدو جن کا نام زاہر بن حرامؓ ہے ان کا معمول یہ تھا کہ دیہات کی چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بطور ہدیہ لاتے اور جب وہ اپنے گاؤں کو واپس ہونے لگتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بھی شہر کی کچھ چیزیں بطور ہدیہ ان کے ساتھ کر دیتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زاہر ہمارے دیہاتی دوست ہیں اور ہم ان کے شہری دوست اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت فرماتے تھے۔ اور وہ بدصورت آدمی تھے۔ ایک دن جب کہ وہ مدینہ میں اپنا دیہاتی سامان بیچ رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے آئے اور انہیں اپنی گود میں لے لیا کہ زاہرؓ آپؐ کو دیکھ نہیں سکے تھے۔ انہوں نے کہا "کون ہے؟ مجھے چھوڑ"

جب مڑ کے دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تب تو وہ پوری کوشش کرنے لگے کہ اپنی پیٹھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے چمٹائے رکھیں۔ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ (وہ غلام نہ تھے۔ ان کا رنگ سیاہ تھا جیسے حبشی غلاموں کا ہوتا ہے) زاہرؓ نے کہا اے "اللہ کے رسولؐ آپ بہت گھاٹے میں رہیں گے۔ (مجھے بیچ کر بہت تھوڑی قیمت پائیں گے)۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم دنیا کے لوگوں کی نظر میں اگر کم قیمت ہو تو کیا ہوا، اللہ کے یہاں تمہاری بڑی قیمت ہے۔"

(۳۱۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ:

كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ، فَاَدْرَكَهٗ اَعْرَابِيٌّ، فَجَذَبَهٗ بِرِدَآئِهٖ جَذْبَةً شَدِيْدَةً، فَنَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عُنُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ اَثَّرَ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهٖ،

ثُمَّ قَالَ، يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ،

فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَآءٍ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری مسلم)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم موٹے کنارہ کی نجران کی بنی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ راستے میں ایک بدو ملا، اس نے آپؐ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر نشان پڑ گیا۔

اس نے کہا "اے محمدؐ، مجھے بیت المال سے کچھ دلوائیے۔"
(اس کے زور سے کھینچنے پر آپؐ نے برا نہیں مانا) آپؐ مسکرائے اور اس کو بیت المال سے دیئے جانے کا حکم دیا۔

بچوں سے پیار

(۳۱۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:
جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:
اِنَّكُمْ تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ وَمَا نُقَبِّلُهُمْ؟
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوَ اَمْلِكُ لَكَ اَنْ نَزَعَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِنْ قَلْبِكَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالۂ بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بدو (دیہاتی عرب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔ (آپؐ اس وقت کسی بچے کو پیار کر رہے تھے)
اس نے کہا "آپ لوگ اپنے بچوں کو پیار کرتے ہیں، ہم لوگ نہیں کیا کرتے۔"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "میں کیا کروں اگر اللہ تعالیٰ نے رحم و کرم کا جذبہ تیرے دل سے کھینچ لیا ہے۔"

بچوں سے مذاق

(۳۱۸) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا، حَتّٰى يَقُوْلَ لِاَخٍ لِّيْ صَغِيْرٍ يَا عُمَيْرُ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ، وَكَانَ لَهٗ نُغَيْرٌ يَلْعَبُ بِهٖ فَمَاتَ۔ (متفق علیہ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم ہم لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے (اپنے آپ کو لیے دیئے نہیں رہتے تھے) یہاں تک کہ وہ میرے چھوٹے بھائی سے جس کا نام عُمیر تھا ازراہِ خوش دلی فرماتے،
"اے عُمیر تمہاری چڑیا کیا ہوئی"؟
عُمیر کے پاس ایک چھوٹی چڑیا تھی جس سے وہ دل بہلاتا تھا، مرگئی تھی۔"

بچوں کا بوسہ لینا

(۳۱۹) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِصَبِیٍّ فَقَبَّلَہٗ، فَقَالَ،
اَمَا اِنَّھُمْ مَبْخَلَۃٌ مَجْبَنَۃٌ، وَاِنَّھُمْ لَمِنْ رَیْحَانِ اللّٰہِ۔ (مشکوٰۃ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا، جس کو آپؐ نے بوسہ دیا اور فرمایا:
"یہ بچے آدمی کو بخیل اور بزدل بناتے ہیں اور یہ اللہ کے پھول ہیں"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ اولاد کی محبت فطری ہے اور مومن اگر تربیت یافتہ نہ ہو تو بچوں کی محبت خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے اور خدا کے لیے قربانی دینے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔

اصل حدیث میں رَیْحَانٌ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی خوشبو دار پھول کے بھی ہیں اور خدا کی بخشش اور عطیہ کے بھی، اور دونوں معنوں کے لحاظ سے یہاں بات ٹھیک بنتی ہے۔ بچے خدا کے خوشبودار پھول بھی ہیں اور خدا کی رحمت اور بخشش بھی ہیں۔

خوش طبعی

(۳۲۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ،
قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ تُدَاعِبُنَا،
قَالَ اِنِّیْ لَآ اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے تعجب اور حیرت کے ساتھ آپؐ سے کہا "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ ہم سے ہنسی اور خوش طبعی کی باتیں فرماتے ہیں"
آپؐ نے جواب دیا "ہاں، لیکن کوئی غلط اور خلافِ واقعہ بات نہیں کہتا"

تشریح:۔ عام طور پر مذہبی پیشوا اپنے معتقدین کی مجلسوں میں خاموش بیٹھتے ہیں، ہنسی اور دل لگی کی باتیں ان سے نہیں کرتے۔ یہ حدیث کہتی ہے کہ خوش طبعی کی باتیں کرنا تقدس اور مشیخت کے منافی نہیں ہے۔

نبیؐ اپنے گھر میں

(۳۲۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:
خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ۔ (ابن ماجہ۔ ابن عباس)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے بہتر ہو اور میں تم میں کا سب سے زیادہ بہتر ہوں اپنی بیویوں کے لیے۔"

(۳۲۲) عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رض مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ:

قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةِ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ۔ (بخاری)

"حضرت اسود ابن یزیدؓ کہتے ہیں، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے انہوں نے کہا "آپؐ اپنے گھر والوں کے کام میں ہاتھ بٹاتے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو مسجد چلے جاتے۔"

(۳۲۳) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهٖ،

وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ۔ (عائشہؓ۔ ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے ٹانک لیتے، اپنے کپڑے بھی سی لیتے اور اپنے گھر میں وہ سب کام کرتے جو آدمی اپنے گھر میں کرتا ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپؐ انسان تھے، اپنے کپڑوں سے جوں نکالتے، اپنی بکری دوہتے اور اپنے سارے کام خود کرتے۔"

(۳۲۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ اَسْاَمُهٗ، فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ۔

(بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں،

"میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپؐ اپنی چادر سے آڑ کر لیا کرتے اور میں حبشی لوگوں کو مسجد میں جنگی مشق کرتے دیکھتی تھی۔ آپؐ اس وقت تک اپنی چادر کی آڑ کیے رہتے جب تک میں خود اکتا نہ جاتی۔

تو اے لوگو! اگر تم کسی کمسن لڑکی سے شادی کرو تو اس کے جذبات و حسیات کا خیال رکھو۔ کمسن عورت کھیل اور تفریح کی شوقین ہوتی ہے۔"

تشریح:۔ حبشی غلام نیزوں اور دوسرے اسلحہ کی مشق مسجد کے صحن میں کرتے، تو حضرت عائشہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کی آڑ میں ان کا کھیل دیکھتیں۔ جب ان کا جی بھر جاتا تو چلی جاتیں۔ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نوجوان عورت تھیں اور اس عمر میں عورتوں کے کیا جذبات ہوتے ہیں اس سے حضورؐ واقف تھے، اس لیے آپؐ اپنی چادر سے آڑ کر دیتے اور یہ جنگی مشق دیکھتیں۔ اس سے اُمت کے لوگوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ان کی بیویاں نئی عمر کی ہوں تو ان کے جذبات کی جائز حدود میں رہ کر رعایت کرنی چاہیے۔

یہ بات یاد رہے کہ عورت کے دیکھنے پر اس طرح کی پابندی نہیں ہے جس طرح کی پابندی مردوں کے عورتوں کی طرف دیکھنے پر ہے۔

(۳۲۵) عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ رضؓ وَمَا رَأَیْتُهَا قَطُّ، وَلٰكِنْ كَانَ یُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ یُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً، ثُمَّ یَبْعَثُهَا فِیْ صَدَائِقِ خَدِیْجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَاَنْ لَّمْ یَكُنْ فِی الدُّنْیَا امْرَاَةٌ اِلَّا خَدِیْجَةُ، فَیَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ، وَكَانَ لِیْ مِنْهَا وَلَدٌ۔ (متفق علیہ)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں سے کسی پر اتنا رشک مجھ کو نہیں آتا تھا جتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا۔ میں نے انہیں دیکھا نہیں تھا لیکن حضورؐ ان کا ذکر بہت زیادہ کرتے تھے۔

اور ایسا بہت ہوتا کہ آپؐ بکری ذبح کرتے پھر اس کی بوٹیاں بناتے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا

کی سہیلیوں کے یہاں بھیجتے۔

میں بسا اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے کہتی کہ گویا دنیا میں کوئی عورت خدیجہؓ کے سوا تھی ہی نہیں ...!

تو آپؐ فرماتے، "بلاشبہ وہ بہت اچھی عورت تھی۔ وہ ایسی اور ایسی تھی، ان کے یہ اور یہ کارنامے ہیں اور ان سے مجھے اولاد ہوئی"

تشریح:۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپؐ کی پہلی بیوی ہیں اور دعوت و رسالت کے آغاز سے آپ نے ہر طرح کے حالات میں حضور کا ساتھ دیا ہے اور دعوت کی راہ میں ہر طرح کی تکلیفیں ہنسی خوشی برداشت کی ہیں۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ رسالت کے ابتدائی زمانوں میں حضرت خدیجہؓ کے پاس ۲۵ ہزار درہم تھے لیکن ۸، ۹ سال میں سارا سرمایہ دعوت کی راہ میں لٹا دیا۔ وہ اہلِ ایمان جو ایمان لانے کے جرم میں اپنے گھروں سے نکال دیئے جاتے ان سب کی کفالت فرماتیں۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کفایت شعار بیوی کو زندگی بھر نہ بھلا سکے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔

بیویوں کے حقوق میں مساوات

(۳۲۶) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ، وَيَقُوْلُ:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِیْ فِیْمَآ اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِكُ وَلَآ اَمْلِكُ، يَعْنِي الْقَلْبَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی بیویوں کے درمیان باری اور دوسرے تمام حقوق میں پورا عدل و انصاف برتتے اور یہ دُعا کرتے،

اے اللہ، یہ منصفانہ تقسیم تو میرے بس کی بات ہے مگر دل کی محبّت میرے اختیار سے باہر کی چیز ہے اس لیے اگر کسی بیوی سے زیادہ تعلقِ خاطر رکھتا ہوں تو مجھ سے اس پر مواخذہ نہ ہو"

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو نان نفقہ، خوراک و پوشاک اور دوسرے معاملات میں پورے انصاف سے کام لینا چاہیے، البتہ اگر کسی بیوی کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہے اور اس میلان کا کوئی اثر عادلانہ تقسیم پر نہیں پڑتا تو قیامت کے دن اس پر کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا۔

بیوی کی تربیت

(۳۲۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِعْتَلَّ بَعِیْرُ صَفِیَّةَ وَعِنْدَ زَیْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِزَیْنَبَ اَعْطِیْهَا بَعِیْرًا،
فَقَالَتْ أَنَا أُعْطِیْ تِلْكَ الْیَهُوْدِیَّةَ ؟
فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرَ۔ (ابوداؤد)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی بیوی جو پہلے یہودی مذہب رکھتی تھیں) کا اونٹ بیمار ہو گیا تھا، اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک زائد اونٹ تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے زینبؓ سے کہا کہ "صفیہؓ کو ایک اونٹ دے دو۔"

زینبؓ کی زبان سے نکلا "بھلا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دوں گی"؟
اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور زینبؓ سے ذی الحجہ، محرم اور صفر کے کچھ ایام تک قطع تعلق کیے رکھا۔"

تشریح:۔ معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ مدت تک قطع تعلق کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ کوئی دینی مصلحت ہو، جیسا کہ اس حدیث میں ہے، یہ آپؐ کا غصہ اپنی ذات کے لیے نہیں تھا، بلکہ اس بات پر آپؐ کو غصہ آیا کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو یہودیّت کا طعنہ کیوں دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی ایک تربیّت یافتہ بیوی کی زبان سے دوسری بیوی سے متعلق اتنا غلط لفظ نکلا کیسے!

بے پایاں سخاوت

(۳۲۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا۔ (بخاری ومسلم)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے کسی سائل کے سوال پر "نہیں" کبھی نہیں فرمایا۔

شفاعت کی ترغیب

(۳۲۹) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ اَوْصَاحِبُ

الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا، وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَاءَ۔

(بخاری، مسلم)

"حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں،" آپؐ کے پاس جب کوئی سائل ضرورت مند آتا تو لوگوں سے فرماتے کہ:

"اس کے حق میں سفارش کرو تو تمہیں اجر و ثواب حاصل ہوگا اور اللہ جو چاہتا اپنے نبیؐ کی زبان سے فیصلہ فرماتا۔"

تشریح:۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آپؐ کے پاس کوئی سائل آتا تو آپؐ لوگوں کو ہدایت کرتے کہ اس کے بارے میں کلمۂ خیر کہو، ایک دوسرے کو مدد کرنے پر ابھارو۔ یہ اجر و ثواب کا کام ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ دینے کا فیصلہ فرماتے دیتے۔

نبیؐ کا تبسّم

(۳۳۰) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:

مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرٰى مِنْهُ لَهَوَاتُهٗ، اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ۔ (متفق علیہ)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ،

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپؐ کے تالو نظر آجائیں۔ آپؐ صرف مسکراتے تھے۔ (یعنی ٹھٹھا مار کر نہیں ہنستے تھے)۔"

تربیت کا انداز

(۳۳۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّ مَا يُوَاجِهُ الرَّجُلَ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهٗ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا رَجُلٌ وَعَلَيْهِ اَثَرُ صُفْرَةٍ، فَلَمَّا قَامَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ لَوْ غَيَّرَ اَوْ نَزَعَ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ۔ (الادب المفرد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طبیعت کی نرمی کی وجہ سے کسی کو براہِ راست کم ہی کسی ناپسندہ بات پر ٹوکتے تھے۔

ایک دن ایک آدمی آپؐ کے پاس آیا جس کے اوپر زردی کے اثرات تھے، تو جب

وہ جانے کے لیے اٹھا تو آپؐ نے اہلِ مجلس کو مخاطب بنا کر فرمایا "اگر یہ صاحب پیلے لباس کو بدل دیں یا کپڑے کے پیلے پن کو دور کر دیں تو کتنا اچھا ہو"۔

(۳۳۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی فَاطِمَةَ فَوَجَدَ عَلٰی بَابِهَا سِتْرًا فَلَمْ یَدْخُلْ عَلَیْهَا وَ قَلَّمَا کَانَ یَدْخُلُ اِلَّا بَدَأَ بِهَا،

قَالَ فَجَآءَ عَلِیٌّ فَرَاٰهَا مُهْتَمَّةً فَقَالَ مَالَكِ؟

فَقَالَتْ جَآءَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَدْخُلْ عَلَیَّ،

فَاَتَاهُ عَلِیٌّ، فَقَالَ، یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَاطِمَةَ اِشْتَدَّ عَلَیْهَا اَنَّكَ جِئْتَهَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَیْهَا،

فَقَالَ وَمَا اَنَا وَالدُّنْیَا وَمَا اَنَا وَالرَّقْمَةُ،

قَالَ: فَذَهَبَ اِلٰی فَاطِمَةَ فَاَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَتْ فَقُلْ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرُنِیْ بِهٖ؟

فَقَالَ، قُلْ لَّهَا تُرْسِلُ بِهٖ اِلٰی بَنِیْ فُلَانٍ۔ (مسند احمد بن حنبلؒ)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے ملاقات نہیں کی، دروازے سے لوٹ گئے، چونکہ آپؐ نے دروازے پر منقش رنگین پردہ لٹکا ہوا دیکھا حالانکہ آپؐ کا معمول یہ تھا کہ جب کبھی سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے فاطمہؓ سے ملاقات کرتے۔

اس حدیث کے راوی عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب علیؓ اپنے گھر آئے اور فاطمہؓ کو غمگین اور پریشان دیکھا تو پریشانی کا سبب پوچھا،

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں آئے اور دروازے ہی سے لوٹ گئے میرے پاس نہیں آئے"۔

یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ "اے اللہ کے رسولؐ، فاطمہؓ کو بڑا غم ہے اس بات کا کہ آپؐ ہمارے یہاں گئے اور فاطمہؓ سے نہیں ملے"۔

تو آپؐ نے فرمایا، "مجھے دنیا سے کیا دلچسپی؟ مجھے رنگین منقش پردوں سے کیا مطلب"؟
راوی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ فاطمہؓ کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو کچھ فرمایا تھا وہ فاطمہؓ کو بتایا۔
فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا، "جائیے اللہ کے رسولؐ سے پوچھیے کہ وہ مجھے اس پردے
کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں"
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا کہ "جاؤ فاطمہؓ سے کہو کہ اس پردے کو فلاں
کے گھر بھیج دے" (تاکہ کرتا وغیرہ بنا کر عورتیں پہن ڈالیں، غالباً وہ ضرورت مند تھے۔)
تشریح:۔ دروازے پر رنگین پردے کا لٹکانا شرعاً گناہ نہیں ہے لیکن دنیا کی طرف بڑھنے کی
علامت ضرور ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے کے اہلِ ایمان مردوں اور عورتوں کو قیامت
تک آنے والے مومنین اور مومنات کے لیے اسوہ اور نمونہ بنانا چاہتے تھے اس لیے آپؐ نے
ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

آدابِ طعام

(۳۳۳) مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ، وَاِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ۔ (متفق علیہ ـــ ابوہریرہؓ)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پر اعتراض نہیں کیا اور اس میں کیڑے نہیں نکالے۔ اگر آپؐ کا جی کھانے کو چاہتا تو کھاتے نہیں جی چاہتا تو نہ کھاتے۔"
تشریح:۔ کھانا سے مراد وہ کھانا بھی ہے جو گھر میں پکا ہو اور وہ کھانا بھی جو کسی دعوت میں آپؐ کے سامنے پیش کیا گیا ہو۔

(۳۳۴) اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ،
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔ (بخاری ـــ ابوامامہ)

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے اور دسترخوان اٹھایا جاتا تو فرماتے شکر ہے اللہ کا، بہت زیادہ بہترین بابرکت

شکر ایسا شکر جو ہم خود کریں دوسروں سے نہ کرائیں، ایسا شکر جو کبھی ہم سے ترک نہ ہو، اور جس سے ہم کبھی بے نیاز اور بے پروانہ ہوں، اے ہمارے رب!"

تواضع و خاکساری

(۳۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، مَا رُئِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ ۔ (ابوداؤد)

"عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے نہیں دیکھا کہ ٹیک لگا کر کھانا کھایا ہو (جیسا کہ بادشاہوں اور امیروں کا دستور ہے) اور کبھی کسی شخص نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ دو آدمی بھی آپؐ کے پیچھے چلتے ہوں (جیسا کہ بادشاہوں کا دستور ہے وہ اپنے ساتھ باڈی گارڈ رکھتے ہیں جو ہٹو بچو کی صدائیں لگاتے ہیں)۔"

(۳۳۶) عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَرْمِي الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلٰى نَاقَةٍ صَهْبَاءَ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ ابن خزیمہ)

"قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو، قربانی کے دن، بھورے رنگ کی اونٹنی پر سوار، کنکری مارتے دیکھا، نہ وہاں سپاہیوں کی مار پیٹ تھی اور نہ ہٹو بچو کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔"

تشریح:۔ یہ آخری حج کا واقعہ بیان ہو رہا ہے جب پورا ملک عرب آپؐ کا ماتحت تھا، آپؐ میں شاہانہ کروفر نام کو نہ تھا۔

مریض کی عیادت

(۳۳۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَدْبَرَ الْأَنْصَارِيُّ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا أَخَا الْأَنْصَارِ كَيْفَ أَخِي سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟

فَقَالَ صَالِحٌ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَعُوْدُهُ مِنْكُمْ؟

فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ، مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ وَّلَا خِفَافٌ وَّلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ، نَمْشِي فِي تِلْكَ السِّبَاخِ حَتّٰى جِئْنَاهُ، فَاسْتَأْخَرَ قَوْمُهُ مِنْ حَوْلِهِ حَتّٰى دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ مَعَهُ۔ (مسلم)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے، اسی اثنا میں انصار کا ایک آدمی آیا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، جب وہ واپس جانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ

"سعد بن عبادہ کا حال بتاؤ" (وہ بیمار تھے)

اس انصاری نے جواب دیا کہ "وہ ٹھیک ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مجلس سے کہا کہ "تم میں سے کون لوگ سعد کی عیادت کو چلیں گے۔"

پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہم دس سے زیادہ آدمی تھے، نہ تو ہمارے پیروں میں جوتے تھے، نہ چمڑے کے موزے تھے، نہ ہمارے سروں پر ٹوپیاں تھیں اور نہ جسم پر کرتے تھے۔ اسی حالت میں شور زمین میں ہم چلتے رہے یہاں تک کہ سعد بن عبادہ کے پاس پہنچے، ان کے گھر کے لوگ ان کے پاس سے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھ جو لوگ گئے تھے ان کے قریب گئے اور بیمار پرسی کی۔"

تعزیت کا انداز

(۳۳۸) عَنْ مُعَاذٍ اَنَّهُ مَاتَ لَهُ ابْنٌ فَكَتَبَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ التَّعْزِيَةَ،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ،

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ سَلَامٌ عَلَيْكَ،

فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ،

اَمَّا بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللّٰهُ لَكَ الْاَجْرَ، وَاَلْهَمَكَ الصَّبْرَ، وَرَزَقَنَا وَاِيَّاكَ الشُّكْرَ، فَاِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَهْلَنَا مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ الْهَنِيْئَةِ وَعَوَارِيْهِ

الْمُسْتَوْدَعَةِ، مَتَّعَكَ اللّٰهُ بِهٖ فِيْ غِبْطَةٍ وَّسُرُوْرٍ، وَقَبَضَهُ مِنْكَ بِاَجْرٍ كَبِيْرٍ، اَلصَّلٰوةُ وَالرَّحْمَةُ وَالْهُدٰى اِنِ احْتَسَبْتَهُ، فَاصْبِرْ وَلَا يُحْبِطْ جَزَعُكَ اَجْرَكَ فَتَنْدَمَ، وَاعْلَمْ اَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ مَيِّتًا وَلَا يَدْفَعُ حُزْنًا وَّمَا هُوَ نَازِلٌ فَكَانَ قَدْ،

وَالسَّلَامُ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

”حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا وفات پاگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ تعزیتی خط لکھا (غالباً وہ اس زمانے میں یمن میں تھے)، خط کا مضمون یہ ہے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ خط اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام ہے، تم پر سلامتی ہو، مَیں اللہ کا شکر اور اس کی حمد و تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ تم بھی اللہ کا شکر اور اس کی تعریف کرو۔

اما بعد، اللہ تعالیٰ تمہیں اجرِ عظیم دے اور تمہیں صبر دے اور ہمیں اور تمہیں شکر کی توفیق بخشے۔ ہماری اپنی جانیں اور مال اور بال بچے یہ سب اللہ کی خوشگوار نعمتیں ہیں اور یہ ہمارے پاس اللہ کی رکھی ہوئی امانتیں ہیں۔ جب تک یہ تمہارے پاس رہیں مسرت اور خوشی تمہیں ملے اور ان کے چلے جانے کے بعد اللہ اجرِ عظیم سے نوازے۔ تمہارے لیے خدا کی رحمت اور انعام اور ہدایت ہو اگر اجرِ آخرت کی نیت سے صبر کیا۔ پس تم صبر کرو اور دیکھو تمہاری بے قراری اور بے صبری تمہیں اجر سے محروم نہ کرے ورنہ پچھتاؤ گے، اور اس بات کا یقین کرو کہ بے صبری سے کوئی مرنے والا لوٹ کر نہیں آسکتا اور نہ غم دور ہو سکتا ہے اور جو حادثہ واقع ہوا ہے اسے تو ہونا ہی تھا۔

والسلام۔

(۳۳۹) وَعَنْ قُرَّةَ ابْنِ اِيَاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ جَلَسَ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ، فِيْهِمْ رَجُلٌ لَّهٗ اِبْنٌ صَغِيْرٌ يَّاْتِيْهِ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهٖ فَيُقْعِدُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ

فَهَلَكَ فَامْتَنَعَ الرَّجُلُ اَنْ يَّحْضُرَ الْحَلْقَةَ لِذِكْرِ ابْنِهِ،
فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَالِيْ لَا اَرٰى فُلَانًا؟
قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، بُنَيَّهُ الَّذِيْ رَاَيْتَهُ هَلَكَ،
فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ بُنَيِّهِ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ هَلَكَ فَعَزَّاهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:
يَا فُلَانُ! اَيُّمَا كَانَ اَحَبَّ اِلَيْكَ؟
اَنْ تَتَمَتَّعَ بِهِ عُمُرَكَ، اَوْ لَا تَأْتِيْ اِلٰى بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَهُ قَدْ سَبَقَكَ اِلَيْهِ يَفْتَحُهُ لَكَ۔
قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، بَلْ يَسْبِقُنِيْ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُهَا لَهُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ
قَالَ: فَذَاكَ لَكَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ نسائی شریف)

"حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،
اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نشست فرماتے تو آپؐ کے صحابہؓ میں سے کچھ لوگ آپؐ کے پاس بیٹھ جاتے، ان بیٹھنے والوں میں ایک صاحب تھے جن کا ایک چھوٹا بچہ تھا، یہ بچہ حضورؐ کے پاس آپؐ کی پشت کی جانب سے آتا تو آپؐ اس کو اپنے سامنے بٹھا لیتے، پھر ایسا ہوا کہ وہ بچہ مرگیا تو بچے کے باپ اس کے غم میں کچھ دنوں آپؐ کی مجلس میں نہیں آئے،
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ" وہ فلاں شخص کیوں نہیں آتا؟ کیا بات ہے"؟
لوگوں نے آپؐ کو بتایا کہ" ان کا چھوٹا بچہ جسے آپؐ نے دیکھا تھا اس کا انتقال ہو گیا (شاید اسی وجہ سے وہ نہیں آرہے ہیں)"
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ملاقات کی اور بچے کے بارے میں دریافت فرمایا، جب انہوں نے بتایا کہ اس بچے کا انتقال ہوگیا ہے تو آپؐ نے انہیں تسلی دی پھر فرمایا:
"بتاؤ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ کیا یہ بات پسند ہے کہ وہ بچہ زندہ رہے یا یہ پسند ہے کہ وہ بچہ پہلے جائے اور جنت کا دروازہ تمہارے لیے کھولے اور جب تم پہنچو تو وہ تمہارا استقبال کرے"۔

اس شخص نے کہا "اے اللہ کے نبیؐ، مجھے یہی بات پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت میں جائے اور میرے لیے جنت کا دروازہ کھولے یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔"

تو آپؐ نے فرمایا کہ "یہ بچہ اس لیے تمہاری زندگی میں مرا ہے تاکہ وہ تمہارے لیے جنت کا دروازہ کھولے۔"

نبیؐ سفر میں

(۳۴۰) عَنْ جَابِرٍ قَالَ، كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ فَيُزْجِي الضَّعِيْفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْلَهُمْ۔ (ابوداؤد)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں قافلے کے پیچھے رہتے، کمزوروں کو چلاتے اور انہیں اپنی سواری پر پیچھے بٹھا لیتے اور ان کے لیے دُعا فرماتے۔"

نبیؐ اپنے رفقاء کے درمیان

(۳۴۱) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، كُنَّا يَوْمَ بَدْرٍ كُلُّ ثَلَاثَةٍ عَلٰى بَعِيْرٍ، فَكَانَ اَبُوْ لُبَابَةَ وَعَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ زَمِيْلَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَانَتْ اِذَا جَاءَتْ عُقْبَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قَالَا نَمْشِيْ عَنْكَ،

قَالَ مَا اَنْتُمَا بِاَقْوٰى مِنِّيْ، وَمَا اَنَا اَغْنٰى عَنِ الْاَجْرِ مِنْكُمَا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی کے موقع پر ایک اونٹ پر تین آدمی ہوتے تھے (سواریوں کی قلت تھی) تو ابو لبابہ اور علی بن ابی طالبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باری پیدل چلنے کی آتی تو دونوں کہتے کہ "آپؐ سوار ہو کر چلیں ہم پیدل چلیں گے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ "تم دونوں مجھ سے طاقتور نہیں ہو اور تم دونوں سے زیادہ پیدل چلنے کے اجر کا طالب میں ہوں۔"

(۳۴/۲) عَنِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

تَکَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ کَلِمَۃً فِیْھَا مَوْجِدَۃٌ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تُقِرَّنِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَخْبَرْتُ بِھَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَوَدِدْتُ اَنِّی افْتَدَیْتُ مِنْھَا بِکُلِّ اَھْلٍ وَّمَالٍ،

فَقَالَ: قَدْ اٰذُوْ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَصَبَرَ،

ثُمَّ اَخْبَرَ اَنْ نَبِیًّا کَذَّبَہٗ قَوْمُہٗ وَشَجُّوْہُ حِیْنَ جَاءَھُمْ بِاَمْرِ اللّٰہِ فَقَالَ وَھُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْھِہٖ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، انصار میں سے ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک ایسی بات کہی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ ہے تو میں برداشت نہیں کر سکا اور جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو مجھے یہ بات پہنچانے پر بہت افسوس ہوا۔

آپؐ نے فرمایا کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ ایذاء دی گئی اور انہوں نے صبر کیا"

پھر آپؐ نے فرمایا کہ "ایک نبی تھے جن کو ان کی قوم نے جھٹلایا، اور ان کو پتھر مار کر زخمی کر دیا تو اس نبی نے اپنے چہرے سے خون پونچھتے ہوئے یہ کہا کہ "اے اللہ، میری قوم کو معاف فرما دیجیے اس لیے کہ وہ نہیں جانتے ہیں"

خطرات میں پیش پیش

(۳۴۳) قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ کُنَّا وَاللّٰہِ اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِیْ بِہٖ، وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِیْ یُحَاذِیْ بِہٖ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (بخاری)

"حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، بخدا جب لڑائی ہوتی تو آپؐ ہم سب کے آگے ہوتے اور ہم آپؐ کے ذریعہ اپنا بچاؤ کرتے، اور ہم میں سب سے زیادہ بہادر وہ سمجھا جاتا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا"

تربیت کے لیے اظہارِ عیب

(۳۴۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

مَآ اَظُنُّ فُلَانًا وَّ فُلَانًا یَعْرِفَانِ مِنْ دِیْنِنَا شَیْئًا۔ (بخاری ــــ عائشہؓ)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، دو آدمیوں کے بارے میں فرمایا،

"میرا خیال یہ ہے کہ فلاں اور فلاں شخص ہمارے دین کو کچھ نہیں سمجھتے۔"

تشریح:۔ یعنی یہ دونوں آدمی نہ تو دین سیکھتے ہیں اور نہ یہ جانتے ہیں کہ اس دین کے کیا مطالبات اور کیا تقاضے ہیں، یہ دونوں شخص کون ہیں ان کے نام حضرت عائشہؓ نے نہیں لیے ہیں غالب گمان یہ ہے کہ یہ دونوں منافقین میں سے ہوں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نصح وخیر خواہی کے جذبہ کے ساتھ اجتماعی معاملات کے ذمہ دار لوگ اپنے وابستگانِ جماعت میں سے کسی کے خلاف اظہارِ رائے کریں تو یہ غیبت میں شمار نہ ہوگا لیکن یہ راہ بہت پُرخطر ہے اس میں بہت سنبھل کر قدم رکھنا ہوگا۔

رفقارِ کار کے ساتھ صحیح تعلق

(۳۴۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

لَا یُبَلِّغُنِیْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ عَنْ اَحَدٍ شَیْئًا، فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَیْکُمْ وَاَنَا سَلِیْمُ الصَّدْرِ۔ (ابوداؤد ــــ ابن مسعودؓ)

"حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے کسی ساتھی کے بارے میں مجھے کچھ نہ پہنچائے کیونکہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں تم لوگوں کے پاس سے اس حال میں آؤں کہ میرا سینہ پاک وصاف ہو۔"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ بلا تحقیق کوئی کسی کے بارے میں آکر مجھ سے کچھ نہ کہے، اس لیے کہ سب میرے ساتھی ہیں اور کسی کے بارے میں اگر کچھ مجھے بتایا جائے گا تو میرے دل پر اس کا اثر پڑے گا اور اس کے خلاف کسی نہ کسی درجے میں بدگمانی قائم ہوگی۔

یہاں یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ بلا تحقیق بات پہنچانے سے آپؐ نے روکا ہے، اور یہ

چیز قرآن میں بصراحت بیان ہوئی ہے۔

(۳۴۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ بِیَدِہٖ وَلَا امْرَأَۃً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ یُّجَاھِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، وَمَا نِیْلَ مِنْہُ شَیْءٌ قَطُّ فَیَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِہٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَھَکَ شَیْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔ (مسلم)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ کسی بیوی کو مارا نہ کسی خادم کو اور نہ کسی اور کو۔ ہاں البتہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے دین کے دشمنوں کو ضرور مارا ہے۔ اور آپؐ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی کہ آپؐ نے تکلیف پہنچانے والے سے بدلہ لیا ہو۔ البتہ جب کوئی شخص اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا تو خدا کی خاطر اس سے بدلہ لیتے (سزا دیتے)۔"

معاملات کی صفائی

(۳۴۷) عَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدِ بْنِ ھَوْذَۃَ قَالَ کَتَبَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کِتَابًا،

"ھٰذَا مَا اشْتَرَی الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ ھَوْذَۃَ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِشْتَرٰی مِنْہُ عَبْدًا اَوْ اَمَۃً لَّا دَاءَ وَلَا غَائِلَۃَ وَلَا خِبْثَۃَ، بَیْعُ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ" (ترمذی)

"عدّاء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے ایک دستاویز لکھی، اس کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے،

"عدّاء بن خالد ابن ہوذہ نے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام خریدا جس کے اندر نہ تو کوئی بیماری ہے اور نہ کوئی اخلاقی خرابی و خباثت ہے، ایک بیع ہے مسلمان کی مسلمان کے ہاتھ (جس میں کسی طرح کی دھوکے بازی نہیں کی گئی ہے)۔"

(۳۴۸) عَنِ السَّائِبِ بْنِ اَبِی السَّائِبِ اَنَّہٗ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

كُنْتَ شَرِيكِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَكُنْتَ خَيْرَ شَرِيكٍ لَا تُدَارِينِي وَلَا تُمَارِينِي۔ (ابو داؤد)

سائب بن ابی السائب نے کسی موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا،

"ہم آپ جاہلیت کے زمانہ میں شرکت میں کاروبار کرتے، لیکن آپ نے نہ تو کبھی دھوکہ بازی کی اور نہ جھگڑا کیا (جیسا کہ کاروبار میں شریک لوگ کرتے ہیں)۔"

(۳۴۹) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضؓ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَيْتِهَا، فَدَعَا وَصِيفَةً لَهُ أَوْ لَهَا، فَأَبْطَأَتْ فَاسْتَبَانَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ،

فَقَامَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِلَى الْحِجَابِ فَوَجَدَتِ الْوَصِيفَةَ تَلْعَبُ، وَمَعَهُ سِوَاكٌ،

فَقَالَ لَوْلَا خَشْيَةُ الْقَوَدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَأَوْجَعْتُكِ بِهٰذَا السِّوَاكِ۔

(الادب المفرد)

"حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے یہاں تشریف رکھتے تھے، آپ نے ایک خادمہ کو بلایا، یہ اُم سلمہؓ کی خادمہ تھیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی، اس نے آپ کے پاس پہنچنے میں دیر لگائی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے۔ اُم سلمہؓ نے اسے محسوس کر لیا تو وہ پردے کے قریب اُٹھ کر گئیں اور خادمہ کو کھیلتے ہوئے پایا، غرض وہ خادمہ آئی،

آپ نے فرمایا کہ "اگر قیامت کے دن تیرے بدلہ لینے کا اندیشہ مجھ کو نہ ہوتا تو اس مسواک سے میں تجھے مارتا، اس وقت آپ کے ہاتھ میں مسواک تھی۔"

تشریح:۔ یہ غصہ آپ کی اپنی ذات کے لیے تھا کہ خادمہ آخر آواز دینے پر آئی کیوں نہیں، اس حالت میں اگر اسے سزا دیتے تو قیامت کے دن بازپرس کا اندیشہ تھا، اس لیے آپ نے سزا نہیں دی۔ اس سے پہلے وہ حدیث آچکی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو ظلماً ایک کوڑا مارے گا تو قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا، اور اسی باب میں وہ حدیث آچکی ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا۔

حقوق العباد کی اہمیت

(۳۵۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَھْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِیْهِ، فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ، فَاَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ اٰذَیْتُهٗ شَتَمْتُهٗ، لَعَنْتُهٗ، جَلَدْتُهٗ، فَاجْعَلْھَا لَهٗ صَلٰوةً وَّزَکٰوةً وَّقُرْبَةً تُقَرِّبُهٗ بِھَاۤ اِلَیْكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (متفق علیہ۔ ابوہریرہؓ)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"اے اللہ، مَیں نے تجھ سے ایک وعدہ لے لیا ہے (قبولیتِ دعا کا وعدہ) جس کی تو ہرگز خلاف ورزی نہ کرے گا۔ مَیں انسان ہوں تو جس کسی مسلمان کو مَیں نے تکلیف دہ بات کہی ہو، برا بھلا کہا ہو، اس پر لعنت کی ہو، اسے کوڑے مار دیئے ہوں تو میرے فعل کو اس مظلوم کے لیے قیامت کے دن سببِ رحمت و مغفرت اور ذریعۂ قربت بنا دے۔"

تشریح:- یہ ہے حقوق العباد کی اہمیت کہ اگر کسی کو بالفرض ناحق ایذا دی ہو، مار دیا ہو اور متعین طور پر معلوم نہیں کہ اس سے جا کر معافی مانگی جائے تو اس کے حق میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مظلومیت کو مغفرت کا ذریعہ بنا دے۔

یہاں پر مرض الموت کا واقعہ سننے کے لائق ہے۔ آپؐ کو شدید بخار تھا، سر میں شدید درد تھا درد کی شدت کی وجہ سے آپؐ نے سر پر رومال باندھ رکھا تھا۔ اسی حالت میں فضل بن عباسؓ سے کہتے ہیں، "مجھے مسجد لے چلو اور لوگوں کو جمع کرو۔"

جب لوگ آ گئے تو آپؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر آپؐ نے فرمایا:

"مَیں تمہارے درمیان سے جلد چلا جانے والا ہوں، پس جس شخص کی پیٹھ پر مَیں نے کوڑا مارا ہو تو یہ میری پیٹھ حاضر ہے اس کو یہیں مجھ سے بدلہ لے لینا چاہیے۔

اور جس شخص کو مَیں نے ناحق بُرا بھلا کہا ہو تو مَیں یہاں موجود ہوں اپنا بدلہ لے لے۔

اور جس شخص کا میرے ذمہ کوئی مال ہو تو مجھ سے وصول کر لے۔

اور میری طرف سے دشمنی کا اندیشہ نہ کرے (کہ مَیں بعد میں اس کی کسر نکالوں گا) اس لیے کہ یہ میری شان کے منافی ہے۔ تم میں سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جو مجھ سے اپنا حق دنیا ہی

میں وصول کر لے یا پھر خوشی خوشی معاف کر دے تاکہ میں اپنے رب کے پاس خوش خوش جاؤں۔

اے لوگو، جس نے کسی کا حق دبا لیا ہو وہ صاحب حق کو لوٹا دے اور دنیا میں رسوائی کا اندیشہ نہ کرے ورنہ پھر آخرت کی رسوائی کے لیے تیار رہے جہاں کی رسوائی، دنیا کی رسوائی سے سخت اور شدید ہوگی۔"

داعیانہ معاشی زندگی

(۳۵۱) مَا رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنِ ابْتَعَثَهُ اللهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ،

وَقَالَ مَا رَأَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْخَلًا مِنْ حِيْنِ ابْتَعَثَهُ اللهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ،

قِيْلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ؟

قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَأَكَلْنَاهُ۔ (بخاری ۔ سہل بن سعدؓ)

"حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" نبوت کے بعد سے زندگی بھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ کا آٹا نہیں دیکھا۔"

نیز سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ "جب سے آپؐ کو اللہ نے نبی بنایا اس وقت سے لے کر وصال تک چھنا ہوا آٹا نہیں دیکھا۔"

پوچھا گیا کہ بغیر چھنے ہوئے آٹے کو آپ لوگ کیسے کھاتے تھے؟

انہوں نے جواب دیا "ہم جو کو پیستے تھے اور آٹے کو منہ سے پھونک مارتے تھے کچھ بھوسی اُڑ جاتی اور بقیہ کی روٹی پکاتے اور کھا لیتے۔"

تشریح :- سوال یہ ہے کہ میدہ کا آٹا آپؐ نے کیوں نہیں دیکھا؟ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کیوں نہیں کھائی؟ کیا آپؐ کو گیہوں نہیں ملتا تھا؟ بات دراصل یہ ہے کہ آپؐ سب کچھ حاصل کر سکتے تھے لیکن آپؐ نے یہ پسند نہیں فرمایا، اس لیے کہ امت کو سادگی کی تعلیم دینی مقصود تھی اور عیش کوشی سے بچانا مدِنظر تھا اس لیے آپؐ نے ایسا کیا۔

نیز یہ بات بھی سمجھ لینے کی ہے کہ جو لوگ دین کا کام کرنے اُٹھتے ہیں تو ان پر یہ مرحلہ بھی آتا ہے کہ انہیں اپنی زندگی کے معیار کو گرانا پڑتا ہے اور بھوک پیاس اور دوسرے امتحانوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

(۳۵۲) ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ مَا أَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا، فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِي مَا يَجِدُ دَقَلًا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ۔ (مسلم —— نعمان بن بشیرؓ)

"حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بات یاد آئی کہ آج لوگوں کے پاس کتنی دولت اور جائداد ہے، اس ضمن میں فرمایا کہ،

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ پورا دن گزر جاتا بھوک سے تڑپتے ہوئے، ردی کھجور بھی اس مقدار میں نہیں پاتے کہ اس سے اپنی بھوک مٹا لیتے۔"

تشریح:۔ یہ حالت ہر زمانے میں حق کی دعوت دینے والوں کو پیش آسکتی ہے۔

(۳۵۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

إِنْ كَانَ لَيَمُرُّ بِآلِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْأَهِلَّةُ مَا يُسْرَجُ فِي بَيْتِ أَحَدٍ مِنْهُمْ سِرَاجٌ، وَلَا يُوقَدُ فِيهِ نَارٌ، إِنْ وَجَدُوا زَيْتًا ادَّهَنُوا بِهِ۔

(ترغیب و ترہیب جلد۴)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں پر کئی مہینے اس حال میں گزر جاتے کہ ان میں سے کسی کے یہاں چراغ نہ جلتا، اور نہ آگ جلانے کی نوبت آتی۔ اگر زیتون کا تیل مل جاتا تو سر پر لگا لیتے۔"

تشریح:۔ یہ اس زمانے کا حال بیان ہو رہا ہے جب کہ کفر و اسلام کی کشمکش برپا تھی۔ ساری توجہ دین کو بچانے میں لگی ہوئی تھی۔ صرف پانی اور کھجور پر گزارا کرنا پڑتا تھا، کھانا پکانے کی نوبت نہیں آتی تھی۔

(۳۵۴) عَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ:

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ، فَجَعَلَ يَعْتَذِرُ إِلَيَّ، وَأَنَا أَلُوْمُهُ۔ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَخَرَجْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى ابْنَتِيْ، وَهِيَ تَحْتَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ فَوَجَدْتُ شُرَحْبِيْلَ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْتُ: قَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، وَأَنْتَ فِي الْبَيْتِ؟ وَجَعَلْتُ أَلُوْمُهُ!

فَقَالَ يَا خَالَةُ، لَا تَلُوْمِيْنِيْ، فَإِنَّهُ كَانَ لِيْ ثَوْبٌ فَاسْتَعَارَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

فَقُلْتُ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ كُنْتُ أَلُوْمُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ، وَهٰذِهِ حَالُهُ، وَلَا أَشْعُرُ!

فَقَالَ شُرَحْبِيْلُ، مَا كَانَ إِلَّا دِرْعٌ رَقَّعْنَاهُ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ طبرانی وبیہقی)

"حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، مَیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ کچھ مال حاصل کروں لیکن آپ نے معذرت کر دی (اس پر میرا دل مطمئن نہیں ہوا اور مَیں نے آپؐ پر خفگی کا اظہار کیا) اور جب نماز باجماعت کا وقت قریب آیا تو مَیں نکلی اور اپنی بیٹی کے یہاں گئی تو اس کے شوہر شرحبیل ابن حسنہ کو گھر میں پایا۔ مَیں نے کہا:

"نماز کا وقت آگیا اور تم ابھی گھر میں ہو" اور ان پر خفا ہوتی رہی،

تو انہوں نے کہا کہ "اے خالہ! آپؐ مجھے ملامت نہ کریں میرے پاس ایک ہی کپڑا تھا وہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے استعمال کے لیے بطورِ عاریت لے لیا ہے (میرے پاس دوسرا کپڑا نہیں ہے اس لیے مَیں مسجد نہیں گیا)"۔

تو مَیں نے کہا "میرے ماں باپ نبیؐ پر قربان، مَیں آج ان پر خفا ہو رہی تھی اور ان کی اس حالت کا مجھ کو علم نہیں تھا"، شرحبیل کہتے ہیں کہ "ہمارے پاس ایک ہی پھٹا کُرتا تھا جس میں ہم نے پیوند لگا رکھا تھا"۔

(۳۵۵) نَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَصِيْرٍ، فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ،

فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً،

فَقَالَ مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا؟ مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا۔ (ترمذی ــــــ ابن مسعودؓ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے، جب آپؐ اُٹھے تو چٹائی کے نشانات آپؐ کے پہلو میں ہم نے دیکھے تو ہم نے کہا،

"اے اللہ کے رسولؐ! اگر ہم آپؐ کے لیے کوئی گدا بنا دیں تو کیسا رہے گا؟"

آپؐ نے فرمایا "مجھے دنیا سے کیا مطلب؟ میں تو دنیا میں اس مسافر کی طرح ہوں جس نے کسی درخت کے سائے میں تھوڑی دیر تک آرام کیا پھر درخت اور درخت کے سائے کو چھوڑ کر سفر پر روانہ ہو گیا"

تشریح:۔ غالباً یہ اُس دَور کا واقعہ ہے جب عرب میں کفر و اسلام کی کشمکش کا خاتمہ ہو چکا تھا، جاہلیت اور جاہلی نظام کا چراغ بجھ چکا تھا، اور اسلام اور مسلمانوں کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار آ چکا تھا۔ ایسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی کا نمونہ بعد میں آنے والے اُمتیوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ان کے سوچنے کا انداز کیا ہو۔

(۳۵۶) رُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

حَجَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَحْلٍ رَثٍّ وَّقَطِیْفَةٍ خَلِقَةٍ تُسَاوِیْ اَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ اَوْ لَا تُسَاوِیْ۔ (ترمذی)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پھٹے پرانے کجاوے اور پرانی چادر میں حج کیا۔ اس چادر کی قیمت چار درہم رہی ہو گی یا چار درہم کے برابر بھی نہیں رہی ہو گی ۔۔ ا"

تشریح:۔ یہ آخری حج (حجۃ الوداع) کے موقع پر آپؐ کی سادگی کا حال بیان ہو رہا ہے جب پورا ملک اسلام کے قبضے میں آ چکا تھا۔

(۳۵۷) مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِرْهَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَیْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَیْضَاءَ الَّتِیْ کَانَ یَرْکَبُهَا وَسِلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِیْلِ صَدَقَةً۔ (بخاری ــــــ عمرو بن حارثؓ)

"حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا نہ کوئی دینار،

نہ کوئی غلام نہ باندی اور نہ کوئی دوسری چیز، سوائے اس مادہ خچر کے جس کا رنگ سفید تھا، جس پر آپؐ سواری کرتے تھے، اور بجز اپنے ہتھیار اور کچھ زمین کے اور اسے بھی آپؐ نے خدا کی راہ میں صدقہ کر دیا تھا۔"

(۳۵۸) عَنْ اَنَسٍ رضؓ اَنَّهٗ قَالَ،

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰهِ وَمَا یُخَافُ اَحَدٌ، وَلَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰهِ وَمَا یُؤْذٰی اَحَدٌ،

وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَیْنِ لَیْلَةٍ وَّیَوْمٍ، وَمَا لِیْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَأْکُلُهٗ ذُوْکَبِدٍ، اِلَّا شَیْءٌ یُّوَارِیْهِ اِبْطُ بِلَالٍ۔ (ترمذی)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مجھے دین کی دعوت دینے کے سلسلے میں جتنا خوف زدہ کیا گیا اتنا کسی اور کو کیا نہیں جا سکتا، اور خدا کے دین کی دعوت کی راہ میں مجھے اتنی اذیتیں دی گئیں جو کسی دوسرے کو نہیں دی گئیں، تیس دن اور تیس راتیں ایسی گزری ہیں کہ میرے پاس اور میرے رفیقِ سفر بلال رضؓ کے پاس کوئی بھی کھانے کی چیز نہ تھی، سوائے اس تھوڑی سی چیز کے جس کو بلال رضؓ اپنی بغل میں دبائے ہوئے تھے۔"

تشریح:- غالباً یہ طائف کا دعوتی سفر ہے۔ اس سفر میں بہت سی مشکلات پیش آئی ہیں، اس سفر میں سوائے تھوڑی سی کھجوروں کے اور کوئی غذائی سامان نہ تھا۔

اوپر خوف و ہراس پیدا کرنے اور ایذاء دینے کا ذکر ہے، دہشت انگیزی، ایذار رسانی اور بھوک سے اس راہ میں سابقہ پڑتا ہے، یہی کچھ اس راہ میں ہمیشہ پیش آئے گا۔

(۳۵۹) وَعَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ،

اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَیْتُهٗ مُتَغَیِّرًا،

فَقُلْتُ: بِاَبِیْ اَنْتَ، مَا لِیْ اَرَاكَ مُتَغَیِّرًا؟

قَالَ: مَا دَخَلَ جَوْفِیْ مَا یَدْخُلُ جَوْفَ ذَاتِ کَبِدٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ۔

قَالَ فَذَهَبْتُ فَإِذَا يَهُودِيٌّ يَسْقِيْ إِبِلًا لَهُ ، فَسَقَيْتُ لَهُ عَلَى كُلِّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ ، فَجَمَعْتُ تَمْرًا ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

فَقَالَ : مِنْ أَيْنَ لَكَ يَا كَعْبُ ؟

فَأَخْبَرْتُهُ ،

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُحِبُّنِيْ يَا كَعْبُ ؟

قُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ نَعَمْ :

قَالَ : إِنَّ الْفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَى مَنْ يُّحِبُّنِيْ مِنَ السَّيْلِ إِلَى مَعَادِنِهِ ، وَ إِنَّهُ سَيُصِيْبُكَ بَلَاءٌ ، فَأَعِدَّ لَهُ تَجْفَافًا ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

کعب بن عجُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؐ کا چہرہ اترا ہوا ہے۔

مَیں نے عرض کیا "میرا باپ آپؐ پر قربان، آپؐ کا چہرہ کیوں اُترا ہوا ہے۔"

آپؐ نے بتایا کہ "تین دن ہو گئے پیٹ میں ایک دانہ نہیں گیا ہے۔"

کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں کہ "مَیں گیا تاکہ آپؐ کے لیے کچھ انتظام کروں۔ دیکھا کہ ایک یہودی اپنے اونٹوں کو ڈول سے پانی بھر بھر کر پلا رہا ہے، مَیں اس سے ہر ڈول پر ایک کھجور کا معاملہ کر کے ڈول بھرنے لگا۔ اس طرح مَیں نے بہت سی کھجوریں اکٹھی کیں، انہیں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔"

آپؐ نے پوچھا "یہ تمہیں کہاں سے ملیں"

تو مَیں نے واقعہ بتایا۔

تب نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا " اے کعب کیا تم مجھ سے محبّت کرتے ہو؟

مَیں نے کہا "ہاں آپؐ پر میرا باپ قربان ہو۔"

آپؐ نے کہا "جو لوگ مجھے محبوب بناتے ہیں ان کی طرف فقر و فاقہ اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھتا ہے جتنا تیز سیلابی پانی ڈھلوان کی طرف بڑھتا ہے۔ اے کعب، تمہیں بھی امتحان سے دوچار ہونا پڑے گا تو فقر و فاقہ اور معاشی تنگی کا مقابلہ کرنے کے

لیے ہتھیار فراہم کرلو۔

تشریح:۔ اقتصادی مار اور معاشی تنگی کا مقابلہ جس ہتھیار سے کیا جا سکتا ہے وہ ہے خدا کی محبت، آخرت کی فکر، حساب کے دن کی یاد، جہنم کا ڈر، جنت کا شوق اور ربِ رحیم سے ملاقات کی بھڑکتی ہوئی تمنا اور ہمہ وقت بے چین رکھنے والی آرزو۔

اُسوۂ صحابہؓ

صحابہؓ کو نمونہ بناؤ

(۳۶۰) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ،

مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا، فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ، فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ۔

أُولٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانُوْا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبَرَّهَا قُلُوْبًا، وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا، وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا، اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَلِإِقَامَةِ دِيْنِهٖ،

فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ، وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى أَثَرِهِمْ، وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ، فَإِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص پیروی کرنا چاہے تو ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں اس لیے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے اس وقت تک اس کے فتنہ میں پڑنے اور دینِ حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔

وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحابِ محمدؐ ہیں، یہ لوگ اس اُمّت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے۔ ان لوگوں کو اللہ نے اپنے نبیؐ کا ساتھ دینے کے لیے اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لیے منتخب فرمایا تھا، پس اے مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق و سیرت کو اپنے امکان بھر مضبوطی سے پکڑو اس لیے کہ یہ لوگ صراطِ مستقیم پر تھے، خدا کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر تھے۔"

تشریح:۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لمبی عمر پائی اور زیادہ تر اصحابِ نبیؐ وفات پا چکے تھے، انہوں نے دیکھا کہ نبوت کا زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہے اتنا ہی لوگوں کے اندر خرابیاں آتی جا رہی ہیں

اور مختلف گروہ مختلف لوگوں کو اپنا پیشوا بنا رہے ہیں۔ اس لیے انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ اصحابِ نبیؐ کی پیروی کرو، ان کو اپنا مقتدیٰ اور پیشوا بناؤ اور ان کی سیرت و اخلاق کو اپناؤ۔

ہر کام خدا کی خوشنودی کے لیے کرو

(۳۶۱) وَعَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَاِذَا فَتًی بَرَّاقُ الثَّنَایَا وَاِذَا النَّاسُ مَعَهٗ فَاِذَا اخْتَلَفُوْا فِیْ شَیْئٍ اَسْنَدُوْهُ اِلَیْهِ، وَصَدَرُوْا عَنْ رَاْیِهٖ،

فَسَاَلْتُ عَنْهُ فَقِیْلَ: هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ،

فَلَمَّا کَانَ مِنَ الْغَدِ هَجَّرْتُ فَوَجَدْتُهٗ قَدْ سَبَقَنِیْ بِالتَّهْجِیْرِ، وَوَجَدْتُهٗ یُصَلِّیْ فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰی قَضٰی صَلَاتَهٗ، ثُمَّ جِئْتُهٗ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ،

ثُمَّ قُلْتُ لَهٗ: وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ لِلّٰهِ،

فَقَالَ: آللّٰهِ۔

فَقُلْتُ: آللّٰهِ۔

فَقَالَ: آللّٰهِ۔

فَقُلْتُ: آللّٰهِ۔

فَاَخَذَ بِحُبْوَةِ رِدَائِیْ، فَجَذَبَنِیْ اِلَیْهِ، فَقَالَ:

اَبْشِرْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی: وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ، وَلِلْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ، وَلِلْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ مؤطا امام مالکؒ)

"ابو ادریس خولانی کہتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں گیا، وہاں میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جن کے دانت بہت زیادہ چمکدار اور سفید تھے اور بہت سے لوگ ان کے گرد بیٹھے تھے یہ لوگ آپس میں بحث و مذاکرہ کرتے اور جب رایوں کا اختلاف ہوتا تو شخص مذکور کی طرف رجوع کرتے اور جو کچھ وہ فرماتے اسے قبول کر لیتے۔

مَیں نے پوچھا کہ "یہ کون شخص ہیں"۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ معاذ بن جبلؓ ہیں۔

جب دوسرا دن آیا تو مَیں ظہر کی نماز پڑھنے کے لیے اوّل وقت مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ معاذ بن جبلؓ مجھ سے پہلے پہنچ چکے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں۔ مَیں نے انتظار کیا اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کے سامنے آیا، انہیں سلام کیا۔

پھر مَیں نے کہا "بخدا! مَیں اللہ کے لیے آپ سے محبّت رکھتا ہوں"

انہوں نے کہا، "ہاں کیا اللہ کے لیے؟"

مَیں نے کہا "ہاں اللہ کے لیے"

یہ بات انہوں نے دوبارہ کہی اور مَیں نے دوبارہ جواب دیا۔

تو انہوں نے میری چادر پکڑ کر اپنی طرف کھینچی اور کہا "تمہیں بشارت ہو، مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ "اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے، مَیں اُن لوگوں سے لازماً محبت رکھتا ہوں جو محض میرے لیے محبّت رکھتے ہوں گے، اور محض میرے لیے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہوں گے، اور محض میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہوں"

ایمان پر شیطانی حملہ

(۳۶۲) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَہٗ رَجُلٌ،

فَقَالَ اِنِّیْ اُحَدِّثُ نَفْسِیْ بِالشَّیْءِ لَاَنْ اَکُوْنَ حُمَمَۃً اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَکَلَّمَ بِہٖ،

قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَہٗ اِلَی الْوَسْوَسَۃِ۔

(ابوداؤد، ابن عباسؓ)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔

اس نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے جی میں اتنے بُرے بُرے خیالات آتے ہیں کہ اُن کو زبان پر لانے سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مَیں جل کر کوئلہ ہو جاؤں"

تو آپؐ نے فرمایا "شکر ہے اللہ کا جس نے مومن کے اس طرح کے خیالات کو وسوسہ

کی طرف پھیر دیا۔"

تشریح:۔ اس شخص کے دل میں ایمان و اسلام کے خلاف باتیں آرہی تھیں، اس لیے وہ پریشان ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ نے اس کو تسلی دی اور فرمایا کہ گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے، مومن کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے شیطان اس طرح کی وسوسہ اندازیاں کرتا ہے تو شیطان تو اپنا کام ضرور کرے گا اور مومن کا کام یہ ہے کہ اس طرح کے خیالات جب آئیں تو ان کو ہٹانے کی کوشش کرے۔ اس طرح کے خیالات کا آنا بُری بات نہیں ہے وہ تو آئیں گے ہی، البتہ بُرے خیالات کے لیے دل اور ذہن و دماغ کے دروازے کھولے رکھنا اور اُن کی پرورش کرنا یہ بُری بات ہے۔

بُرے خیالات کا دل میں گزر

(۳۶۳) جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،
فَسَأَلُوْہُ اِنَّا نَجِدُ فِیْ اَنْفُسِنَا مَا یَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ یَّتَکَلَّمَ بِہٖ،
فَقَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُمُوْہُ؟
قَالُوْا نَعَمْ،
قَالَ ذَاکَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ۔ (مسلم ——— ابوہریرہؓ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ کے کچھ صحابہؓ حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ "ہمارے دلوں میں بعض اوقات اتنے بُرے خیالات آتے ہیں جنہیں ہم بیان نہیں کر سکتے۔"

آپؐ نے فرمایا "کیا واقعی اس طرح کے خیالات آتے ہیں؟"

انہوں نے کہا "کہ ہاں"!

اس پر آپؐ نے فرمایا "یہ تو تمہارے ایمانِ خالص کی دلیل ہے۔"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں بُرے خیالات کا آنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تمہارے پاس ایمان کا خزانہ ہے، شیطان اس طرح وسوسہ اندازی کر کے اس خزانے کو لوٹ لینا چاہتا ہے، تو یہ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے، تمہیں اپنا کام کرنا ہے اور شیطان کو اپنا

کام کرنا ہے، تم شیطانی وساوس سے پیہم کشاکش کرتے رہو بس یہ کافی ہے۔

خدائی احکام آسان ہیں

(۳۶۴) عَنْ اُمَیْمَۃَ بِنْتِ رُقَیْقَۃَ رضؓ قَالَتْ

بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نِسْوَۃٍ،

فَقَالَ "فِیْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ،

قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِاَنْفُسِنَا۔ (مشکوٰۃ)

"اُمیمہ بنت رُقیقہ رضؓ فرماتی ہیں، مَیں نے کچھ عورتوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے دین اور دینی احکام پر عمل کرنے کا عہد کیا،

تو آپؐ نے ہم سے عہد لیتے وقت فرمایا: "جتنا تمہارے بس میں ہو اور جہاں تک تم سے ہو سکے"

مَیں نے کہا: "اللہ اور اس کا رسولؐ ہم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جتنا ہم اپنے اوپر مہربان ہو سکتے ہیں"

تشریح:۔ حضرت اُمیمہ رضؓ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ و رسولؐ ہم سے زیادہ ہمارے خیرخواہ و مہربان ہیں۔ ان کی طرف سے آئی ہوئی ہدایات کبھی بھی ہماری استطاعت اور طاقت سے باہر ہو نہیں سکتی ہیں، لہٰذا اس شرط اور قید کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔

یہ ہے اصحاب اور صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوچنے کا انداز۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کتنی سچی بات فرمائی تھی "یہ گہرا علم رکھنے والے لوگ تھے"!

نفاق کیا ہے؟

(۳۶۵) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِجَدِّہٖ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ: اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰی سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ بِخِلَافِ مَا نَتَکَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِہٖ،

فَقَالَ، کُنَّا نَعُدُّ ھٰذَا نِفَاقًا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(ترغیب ترہیب بحوالہ بخاری شریف)

"محمد بن زید کہتے ہیں کہ کچھ لوگ میرے دادا عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ "بادشاہ کی مجلس میں ہم کچھ اور کہتے ہیں، اور وہاں سے ہٹنے کے بعد کچھ اور کہتے ہیں (تو کیسا ہے؟)
حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا کہ "ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں اس کو منافقت کہتے تھے۔"

تشریح:۔ "سلطان" سے بنو اُمیہ کی حکومت کے سربراہ مراد ہیں، عبداللہ بن عمرؓ یزید وغیرہ اُموی بادشاہوں کے زمانے تک زندہ رہے، اُموی دورِ حکومت پورے طور پر خلافتِ راشدہ کے ڈھنگ پر نہ تھا، بہت کچھ بگاڑ آچکا تھا۔

(۳۶۶) سُئِلَ ابْنُ عُمَرَرض هَلْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُوْنَ؟
قَالَ نَعَمْ، وَالْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ،
وَقَالَ بِلَالُ بْنُ سَعْدٍ اَدْرَكْتُهُمْ يَشْتَدُّوْنَ بَيْنَ الْاَغْرَاضِ وَيَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ، فَاِذَا كَانَ اللَّيْلُ كَانُوْا رُهْبَانًا۔ (مشکوٰۃ — قتادہؒ)

"حضرت قتادہؒ (تابعی) کہتے ہیں، کسی نے عبداللہ بن عمرؓ سے سوال کیا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ہنستے بھی تھے"؟
انہوں نے جواب دیا کہ "ہاں وہ ہنستے تھے، اور ایمان ان کے دلوں میں اتنی مضبوطی سے جما ہوا تھا جتنا پہاڑ مضبوط ہوتا ہے۔"
اور بلال بن سعد کہتے ہیں کہ "میں نے صحابۂ کرام کو دن میں دوڑ میں مقابلہ کرتے دیکھا ہے، اور انہیں ایک دوسرے سے ہنستے ہوئے بھی پایا ہے، لیکن جب رات ہوتی تو وہ راہب بن جاتے تھے۔"

تشریح:۔ عام طور پر سمجھا یہ جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کو نہ ہنسنا چاہیے اور نہ دوڑ میں مقابلہ یا اسی طرح کا کوئی اور کام کرنا چاہیے کیونکہ اسے دُنیا کا کام سمجھا جاتا ہے، اسی لیے پوچھنے والوں نے یہ بات پوچھی۔ انہوں نے بتایا کہ ہنسنا اور دوڑ میں مقابلہ کرنا اور تیر اور نیزوں کی مشقیں یہ سب دنیا داری نہیں ہے بلکہ یہ دین کے کام ہیں۔ چنانچہ صحابہؓ یہ سب کام دن میں کرتے تھے، البتہ رات کی تاریکی میں وہ صرف اپنے خدا سے دعا و مناجات کرتے اور نوافل اور تلاوت میں مشغول ہوتے۔ دن کے یہ شہسوار

اور غازی رات کے راہب بن جاتے تھے۔

غیرتِ حق

(۳۶۷) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَحَزِّقِيْنَ وَلَا مُتَمَاوِتِيْنَ، وَكَانُوْا يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ فِيْ مَجَالِسِهِمْ وَيَذْكُرُوْنَ اَمْرَ جَاهِلِيَّتِهِمْ، فَاِذَا اُرِيْدَ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ اللّٰهِ، دَارَتْ حَمَالِيْقُ عَيْنَيْهِ كَاَنَّهٗ مَجْنُوْنٌ ۔ (الادب المفرد)

"حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرات تنگ دل اور تنگ ذہنیت نہیں رکھتے تھے، اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو بتکلف مُردہ بنائے رکھتے، وہ لوگ تو اپنی مجلسوں میں شعر سنتے اور پڑھتے اور جاہلی زندگی اور اس کی تاریخ بیان کرتے۔ البتہ جب اُن سے خدا کے دین کے سلسلے میں کوئی نامناسب مطالبہ کیا جاتا تو ان کی آنکھوں کی پُتلیاں غصّہ کی وجہ سے اس طرح ناچنے لگتیں جیسے کہ وہ پاگل ہوگئے ہوں "

تشریح :۔ مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ دوسرے مذاہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کی طرح اپنے آپ کو لیے دیئے نہیں رہتے تھے کہ نہ کسی سے بولیں، نہ کسی کے پاس بیٹھیں اور ہر وقت مراقبے میں سر جھکائے پڑے رہیں۔ بلکہ وہ نہایت کشادہ ذہن کے لوگ تھے، ملتے جلتے تھے اور کسی گوشے میں سر جھکائے بیٹھے نہیں رہتے تھے۔ وہ موقع ہوتا تو اپنی مجلسوں میں شعر سُنتے اور شعر پڑھتے اور جاہلیت کے دین اور اس کے طور و طریق اور خرابیوں کا ذکر کرتے، البتہ ان کی سب سے زیادہ اُبھری ہوئی صفت یہ تھی کہ وہ اپنے اندر دین کے لیے شدید غیرت اور محبت رکھتے تھے۔ وہ دین میں رواداری اور مداہنت سے ناآشنا لوگ تھے، اگر کوئی خلافِ حق بات کرانے کی خواہش کرتا یا مطالبہ کرتا تو اُس وقت اُن کا پارہ چڑھ جاتا، پُتلیاں ناچنے لگتیں، گویا کہ وہ دیوانے ہوگئے ہیں۔

صحابہ کی معاشرت

(۳۶۸) عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَادَحُوْنَ بِالْبِطِّيْخِ، فَاِذَا كَانَتِ الْحَقَائِقُ كَانُوْا هُمُ الرِّجَالَ۔ (الادب المفرد)

"بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ کہتے ہیں، "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرات رضؓ خربوزے کے چھلکے ایک دوسرے پر پھینکتے تھے، لیکن جب اسلام کی مدافعت کا موقع آتا تو یہ نہایت سنجیدہ ہو جاتے تھے۔"

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انسان تھے اور انسانوں کی طرح آپس میں کبھی خوش طبعی بھی کرتے تھے، البتہ جب دین و ملت کے دفاع اور حفاظت کا سوال سامنے آجاتا تو یہ لوگ نہایت درجہ سنجیدہ اور حد درجہ بہادر ہوتے۔

اِتباعِ رسولؐ

(۳۶۹) شَکَا اَھْلُ الْکُوْفَۃِ سَعْدًا، یَعْنِیْ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ، اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضؓ فَعَزَلَہٗ وَاسْتَعْمَلَ عَلَیْہِمْ عَمَّارًا،

فَشَکَوْا حَتّٰی ذَکَرُوْا اَنَّہٗ لَا یُحْسِنُ یُصَلِّیْ،

فَقَالَ یَا اَبَا اِسْحَاقَ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ یَزْعُمُوْنَ اَنَّکَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّیْ،

فَقَالَ اَمَّا اَنَا وَاللہِ فَاِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ بِہِمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اَخْرِمُ عَنْھَا، اُصَلِّیْ صَلٰوتَیِ الْعِشَآءِ فَاَرْکُدُ فِی الْاُوْلَیَیْنِ وَاُخِفُّ فِی الْاُخْرَیَیْنِ،

قَالَ ذٰلِکَ الظَّنُّ بِکَ یَا اَبَا اِسْحَاقَ، وَاَرْسَلَ مَعَہٗ رَجُلًا اَوْ رِجَالًا اِلَی الْکُوْفَۃِ یَسْاَلُ عَنْہُ اَھْلَ الْکُوْفَۃِ، فَلَمْ یَدَعْ مَسْجِدًا اِلَّا سَاَلَ عَنْہُ یُثْنُوْنَ مَعْرُوْفًا۔ (ترغیب)

"اہلِ کوفہ نے سعد بن ابی وقاصؓ کی شکایت حضرت عمر بن خطابؓ سے کی تو انہوں نے ان کو ہٹا کر ان کی جگہ حضرت عمار بن یاسرؓ کو گورنر بنا کر بھیجا،

اہلِ کوفہ نے ان کی بھی شکایت کی اور یہ کہا کہ وہ ٹھیک سے نماز نہیں پڑھتے،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ "اے ابواسحاق، (حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم ٹھیک سے نماز نہیں پڑھتے،

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "بخدا میں انہیں اس طرح نماز پڑھاتا ہوں جس

طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھایا کرتے تھے۔ میں عشاء اور مغرب کی نمازوں میں پہلی دو رکعتوں میں سکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھتا ہوں اور تیسری اور چوتھی رکعت عشاء میں ہلکی پڑھتا ہوں۔

تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ " اے ابو اسحاق، تمہارے بارے میں میرا گمان پہلے ہی سے یہ ہے کہ تم سنت کے مطابق نماز پڑھتے ہو" اور عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ آدمیوں کو کوفہ بھیجا تاکہ وہ جا کر عمارؓ کے سلسلے میں اہل کوفہ سے پوچھیں۔ ان لوگوں نے ہر مسجد میں جا کر دریافت کیا تو تمام لوگوں کو ان کی تعریف کرتے ہوئے پایا۔"

(۳۷۰) قَالَ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ رضؓ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْاَسَدِيُّ لَوْلَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ اِزَارِهٖ،

فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا، فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلٰى اُذُنَيْهِ وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔ (ریاض الصالحین)

" ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خُرَیم اُسَیدی، بہت اچھے آدمی ہیں اگر ان کے سر پر بڑے بڑے بال نہ ہوتے اور ان کا تہبند ٹخنوں سے نیچے نہ ہوتا"

جب خُرَیم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد معلوم ہوا تو انہوں نے استرا اٹھایا اور اپنے بڑھے ہوئے بالوں کو کانوں تک کاٹ دیا اور اس کے بعد اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک کر لیا۔

(۳۷۱) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

اَتٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اَنْ قَالَ:

يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ،

قَالُوْا: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ،

فَقَالَ: كُنْتُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذْ لَا تَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَحْمِلُوْنَ الْكَلَّ

وَتَفْعَلُوْنَ فِیْ اَمْوَالِکُمُ الْمَعْرُوْفَ، وَتَفْعَلُوْنَ اِلَی ابْنِ السَّبِیْلِ حَتّٰی اِذَا مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِنَبِیِّہٖ اِذَا اَنْتُمْ تُحْصِنُوْنَ اَمْوَالَکُمْ: فِیْمَا یَاْکُلُ ابْنُ اٰدَمَ اَجْرٌ، وَفِیْمَا یَاْکُلُ السَّبُعُ وَالطَّیْرُ اَجْرٌ۔

قَالَ: فَرَجَعَ الْقَوْمُ فَمَا مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا هَدَمَ مِنْ حَدِیْقَتِہٖ ثَلَاثِیْنَ بَابًا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ حاکم)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو ابن عوف کے محلہ میں پہنچے، بدھ کا دن تھا، وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"اے گروہِ انصار"

لوگوں نے جواب دیا " اے اللہ کے رسولؐ ہم حاضر ہیں ارشاد فرمائیں"

آپؐ نے ان سے کہا "جاہلیت کے زمانے میں جب کہ تم لوگ اللہ کی پرستش نہیں کرتے تھے، کمزوروں اور بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے تھے، تم اپنا مال غریبوں کو دیتے تھے، تم مسافروں کی مدد کرتے تھے، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اسلام اور نبیؐ پر ایمان لانے کی توفیق دی اور احسان فرمایا، تو اب تم لوگ باغوں کی حفاظت کی خاطر ان کے گرد دیواریں اٹھاتے ہو۔ دیکھو، آدمی تمہارے باغ کا پھل کھائے تو اس پر تمہیں اجر ملے گا اور درندے اور پرندے کھالیں تو اس پر بھی تم اجر کے مستحق ہو گے۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سُن کر لوگوں نے اپنے کھجور کے باغوں کے دروازے ڈھا دیئے، یہ تیس دروازے تھے جو ڈھائے گئے تھے۔"

(۳۷۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْنِی الْعَطَاءَ، فَاَقُوْلُ اَعْطِہٖ مَنْ هُوَ اِلَیْہِ اَفْقَرُ مِنِّیْ،

قَالَ فَقَالَ خُذْهُ، اِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَیْءٌ وَاَنْتَ غَیْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ، فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ، فَاِنْ شِئْتَ فَکُلْهُ، وَاِنْ شِئْتَ

تَصَدَّقْ بِهٖ، وَمَا لَا، فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ،

قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَلِأَجْلِ ذٰلِكَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَهُ۔ (بخاری،مسلم)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں،

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مال دیتے تو میں آپ سے عرض کرتا کہ جو مجھ سے زیادہ محتاج ہوں انہیں دے دیجیے۔

حضورؐ فرماتے کہ "اس مال کو لے لو، جب تمہارے پاس کوئی مقدار مال کی آئے اور اس طرح آئے کہ تم نے مانگا بھی نہیں اور پانے کے متوقع بھی نہیں تھے تو اس طرح کے مال کو لے لیا کرو اور اس کو ذخیرہ کرو اور اگر تمہیں ضرورت ہو تو استعمال کرو اور جی چاہے تو اس کو صدقہ کرو۔ اور جو مال تمہیں نہ ملے اس کی حرص بھی مت کرو۔"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے حضرت سالمؒ کہتے ہیں کہ "اسی وجہ سے والد صاحب کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے اور کوئی بے طلب دیتا تھا تو اسے واپس نہیں کرتے تھے۔"

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بغیر طلب اور بغیر لالچ کے کوئی مال ملے تو انکار نہ کرنا چاہیے اور اگر اس بات کی توقع اور دل میں خواہش ہو کہ فلاں مجھے مال دے تو ایسی صورت میں اگر اس کی طرف سے مال آئے تو نہیں لینا چاہیے۔

سلام بچوں کو

(۳۷۳) عَنْ أَنَسٍ رضؓ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ" (متفق علیہ)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے اور فرماتے "نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو سلام کرتے تھے۔"

رسولؐ کی پیروی

(۳۷۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي شَجَرَةً بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَيَقِيْلُ تَحْتَهَا، وَيُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔ (ترغیب المنذری بحوالہ مسند بزار)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں راوی کا بیان ہے کہ وہ مکہ و مدینہ کے درمیان ایک درخت کے پاس جب پہنچتے تو اس کے نیچے قیلولہ فرماتے اور لوگوں کو بتاتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے۔"

تشریح :۔ ایسا نہیں تھا کہ دن کو وہاں پہنچتے تو درخت کے نیچے آرام فرماتے بلکہ رات میں، دن میں کسی بھی وقت درخت کے پاس پہنچتے تو تھوڑی دیر کے لیے درخت کے نیچے آرام فرماتے، ایسا نہیں تھا کہ وہ بات کو نہ سمجھتے رہے ہوں، اِتباع کے معنی نہ جانتے ہوں گے، بلکہ وہ محبتِ رسولؐ کی وجہ سے ایسا کرتے، اور محبت ـــ جیسا کہ سب کو معلوم ہے ـــ عقل سے اونچی شے ہے۔

(۳۷۵) عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ سَفَرٍ. فَمَرَّ بِمَكَانٍ فَحَادَ عَنْهُ،

فَسُئِلَ عَنْهُ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ ؟

قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ هٰذَا فَفَعَلْتُ ۔ (مسند احمد، ترغیب)

"مشہور تابعی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، ہم ایک سفر میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھے۔ جب ایک مقام پر ہم لوگ پہنچے تو عبداللہ بن عمرؓ ایک طرف کو مڑکر چلے گئے،

ان سے پوچھا گیا کہ "آپ نے ایسا کیوں کیا"؟

تو انہوں نے کہا کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس لیے میں نے بھی ایسا ہی کیا۔"

(۳۷۶) عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ :

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا كَانَ حِيْنَ رَاحَ رُحْتُ مَعَهُ حَتّٰى أَتَى الْإِمَامُ فَصَلّٰى مَعَهُ الْأُوْلٰى وَالْعَصْرَ،

ثُمَّ وَقَفَ وَأَنَا وَأَصْحَابٌ لِيْ حَتّٰى أَفَاضَ الْإِمَامُ فَأَفَضْنَا مَعَهُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى الْمَضِيْقِ دُوْنَ الْمَأْزِمَيْنِ، فَأَنَاخَ وَأَنَخْنَا، وَنَحْنُ نَحْسَبُ أَنَّهُ يُرِيْدُ أَنْ يُصَلِّيَ،

فَقَالَ غُلَامُهُ الَّذِيْ يُمْسِكُ رَاحِلَتَهُ أَنَّهُ لَيْسَ يُرِيْدُ الصَّلٰوةَ

وَلٰكِنَّهُ ذَكَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهٰى اِلٰى هٰذَا الْمَكَانِ قَضٰى حَاجَتَهُ فَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّقْضِىَ حَاجَتَهُ ۔ (مسند احمد ۔ ترغیب)

"مشہور تابعی ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں، مَیں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ عرفات میں تھا جب وہ سہ پہر کو مسجد نمرہ چلے تو میں بھی ساتھ ہو لیا یہاں تک کہ امام آیا اور انہوں نے امام کے ساتھ ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھی۔

پھر عرفات میں ہم سب لوگ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ امیر الحج مزدلفہ کے لیے روانہ ہؤا تو اس کے ساتھ ہم لوگ بھی روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک تنگ درّہ پر جب عبداللہ بن عمرؓ پہنچے وہاں انہوں نے اپنی اونٹنی بٹھا دی اور ہم لوگوں نے بھی بٹھا دی۔ ہمیں خیال ہؤا کہ وہ یہاں نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔

ان کے خادم نے جو ان کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھا، کہا کہ "ان کا ارادہ یہاں پر نماز پڑھنے کا نہیں ہے بلکہ انہیں یہ بات یاد آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفرِ حج میں جب اس جگہ پہنچے تھے تو اونٹنی کو روک کر قضائے حاجت کو تشریف لے گئے تھے، اس لیے ابن عمرؓ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایسا کرنا چاہتے ہیں۔"

(۳۷۷) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُشَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِىْ مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ:

اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ رَهْطٍ مِّنْ مُّزَيْنَةَ فَبَايَعْنَاهُ وَاِنَّهُ لَمُطْلَقُ الْاَزْرَارِ، فَاَدْخَلْتُ يَدِىْ فِىْ جَيْبِ قَمِيْصِهٖ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ. قَالَ عُرْوَةُ فَمَا رَاَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ قَطُّ فِىْ شِتَاءٍ وَّلَا صَيْفٍ اِلَّا مُطْلَقِى الْاَزْرَارِ۔ (ابن ماجہ، ابن حبان، ترغیب)

"حضرت عروہ بن عبداللہ کہتے ہیں مجھ سے معاویہؓ بن قرۃ نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ

"مَیں (قرۃ معاویہ کے باپ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہؤا اور ہم لوگ آپؐ پر ایمان لائے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے پیراہنِ مبارک کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ (قرہ کہتے ہیں) کہ میں اپنا ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے کرتے کے اندر لے گیا اور مہرِ نبوّت کو چھوا۔

عروہ جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ "اسی وجہ سے ہمیشہ معاویہ اور ان کے لڑکے کو مَیں نے اس حال میں پایا کہ ان کے بٹن کھلے رہتے تھے، جاڑے کے موسم میں بھی اور گرمی کے موسم میں بھی۔"

تشریح:۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ صحابۂ کرامؓ اپنے رسولؐ کے طریقوں کی کتنی شدت کے ساتھ پابندی کرتے تھے۔ وہ منطق اور فلسفہ نہیں جانتے تھے، انہیں صرف اس سے غرض ہے کہ ان کا محبوب کیا کرتا ہے ورنہ وہ خوب جانتے تھے کہ آدمی کے بٹن کسی وقت کھلے رہتے ہیں اور کسی وقت بند رہتے ہیں۔ ہمارے ملک کے مشہور شاعر جگرؔ مراد آبادی نے اس مفہوم کو نہایت خوبی سے ادا کیا ہے: ؎

"دیکھنا پڑتا ہے اندازِ نگاہِ یار کو"

(۳۷۸) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّيْ مَحْلُوْلًا اِزَارُهٗ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ،

فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ۔ (صحیح ابن خزیمہ، ترغیب)

"زید بن اسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اس حال میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ ان کے کرتے کے بٹن کھلے ہوئے تھے مَیں نے ان سے اُس کے متعلق پوچھا، تو انھوں نے فرمایا، "مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔"

رفقائے سفر کی خدمت

(۳۷۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

خَرَجْتُ مَعَ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ فِيْ سَفَرٍ فَكَانَ يَخْدُمُنِيْ فَقُلْتُ لَهٗ لَا تَفْعَلْ،

فَقَالَ اِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ الْاَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَاٰلَيْتُ اَنْ لَّا اَصْحَبَ اَحَدًا مِّنْهُمْ اِلَّا خَدَمْتُهٗ۔ (بخاری ومسلم)

"حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، "میں جریر ابن عبداللہ بجلی کے ساتھ ایک

سفر میں نکلا، سفر کے دوران وہ میری خدمت کرتے، مَیں نے ان سے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں،
انہوں نے جواب دیا کہ مَیں نے انصار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے دیکھا
ہے اس لیے مَیں نے قسم کھالی ہے کہ انصار میں سے جس کے ساتھ سفر کروں گا اس کی خدمت کروں گا۔"

قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک

(۳۸۰) عَنْ اَبِیْ عَزِیْزِ بْنِ عُمَیْرٍ اَخِیْ مُصْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ کُنْتُ فِی الْاُسَارٰی یَوْمَ بَدْرٍ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالْاُسَارٰی خَیْرًا،

وَکُنْتُ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَکَانُوْا اِذَا قَدَّمُوْا غَدَآءَھُمْ اَوْعَشَآءَھُمْ اَکَلُوا التَّمْرَ وَاَطْعَمُوْنِیَ الْخُبْزَ بِوَصِیَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (معجم طبرانی)

"حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بھائی ابو عزیز بن عمیرؓ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں
مَیں بھی مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا تھا،

قیدیوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر سلوک کرنے کی ہدایت دی،
مَیں انصار کے کچھ لوگوں کے یہاں تھا تو ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ دوپہر اور شام کا کھانا
جب لاتے تو خود کھجور کھالیتے اور مجھے روٹی کھلاتے، کیونکہ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
قیدیوں سے اچھے برتاؤ کی وصیت کی تھی۔"

اطاعتِ رسولؐ

(۳۸۱) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰی مَکَّۃَ فِیْ رَمَضَانَ حَتّٰی بَلَغَ کُرَاعَ الْغَمِیْمِ فَصَامَ وَصَامَ النَّاسُ، ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ فَرَفَعَہٗ حَتّٰی نَظَرَ النَّاسُ اِلَیْہِ ثُمَّ شَرِبَ، فَقِیْلَ لَہٗ بَعْدَ ذٰلِکَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ، فَقَالَ اُولٰٓئِکَ الْعُصَاۃُ۔ (مسلم)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال
رمضان کے مہینے میں مکہ کو روانہ ہوئے، یہاں تک کہ "کراعُ الغمیم" (ایک مقام کا نام ہے)

پہنچ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مجاہدین روزے سے تھے۔ جب اس مذکورہ مقام
پر پہنچے تو آپؐ نے پانی کا ایک پیالہ منگایا پھر اس کو اونچا اٹھایا یہاں تک کہ لوگوں نے دیکھا،
اس کے بعد آپؐ نے پی لیا روزہ توڑ دیا کیونکہ مسافر تھے اور جہاد کی مہم درپیش تھی) بعد میں آپؐ
کو اطلاع دی گئی کہ بعض لوگ روزے سے ہیں، انہوں نے اپنا روزہ نہیں توڑا ہے۔
تو آپؐ نے فرمایا کہ "یہ لوگ نافرمان ہیں"۔

تشریح:۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے اور کہا ہے کہ
جو لوگ رمضان میں سفر کی حالت میں ہوں وہ دوسرے دنوں میں اس کی قضا کرلیں، اور یہ سفر رمضان میں ہوا
ہے۔ اور چونکہ یہ کوئی عام تجارتی سفر نہیں تھا بلکہ مکہ کو فتح کرنے اور کفار سے لڑنے نکلے تھے، اگر روزہ نہ
توڑتے تو جہاد و قتال پر ناخوشگوار اثر پڑسکتا تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً روزہ توڑا اور
لوگوں نے دیکھا، پھر روزہ رکھنے کے کیا معنی؟ —— یہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی
اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ نافرمان ہیں۔ ظاہر ہے کہ رسولؐ کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔
اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اصل چیز رسولؐ کی اطاعت ہے، سنت سے ہٹ کر کوئی
شخص چاہے کتنی ہی زیادہ عبادت کرے اس کا خدا کے یہاں کوئی وزن نہیں ہے۔

(۳۸۲) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِیْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِیْ سُفْیَانَ،
فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ
لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِیْضَھَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاھَا، وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَکْبَادَھَا
اِلٰی بَرْکِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا۔ (مسلم —— انسؓ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب آپؐ کو یہ اطلاع ملی کہ ابو سفیان کا قافلہ جدید اسلحہ
اور غذائی رسد کے ساتھ شام سے مکہ کے لیے چل پڑا ہے تو آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو سعد
بن عبادہ اٹھے اور انہوں نے کہا۔

"اے اللہ کے رسولؐ، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر آپؐ
ہم کو سمندر میں گھسنے کا حکم دیں گے تو ہم سمندر میں گھس جائیں گے، اور اگر آپؐ ہمیں حکم دیں گے کہ دشمن
سے لڑنے کے لیے بَرْکُ الْغِمَاد تک جاؤ تو ہم بخوشی جائیں گے"۔

تشریح:۔ برکُ الغماد ایک مقام ہے مدینہ سے بہت دور!

(۳۸۳) عَنْ طَارِقِ بْنِ شِہَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ لَقَدْ شَہِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ مَشْہَدًا لَاَنْ اَکُوْنَ اَنَا صَاحِبَہٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا عُدِلَ بِہٖ،

اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَدْعُوْا عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ،

لَا نَقُوْلُ لَکَ کَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰی اِذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا وَلٰکِنْ نُّقَاتِلُ عَنْ یَّمِیْنِکَ وَعَنْ شِمَالِکَ وَمِنْ بَیْنِ یَدَیْکَ وَمِنْ خَلْفِکَ،

فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْرَقَ وَجْھُہٗ وَسَرَّہٗ ذَاکَ۔ (مسند احمد)

"حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں، مَیں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سُنا، وہ فرماتے تھے کہ مَیں نے مقداد بن اسودؓ کا ایک ایسا کارنامہ دیکھا ہے کہ کاش وہ کارنامہ مجھ سے انجام پاتا جو اس جیسے ہر دوسرے کام سے مجھے عزیز تر تھا مقداد بن اسودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت جب کہ آپؐ مشرکینِ مکّہ سے لڑنے کی لوگوں کو دعوت دے رہے تھے، تو اس وقت مقداد نے کہا،

کہ "ہم لوگ آپؐ سے اس طرح نہیں کہیں گے جیساکہ موسٰیؑ کی قوم نے موسٰیؑ سے کہا تھا کہ "اے موسٰی، تم اور تمہارا رب جا کے لڑو۔ نہیں، بلکہ ہم آپؐ کے دائیں ہو کر جنگ کریں گے، بائیں سے لڑیں گے، آپؐ کے آگے ہو کر ان سے لڑیں گے، آپؐ کے پیچھے رہ کر ان سے لڑیں گے۔

جب مقدادؓ نے یہ بات کہی تو مَیں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی سے چمک اٹھا"

نشریح:۔ مشرکین سے لڑنے کی دعوت کا جو واقعہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے وہ بدر کے موقع کا ہے، پہلے آپؐ کو یہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا چالیس نفری قافلہ جدید فوجی سامان اور رسد کے ساتھ شام سے آرہا ہے۔ ابھی آپؐ اس کو روکنے کے سلسلے میں مشورہ کر ہی رہے تھے کہ اچانک اطلاع ملی کہ مکّہ کے مشرکین کی ایک ہزار فوج اسلام اور مسلمانوں کو فنا کرنے کے لیے چل پڑی ہے۔ یہ

بات جو مقداد بن اسود نے کہی، اسی موقع کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم بھگوڑی ذہنیت نہیں رکھتے، ہم آپ کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے اور ہر طرح کی جاں نثاری کے لیے تیار رہیں گے، ہر طرح فداکاری کا ثبوت پیش کریں گے۔

تجدیدِ ایمان کی دعوت

(۳۸۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ،

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ اِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ،

تَعَالَ نُؤْمِنْ بِرَبِّنَا سَاعَةً،

فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ لِرَجُلٍ فَغَضِبَ الرَّجُلُ، فَجَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلَا تَرٰى اِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ يَرْغَبُ عَنْ اِيْمَانِكَ اِلٰى اِيْمَانِ سَاعَةٍ؟

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ ابْنَ رَوَاحَةَ اِنَّهُ يُحِبُّ الْمَجَالِسَ الَّتِيْ تَتَبَاهٰى بِهَا الْمَلَائِكَةُ۔ (مسند احمد)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

"عبداللہ بن رواحہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی سے ملتے تو فرماتے کہ آؤ تھوڑی دیر ہم اپنے رب پر ایمان لائیں۔

ایک دن انہوں نے کسی آدمی سے یہی جملہ کہا تو وہ بہت غضبناک ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بطورِ شکایت کہا کہ

"اے اللہ کے رسولؐ! ذرا ابن رواحہؓ کو دیکھیے یہ لوگوں کو زندگی بھر ایمان رکھنے کے بجائے تھوڑی دیر کے ایمان کی دعوت دیتے ہیں۔"

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ ابن رواحہؓ پر رحمت نازل فرمائے وہ دینی اجتماع کی تم کو دعوت دے رہے تھے، انہیں ان مجالس سے محبت ہے جن پر ملائکہ فخر کرتے ہیں۔"

تشریح:- عبداللہ بن رواحہؓ نے جو بات کہی اس سے ان کی مُراد یہ تھی کہ آؤ تھوڑی دیر بیٹھ کر ہم اپنے

رب پر ایمان کو تازہ کریں جس کی شکل یہ ہے کہ خدا کا ذکر کیا جائے، اس کے احسانات یاد کیے جائیں، دینی معلومات بڑھائیں، دوسرے لفظوں میں دینی اجتماع کریں جس میں خدا اور رسولؐ کی باتیں پڑھی پڑھائی جائیں، مگر وہ عبداللہ بن رواحہؓ کا مطلب نہ سمجھ سکا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور آپؐ نے اسے بتایا کہ ابن رواحہؓ کا کیا مطلب ہے۔

یہاں ایک اور بات ہے جس پر غور کرنا ضروری ہے، سوال یہ ہے کہ اُس آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر کیا شکایت کی؟ کیا یہ کہا کہ دیکھیے یہ صاف سیدھی زبان استعمال کرنے کے بجائے اشارتی زبان میں بات کرتے ہیں؟ نہیں، بلکہ یہ کہا کہ حضورؐ آپ کی ایمانی دعوت تو ہمہ وقتی ہے، زندگی بھر مومن بنے رہنے کی دعوت ہے، اور یہ تھوڑی دیر کے ایمان کی دعوت دیتے ہیں، یہ ایک نئی انوکھی دعوت دے رہے ہیں ۔۔۔۔ دیکھیے اُس دَور کا معمولی مسلمان بھی اس حقیقت سے باخبر اور اس کے لیے غیرت مند تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہمہ وقتی تھی، زندگی بھر کی تھی! ۔۔۔۔ معمولی مسلمان اُس دَور کے مسلمانوں کے لحاظ سے مَیں نے کہا ورنہ ہمارے لحاظ سے تو ان میں کا ہر ایک صحابی شہری ہو یا دیہاتی ہمارا امام اور پیشوا ہے، اللہ ان سے راضی ہو۔

دینی اجتماع کی عظمت

(۳۸۵) عَنْ مُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ،

فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ؟

قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ وَنَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَیْنَا،

قَالَ آللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذٰلِكَ؟

قَالُوْا آللّٰہِ مَا اَجْلَسْنَا اِلَّا ذٰلِكَ،

قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُھْمَةً لَّکُمْ، وَلٰکِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلَآئِکَةَ۔ (مسلم، ترمذی، نسائی)

"حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ کی ایک جماعت کے پاس آئے۔ یہ لوگ حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے،

تو آپؐ نے ان سے پوچھا کہ "تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو"؟

لوگوں نے جواب دیا کہ "ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کا راستہ دکھایا اور اس طرح ہم پر احسان کیا۔"

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "کیا بخدا تم اسی کام سے یہاں بیٹھے ہو"؟

لوگوں نے کہا، "ہاں، بخدا ہم یہاں اسی لیے بیٹھے ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تم کو قسم اس وجہ سے نہیں دلائی کہ میں تمہیں جھوٹا سمجھتا ہوں بلکہ جبریلؑ ابھی میرے پاس آئے اور انہوں نے بتایا کہ اللہ تبارکؐ تعالیٰ ملائکہ کی مجلس میں تم پر فخر کرتا ہے۔"

تشریح :- اس حدیث میں ذکر اللہ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی اللہ کو یاد کرنے کے ہیں اور یہ لفظ قرآن اور حدیث دونوں میں جامع لفظ کی حیثیت سے استعمال ہوا ہے۔ اس میں ذکر و دعا اور اوراد و وظائف بھی شامل ہیں اور دین سیکھنے سکھانے اور دینی دعوت کو بڑھانے اور اس سے متعلق سارے کام ذکر اللہ کی فہرست میں داخل ہیں۔ اس حدیث میں ذکر کی تشریح آگے والا جملہ کر رہا ہے یعنی یہ بیٹھے ہوئے خدا کے احسانات اور اس کے فضل و عنایات کا چرچا کر رہے تھے کہ ہم لوگ اس نبیؐ کی بعثت سے پہلے نہیں جانتے تھے کہ خدا کی بندگی کا صحیح راستہ کیا ہے، اس نے ہم پر یہ فضل فرمایا کہ ہمیں میں سے ایک آدمی کے ذریعہ اپنا دین دے کر بھیجا اور پھر ہم پر مزید کرم یہ ہوا کہ ہم کو ایمان لانے کی توفیق بخشی۔

ملائکہ پر فخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کہتا ہے کہ دیکھو ہمارے یہ بندے ہم کو یاد کرتے ہیں، دینی کام میں لگے ہوئے ہیں، ان کو دیکھو اور ان کی دینی فکر کو دیکھو، یہ اپنے دنیا کے کاروبار اور مشغولیات چھوڑ کر یہ کچھ کر رہے ہیں۔

تبلیغ اور شوقِ علم

(۳۸۶) اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ عَنِ الْبَرَاءِ،

قَالَ لَیْسَ کُلُّنَا کَانَ یَسْمَعُ حَدِیْثَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ کَانَتْ لَنَا ضَیْعَۃٌ وَّاَشْغَالٌ، وَّلٰکِنْ کَانَ النَّاسُ لَا یَکْذِبُوْنَ، فَیُحَدِّثُ الشَّاھِدُ الْغَآئِبَ۔

"حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں،

کہ "ہم میں سے ہر شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں نہیں سنتا تھا، اس لیے کہ ہمارے پاس زمین وجائداد تھی جس میں مشغول رہتے تھے۔

البتہ جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سُنتے وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوکر آپؐ کی باتیں سننے والے، اُن لوگوں کو بتا دیا کرتے جو موجود نہ ہوتے"

(ان میں دین سیکھنے کی پیاس تھی اور اُن میں دین سکھانے کی تڑپ تھی)۔"

جھوٹے کی بات پر اعتماد نہ کرنا

(۳۸۷) اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَ بِحَدِيْثٍ،

فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اَسَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

قَالَ نَعَمْ، اَوْحَدَّثَنِيْ مَنْ لَمْ يَكْذِبْ، وَاللهِ مَا كُنَّا نَكْذِبُ وَلَا نَدْرِيْ مَا الْكَذِبُ۔

"حضرت قتادہؒ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان فرمائی۔

ان سے ایک آدمی نے پوچھا "کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے"؟

انہوں نے کہا کہ "ہاں، یا یہ فرمایا کہ مجھ سے یہ حدیث بیان کی اُس شخص نے جو جھوٹ نہیں بولتا۔

بخدا ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ جھوٹ کیا ہوتا ہے"۔

تشریح:۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ لوگ حدیثوں کے بیان کرنے میں کس درجہ احتیاط کرتے تھے، وہ کبھی جھوٹی روایت نہیں کرتے تھے، اور سننے والے بھی پوری تحقیق کرتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو لوگ جھوٹ بولتے ہوں ان سے سُنی ہوئی بات پر یقین نہ کرنا چاہیے اور نہ ان کی بات کو سچ سمجھ کر دوسرے لوگوں سے بیان کرنا چاہیے۔

(۳۸۸) جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَاْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ،

قَالَ اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، فَاجْتَمَعْنَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ،

ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ مِنِ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ ثَلٰثَةً مِّنَ الْوَلَدِ اِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ،

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَيْنِ؟

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاثْنَيْنِ۔ (متفق علیہ)

"ایک خاتون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا" اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ کی ساری تعلیم د تربیت ان مردوں کے حصے میں آگئی، ہمارے لیے بھی تو ایک دن مقرر فرمائیں جس میں آپؐ ہمیں اللہ کی ہدایات سے واقف کرائیں،

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" فلاں دن تم سب اکٹھی ہو جانا" چنانچہ وہ جمع ہوئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ کی باتیں بتائیں اور اس میں یہ بھی بتایا،

کہ" جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ صبر کرے تو یہ بچے اس کو جہنم سے بچانے کا ذریعہ بن جائیں گے" تو ایک عورت نے پوچھا" اگر کسی کے دو بچے مرے ہوں تو"؟

آپؐ نے فرمایا" دو بچوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے"

تشریح:۔ یہ نمونہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی عورتوں کا، انہیں دین سیکھنے کی فکر تھی اس لیے انہوں نے ایک خاتون کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ دین جس طرح مردوں کے لیے ہے اسی طرح ہمارے لیے بھی آیا ہے اور مردوں کی نیکی اور دینداری عورتوں کو بچا نہیں سکتی اور یہ کہ ہر ایک سے الگ الگ پوچھ ہوگی ـــــ نہ مرد عورتوں کا بوجھ اٹھائیں گے اور نہ عورتیں مردوں کا۔

زبان کی حفاظت

(۳۸۹) اِنَّ عُمَرَ دَخَلَ يَوْمًا عَلٰى اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهٗ،

فَقَالَ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ،

فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِى الْمَوَارِدَ۔ (مشکوٰۃ۔اسلم مولیٰ عمر)

"حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام اسلم کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کے یہاں پہنچے، دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو ہاتھ سے کھینچ رہے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا" آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ اللہ آپ کی مغفرت کرے"

تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا "اس زبان نے مجھے ہلاکتوں میں ڈال دیا"

تشریح:۔ زبان سے بہت زیادہ غلطیاں سرزد ہوتی ہیں، کسی کی غیبت ہو جاتی ہے، کبھی ناشائستہ الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں، غرض کہ زبان اس معاملے میں بہت زیادہ بیباک واقع ہوئی ہے، بہت زیادہ غلطیوں کا صدور اسی زبان کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر آدمی کے دل میں ایمان ہو تو اس پر بہت زیادہ پچھتاتا ہے، کچھ ایسی قلبی کیفیات میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو وہ سزا دے رہے تھے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

(۳۹۰) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَلْعَنُ بَعْضَ رَقِيقِهِ، فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ،

فَقَالَ لَعَّانِيْنَ وَصِدِّيْقِيْنَ؟ كَلَّا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَاَعْتَقَ اَبُوْبَكْرٍ يَوْمَئِذٍ بَعْضَ رَقِيْقِهِ، ثُمَّ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

فَقَالَ لَا اَعُوْدُ۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دن اس حال میں پہنچے کہ وہ اپنے کچھ غلاموں پر لعن طعن کر رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا،

"صدیق" ہو کر لعن طعن؟" (یعنی یہ حرکت تمہاری صدیقیت سے میل نہیں کھاتی) قسم ہے ربِ کعبہ کی! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ صدیق کا لقب پانے والا مومن لعنت کرے"

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان تمام غلاموں کو آزاد کر دیا جن پر لعن طعن کر رہے تھے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا،

"توبہ کرتا ہوں اب مجھ سے یہ غلطی پھر نہ ہوگی"

سلام

(۳۹۱) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

كُنَّا اِذَا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَفَرَّقُ بَيْنَنَا شَجَرَةٌ فَاِذَا الْتَقَيْنَا يُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

"انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ہوتے تو ہم میں سے کوئی شخص تھوڑی دیر کے لیے غائب ہوتا اور آتا تو سلام کرتا۔ یہی حال ہم سب کا تھا۔ دو آدمیوں کے درمیان ایک درخت بھی حائل ہو جاتا پھر وہ ملتے تو سلام کا تبادلہ کرتے۔"

عفو و درگزر

(۳۹۲) قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ، وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ رض وَمُشَاوَرَاتِهِ كُهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا،

فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ يَا ابْنَ أَخِي لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيرِ فَاسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ،

فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ، فَلَمَّا دَخَلَ،

قَالَ، هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللهِ مَا تُعْطِينَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ فِينَا بِالْعَدْلِ،

فَغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ أَنْ يُوقِعَ بِهِ،

فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ، وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ، وَاللهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللهِ تَعَالَى۔ (بخاری — ابن عباسؓ)

"عُیَینہ ابن حِصن اپنے بھتیجے حُر بن قیس کے مہمان ہوئے۔ اور حُر بن قیس اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بہت زیادہ قرب حاصل تھا، اور قرآن کے علماء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہم نشین اور ان کے مشیر تھے خواہ وہ ادھیڑ عمر کے لوگ ہوں خواہ جوان ہوں (حُر بن قیس قرآن کے علماء میں سے تھے اور حضرت عمرؓ کے مشیر تھے)۔

تو عُیَینہ نے اپنے بھتیجے (حُر بن قیس) سے کہا کہ "اے بھتیجے، تمہیں امیر المومنین عمرؓ کا قرب حاصل ہے تو میرے لیے ان سے باریابی کی اجازت طلب کرو"

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عُیَینہ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ جب عُیَینہ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے دورانِ گفتگو حضرت عمرؓ سے کہا،

" اے ابنِ خطاب، تم بخدا ہم کو زیادہ مال نہیں دیتے اور نہ ہمارے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔"

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سُن کر غصہ آگیا اور عُیینہ کو سزا دینے کا ارادہ کیا،

تو حُر بن قیس نے کہا کہ" اے امیرالمومنین، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔

عفو و درگزر کی روش اختیار کرو، نیکی اور احسان کا حکم دو اور جہالت برتنے والوں کی جہالت کو نظر انداز کردو۔ (سورۂ اعراف آیت ۱۹۹)

اور یہ صاحب جاہل ہیں۔ لہٰذا ان کی غلطی معاف کر دیجیے۔"

یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، جب انہوں نے یہ آیت پڑھی تو اس پر عمل کرتے ہوئے معاف کر دیا۔ اور حضرت عمرؓ اللہ کی کتاب کے پاس رُک جانے والے آدمی تھے، (یعنی خدا کی ہدایات سے نہیں ہٹتے تھے)۔"

(۳۹۳) عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رضؓ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضؓ كَلَامٌ، فَاَغْلَظْتُ لَهُ فِي الْقَوْلِ، فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَشْكُوْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَآءَ خَالِدٌ وَهُوَ يَشْكُوْنِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهُ وَلَا يَزِيْدُهُ اِلَّا غِلْظَةً، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتٌ لَّا يَتَكَلَّمُ، فَبَكٰى عَمَّارٌ وَقَالَ،

يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلَا تَرَاهُ؟

فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ وَقَالَ،

مَنْ عَادٰى عَمَّارًا عَادَاهُ اللهُ وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَهُ اللهُ۔

قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رِضٰى عَمَّارٍ فَلَقِيْتُهُ بِمَا رَضِيَ فَرَضِيَ۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت خالد بن ولیدؓ کہتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسرؓ کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی تو میں نے انہیں سخت سست کہہ دیا تو عمارؓ میری شکایت کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس چلے، پیچھے سے خالدؓ بھی آ گئے اور انہوں نے عمارؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی شکایت کرتے ہوئے سن لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں انہوں نے سخت سست کہنا شروع کیا اور برابر ان کی سخت کلامی بڑھتی ہی گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے، کچھ نہیں کہہ رہے تھے تو عمارؓ رو پڑے اور کہا "اے اللہ کے رسولؐ، کیا آپؐ خالد کو نہیں دیکھتے"؟

تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا "جو عمار سے دشمنی کرے گا اللہ اس کا دشمن ہوگا اور جو عمار سے بغض رکھے گا تو خدا اس سے بغض رکھے گا"۔

خالدؓ کہتے ہیں کہ آپؐ کا یہ ارشاد سن کر مجلس سے میں باہر نکلا تو سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک یہ تھی کہ کسی طرح عمار مجھ سے خوش ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے ان سے مل کر اپنی سخت کلامی کی معافی مانگی تو انہوں نے معاف کر دیا اور خوش ہو گئے"۔

عفو و درگزر کی تعلیم

(۳۹۴) اِنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَابَکْرٍ وَالنَّبِیُّ جَالِسٌ یَتَعَجَّبُ وَیَتَبَسَّمُ۔ فَلَمَّآ اَکْثَرَ رَدَّ عَلَیْہِ بَعْضَ قَوْلِہٖ، فَغَضِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَامَ۔ فَلَحِقَہٗ اَبُوْبَکْرٍ وَّقَالَ،

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ یَشْتِمُنِیْ وَاَنْتَ جَالِسٌ، فَلَمَّا رَدَدْتُ عَلَیْہِ بَعْضَ قَوْلِہٖ غَضِبْتَ وَقُمْتَ،

قَالَ کَانَ مَعَکَ مَلَکٌ یَّرُدُّ عَلَیْہِ، فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَیْہِ وَقَعَ الشَّیْطَانُ۔ (مشکوٰۃ — ابوہریرہؓ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے، تعجب کے ساتھ مسکرا رہے تھے۔ جب اس شخص نے بہت کچھ کہہ لیا تو ابوبکرؓ نے اس کی ایک آدھ بات کا جواب دیا۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور مجلس سے اٹھ گئے۔

تو ابوبکرؓ آپؐ سے ملے اور کہا "اے اللہ کے رسولؐ، وہ آپؐ کی موجودگی میں مجھے برا بھلا کہہ رہا تھا تب آپؐ مسکرا رہے تھے لیکن جب میں نے جواب دیا تو آپؐ غصہ ہو گئے"۔

آپؐ نے فرمایا "جب وہ گالی دے رہا تھا اور تم خاموش تھے تو خدا کا ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا لیکن جب تم نے اس کو الٹ کر جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آگیا"

صبر

(۳۹۵) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ، کَانَ ابْنٌ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ رضؓ یَشْتَکِیْ، فَخَرَجَ اَبُوْطَلْحَۃَ فَقُبِضَ الصَّبِیُّ۔

فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْطَلْحَۃَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِیْ؟

قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ۔ وَھِیَ اُمُّ الصَّبِیِّ ــــ ھُوَ اَسْکَنُ مَا کَانَ، فَقَرَّبَتْ لَہُ الْعَشَآءَ فَتَعَشّٰی، ثُمَّ اَصَابَ مِنْھَا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِیَّ،

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ،

"مَاتَ ابْنٌ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ مِنْ اُمِّ سُلَیْمٍ، فَقَالَتْ لِاَھْلِھَا، لَا تُحَدِّثُوْا اَبَا طَلْحَۃَ بِابْنِہٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا اُحَدِّثُہٗ، فَجَآءَ فَقَرَّبَتْ اِلَیْہِ عَشَآءً فَاَکَلَ وَشَرِبَ ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَہٗ اَحْسَنَ مَا کَانَتْ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِکَ فَوَقَعَ بِھَا،

فَلَمَّا اَنْ رَأَتْ اَنَّہٗ قَدْ شَبِعَ وَاَصَابَ مِنْھَا قَالَتْ، یَا اَبَا طَلْحَۃَ اَرَأَیْتَ لَوْ اَنَّ قَوْمًا اَعَارُوْا عَارِیَتَھُمْ اَھْلَ بَیْتٍ فَطَلَبُوْا عَارِیَتَھُمْ اَلَھُمْ اَنْ یَّمْنَعُوْھُمْ؟

قَالَ لَا،

قَالَتْ فَاحْتَسِبِ ابْنَکَ۔ (ریاض الصالحین)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ابوطلحہؓ کا ایک بچہ بیمار تھا، اسی دوران میں ابوطلحہؓ سفر پر گئے اور ادھر بچہ وفات پاگیا۔

جب ابوطلحہؓ سفر سے واپس آئے تو انہوں نے پوچھا کہ "میرے بچے کا کیا حال ہے" تو بچے کی ماں اُمِّ سُلیمؓ نے کہا کہ "وہ پہلے سے زیادہ سکون کی حالت میں ہے"

پھر انہوں نے ابوطلحہؓ کے سامنے کھانا چُنا، انھوں نے کھایا اور پھر اُمِّ سُلَیم کے پاس رہے۔ تب انہوں نے ابوطلحہؓ سے کہا کہ "لے جائیے بچّے کو دفن کیجیے" (امام بخاریؒ کی روایت میں اتنا ہی ہے)۔

اور امام مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے،

کہ ابوطلحہؓ کا ایک بچہ جو اُمِّ سُلَیم سے پیدا ہُوا تھا، مرگیا (اور ابوطلحہؓ سفر پر تھے) اُمِّ سُلیم نے گھر کے لوگوں سے کہا کہ "تم لوگ بچّے کی وفات کی خبر ابوطلحہ کو مت دینا میں خود دوں گی"

اور جب وہ آئے تو سب سے پہلے ان کے سامنے رات کو کھانا چُنا، انہوں نے کھایا پھر اپنا بناؤ سنگار کیا پہلے سے زیادہ، اور ابوطلحہؓ ان کے پاس رہے۔ جب وہ پُرسکون حالت میں ہوئے تب ان کی اہلیہ نے کہا "ذرا بتائیے اگر کچھ لوگوں نے کسی کو کوئی چیز بطور منگنی دی ہو اور وہ اپنی منگنی دی ہوئی چیز کا مطالبہ کریں تو کیا ان لوگوں کو حق ہے کہ انکار کر دیں"؟

ابوطلحہؓ نے جواب دیا "نہیں، اُن کو منگنی کی چیز کو روک رکھنے کا اختیار نہیں ہے"۔

تب اُمِّ سُلَیم نے کہا کہ "آپ کا بچہ جو آپ کے پاس امانت تھا اللہ نے لے لیا۔ آپ کو چاہیے کہ صبر کریں تاکہ آخرت میں اجر کے مستحق ہوں"

آدابِ مجلس

(۳۹۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي۔ (ابوداؤد)

"حضرت جابر بن سمرۃؓ فرماتے ہیں کہ "ہم میں ہر شخص کا معمول تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچتا تو سب کے پیچھے بیٹھ جاتا" (ہم میں کوئی یہ حرکت نہ کرتا کہ آتا تو دیر سے اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرتا)۔

عہد کی پابندی

(۳۹۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ،

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا، ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ

شَهَادَتَهٗ،

قَالَ وَكَانَ اَصْحَابُنَا يَضْرِبُوْنَنَا وَنَحْنُ صِبْيَانٌ عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ۔

(مسند احمد)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں (یعنی صحابہؓ) پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو میرے زمانے کے لوگوں کے بعد آئیں گے (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تبع تابعین) آپؐ نے یہ بات تین چار بار دُہرائی — پھر کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم سے سبقت لے جائے گی اور ان کی قسم گواہی پر سبقت لے جائے گی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے سرپرست حضرات ہم بچوں کو جھوٹی قسم کھانے اور جھوٹی گواہی دینے اور عہد کر کے پورا نہ کرنے پر مارتے تھے۔"

تشریح:۔ مطلب یہ کہ بعد کے لوگوں کی نظر میں گواہی اور عہد کی کوئی قدر و قیمت نہ رہ جائے گی، جھوٹی گواہی دیں گے، عہد کو پورا نہ کریں گے۔

سادگی

(۳۹۸) عَنْ عَبْدِ الرُّوْمِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى اُمِّ طَلْقٍ، فَقُلْتُ، مَا اَقْصَرَ سَقْفَ بَيْتِكِ هٰذَا۔

قَالَتْ يَا بُنَيَّ اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اَنْ لَّا تُطِيْلُوْا بِنَاءَكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْ شَرِّ اَيَّامِكُمْ۔ (الادب المفرد)

"عبدالرومی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اُمِ طلق رضؓ کے پاس گیا، ان کے گھر کی چھتیں بہت نیچی تھیں۔ میں نے کہا "آپ کے اس گھر کی چھت کتنی نیچی ہے"

انہوں نے کہا کہ "اے بیٹے، امیر المومنین عمر بن الخطابؓ نے اپنے گورنروں کو یہ ہدایت لکھ کر بھیجی تھی کہ تم لوگ اونچی عمارتیں نہ بنانا اس لیے کہ اگر ایسا کرو گے تو وہ بُرا دَور ہو گا"

(یعنی دولت کی نمائش، شاندار اونچی عمارتوں کی صورت میں کی جائے گی، ظاہر ہے یہ امت کی دُنیا پرستی کا دَور ہو گا، آخرت پسندی کا رجحان مر چکا ہو گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ امت کی اسی دینی پستی

کو روکنے کے لیے بند باندھ دیے تھے)۔

جانوروں پر رحم

(۳۹۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنَّا اِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَا نُسَبِّحُ حَتّٰی نَحُلَّ الرِّحَالَ۔

(ابوداؤد)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ”جب ہم سفر میں کسی منزل میں قیام کرتے تھے تو ذکر و تسبیح اور نماز میں مشغول نہ ہوتے جب تک کہ اپنی سواریوں کے اوپر سے بوجھ نہ اتار لیتے۔“

تشریح:۔ اسلام جانوروں پر رحم کرنے کی جو تعلیم دیتا ہے یہ اس کا ثمرہ ہے۔

مہمان نوازی

(۴۰۰) وَعَنْ شِهَابِ بْنِ عِبَادٍ اَنَّهٗ سَمِعَ بَعْضَ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ:

قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ فَرَحُهُمْ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ اَوْسَعُوْا لَنَا، فَقَعَدْنَا،

فَرَحَّبَ بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَعَا لَنَا، ثُمَّ نَظَرَ اِلَيْنَا، فَقَالَ مَنْ سَيِّدُكُمْ وَزَعِيْمُكُمْ؟

فَاَشَرْنَا جَمِيْعًا اِلَى الْمُنْذِرِ بْنِ عَائِذٍ،

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهٰذَا الْاَشَجُّ؟ فَكَانَ اَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ عَلَيْهِ الْاِسْمُ لِضَرْبَةٍ كَانَتْ بِوَجْهِهٖ بِحَافِرِ حِمَارٍ،

قُلْنَا، نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

فَتَخَلَّفَ بَعْدَ الْقَوْمِ، فَعَقَلَ رَوَاحِلَهُمْ وَضَمَّ مَتَاعَهُمْ، ثُمَّ اَخْرَجَ عَيْبَتَهٗ، فَاَلْقٰى عَنْهُ ثِيَابَ السَّفَرِ، وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهٖ، ثُمَّ اَقْبَلَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ بَسَطَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَهٗ، وَاتَّكَاَ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ الْاَشَجُّ اَوْسَعَ الْقَوْمُ لَهٗ، وَقَالُوْا هٰهُنَا يَا اَشَجُّ، فَقَعَدَ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

فَرَحَّبَ بِهٖ وَاَلْطَفَهٗ وَسَاَلَهٗ عَنْ بِلَادِهِمْ، وَسَمّٰى لَهُمْ قَرْيَةً

قَرْيَةَ الصَّفَا وَالْمُشَقَّرِ، وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِنْ قُرٰى هَجَرٍ،

فَقَالَ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَأَنْتَ أَعْلَمُ بِأَسْمَاءِ قُرَانَا مِنَّا،

فَقَالَ: إِنِّيْ وَطِئْتُ بِلَادَكُمْ، وَفُسِحَ لِيْ فِيْهَا۔

قَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَكْرِمُوْا إِخْوَانَكُمْ، فَإِنَّهُمْ أَشْبَاهُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ أَشْبَهُ شَيْءٍ بِكُمْ أَشْعَارًا وَأَبْشَارًا، أَسْلَمُوْا طَائِعِيْنَ غَيْرَ مُكْرَهِيْنَ وَلَا مَوْتُوْرِيْنَ إِذْ أَبٰى قَوْمٌ أَنْ يُسْلِمُوْا حَتّٰى قُتِلُوْا؛

قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحُوْا،

قَالَ: كَيْفَ رَأَيْتُمْ كَرَامَةَ إِخْوَانِكُمْ لَكُمْ وَضِيَافَتَهُمْ إِيَّاكُمْ۔

قَالُوْا: خَيْرُ إِخْوَانٍ أَلَانُوْا فُرُشَنَا وَأَطَابُوْا مَطْعَمَنَا، وَبَاتُوْا وَأَصْبَحُوْا يُعَلِّمُوْنَا كِتَابَ رَبِّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

فَأُعْجِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَرِحَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ مسند احمد)

"شہاب بن عباد کہتے ہیں، قبیلہ عبدالقیس کا جو وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ اسلام لانے کے مقصد سے ۹ھ میں گیا تھا، اس کے بعض ارکان نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ مدینہ پہنچے تو مسلمان بہت خوش ہوئے۔ (انہوں نے ہمیں اچھی جگہ دی، خوب خاطر کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں خوش آمدید کہا، ہمارے لیے دعا فرمائی، ہم کو دیکھا تو پوچھا "تمہارا سردار اور لیڈر کون ہے"

تو جملہ ارکانِ وفد نے مُنذر بن عائذ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہمارے لیڈر ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا "یہی صاحب جن کے چہرے میں زخموں کا نشان ہے"؟

ہم لوگوں نے عرض کیا کہ "ہاں اے اللہ کے رسولؐ یہی ہمارے لیڈر ہیں"

منذر بن عائذ کے چہرے پر کبھی کسی گدھے نے لات ماری تھی جس کی وجہ سے اُن کے چہرے پر نشان پڑ گئے تھے، اشج کا لقب اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا، ہم لوگ اس سے پہلے ان کو اشج کے لقب سے یاد نہیں کرتے تھے) وفد کے دوسرے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے شوق میں پہلے ہی پہنچ گئے (نہ اپنا سامان قرینے سے رکھا اور نہ کپڑے بدلے)

لیکن وفد کے لیڈر منذر نے پہلے سواریوں کو باندھا اور لوگوں کے سامان کو ایک جگہ قرینے سے لگایا، پھر اپنا بیگ نکالا، نئے کپڑے پہنے اور میلے کپڑے بیگ میں ڈالے۔ اس کے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیر پھیلائے ہوئے اور ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب یہ حضورؐ کی مجلس میں پہنچے تو لوگ ان کو جگہ دینے کے لیے سمٹ گئے اور کہا کہ آپ یہاں تشریف لائیں۔ چنانچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں پہلو میں بیٹھے۔

آپؐ نے انہیں خوش آمدید کہا، اور شفقت بھرے لہجے میں گفتگو کی، ان کے ملک کے ایک ایک گاؤں کا نام لے کر پوچھا۔ مثلاً صفا، مشقر اور دوسری بستیاں۔

منذر ابن عائذؓ نے کہا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ تو ہمارے علاقے سے ہم سے زیادہ واقف معلوم ہوتے ہیں"

آپؐ نے فرمایا "ہاں، میں تمہارے ملک میں بسلسلۂ تجارت گیا ہوں، وہاں کے لوگوں نے میری بڑی خاطر کی"

پھر آپؐ نے انصار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ "اپنے ان بھائیوں کی خاطر تواضع کرو۔ یہ اسلام لانے میں بھی تمہارے مشابہ ہیں اور چہرے بشرے کے لحاظ سے بھی تم سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ لوگ بغیر کسی جبر اور دباؤ کے خوشی خوشی ایمان لائے ہیں جب کہ دوسرے لوگوں نے اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ میدانِ جنگ میں مارے گئے"

دوسرے دن صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے پوچھا کہ "تمہارے انصاری بھائیوں نے تمہاری ضیافت اور خاطر تواضع کیسی کی؟"

انہوں نے کہا "یہ بہترین بھائی ہیں۔ انہوں نے ہمارے لیے آرام دہ بستر فراہم کیا، بہترین کھانا کھلایا، اور رات میں اور صبح کو یہ لوگ ہمیں ہمارے رب کی کتاب اور نبیؐ کے طریقے کی تعلیم دیتے رہے"

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

اجتماعی معاملات میں

(۱۰۴) وَعَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدِمُوْا یُثْنُوْنَ

عَلٰی صَاحِبِ لَہُمْ خَیْرًا۔

قَالُوْا: مَا رَأَیْنَا مِثْلَ فُلَانٍ ھٰذَا قَطُّ مَا کَانَ فِیْ مَسِیْرٍ اِلَّا کَانَ فِیْ قِرَآءَۃٍ، وَلَا نَزَلْنَا فِیْ مَنْزِلٍ اِلَّا کَانَ فِیْ صَلَاۃٍ۔

قَالَ: فَمَنْ کَانَ یَکْفِیْہِ ضَیْعَتَہٗ حَتّٰی ذَکَرَ وَمَنْ کَانَ یَعْلِفُ جَمَلَہٗ اَوْدَابَّتَہٗ؟

قَالُوْا، نَحْنُ۔

قَالَ فَکُلُّکُمْ خَیْرٌ مِّنْہُ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالۂ ابوداؤد)

"حضرت ابوقلابہؒ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ صحابۂ کرام میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور اپنے ایک ساتھی کی تعریف کرنے لگے۔ انہوں نے کہا،

کہ "ہم نے اس فلاں ساتھی کی طرح کسی آدمی کو نہیں دیکھا سفر کے دوران یہ شخص برابر قرآن پڑھتا رہتا۔ اور جب کسی جگہ ہم پڑاؤ ڈالتے تو یہ شخص نفل پڑھنے میں مشغول ہو جاتا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر اس کے سامانوں کی حفاظت کون کرتا اور اس کے اونٹ کو کون کھلاتا تھا؟"

لوگوں نے کہا کہ "ہم اس کے سامانوں کی حفاظت کرتے اور اس کے اونٹ کو چارہ دیتے۔"

آپؐ نے فرمایا "تب تو تم لوگ اس سے بہتر ہو۔"

تشریح:۔ اجتماعی معاملات میں تمام متعلقہ افراد کو حصہ لینا چاہیے۔

اجتماعی طعام میں

(۳۰۲) عَنْ جَبَلَۃَ بْنِ سُحَیْمٍ قَالَ اَصَابَنَا عَامُ سَنَۃٍ مَّعَ ابْنِ الزُّبَیْرِ فَرُزِقْنَا تَمْرًا فَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَمُرُّبِنَا وَنَحْنُ نَاکُلُ،

فَیَقُوْلُ لَا تُقَارِنُوْا، فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنِ الْقِرَانِ،

ثُمَّ یَقُوْلُ اِلَّا اَنْ یَّسْتَاذِنَ الرَّجُلُ اَخَاہُ۔ (بخاری، مسلم)

"جبلہ ابن سحیمؒ کہتے ہیں، قحط کے سال میں ہم ابن زبیرؓ کے ساتھ تھے، تو ہم کو کھجوریں ملیں اور اسے بیٹھے ہوئے کھا رہے تھے کہ عبداللہ بن عمرؓ ہمارے پاس سے گزرے،

تو فرمایا "تم میں سے کوئی شخص ایک لقمے میں دو کھجوریں اٹھا کر نہ کھائے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کھانے سے منع فرمایا ہے"

"ہاں اس صورت میں دو دو کھجوریں کھائی جاسکتی ہیں جب کہ ساتھ کھانے والے لوگوں کی طرف سے اس کی اجازت ہو"

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ جب قحط کا زمانہ ہو اور کھانا تھوڑا ہو تو ایک ساتھ بیٹھ کر کھانے والوں کی یہ ذہنیت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے پیٹ میں اتارنے کی کوشش کریں کیونکہ یہ خود غرضی کی بات ہوگی جو اسلامی اخوت اور ایثار سے میل نہیں کھاتی ہاں! اگر ساتھیوں کو بُرا نہ معلوم ہو تو اس طرح کھایا جاسکتا ہے، اپنے ساتھیوں سے اجازت لینی ضروری ہے۔

(۴۰۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِنَّ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ اَوْقَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ، جَمَعُوْا مَاكَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ، فَهُمْ مِّنِّيْ وَ اَنَا مِنْهُمْ۔ (متفق علیہ ــــ ابوموسیٰ اشعریؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"قبیلۂ اشعر کے لوگ جب جہاد میں جاتے ہیں اور کھانا کم ہوتا ہے یا مدینہ میں ان کے یہاں غذائی قلت ہو جاتی ہے تو جو کچھ جس کے پاس ہوتا ہے لاکر ایک جگہ جمع کرتے ہیں"،

آپؐ نے اُن کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ لوگ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں!"

جماعتی نظم وضبط

(۴۰۴) قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ،

"نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، قَالَ، فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ، اَوْقَالَ تَغَيَّرُوْا لَنَا، حَتّٰى تَنَكَّرَتْ لِيْ فِيْ نَفْسِيَ الْاَرْضُ، فَمَا هِيَ بِالْاَرْضِ الَّتِيْ اَعْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً۔

فَاَمَّا صَاحِبَايَ، فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ، وَاَمَّا اَنَا،

فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَطُوْفُ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ،

وَاٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ اَمْ لَا؟ ثُمَّ اُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِّنْهُ وَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَاِذَآ اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلٰوتِيْ نَظَرَ اِلَيَّ، وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ اَعْرَضَ عَنِّيْ، حَتّٰٓى اِذَا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِيْنَ، مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِيْ قَتَادَةَ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ،

فَقُلْتُ لَهٗ يَآ اَبَا قَتَادَةَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ؟ فَسَكَتَ۔

فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهٗ، فَسَكَتَ،

فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهٗ،

فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَعْلَمُ،

فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ۔

(متفق علیہ۔ عبداللہ بن کعب)

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہم تینوں (یعنی مجھ سے اور ہلال بن اُمیّہ اور مرارہ بن ربیع) سے گفتگو اور بات چیت کرنے سے روک دیا، کیونکہ ہم تبوک کی مہم پر اپنی سستی کی وجہ سے نہیں جا سکے تھے، تو لوگوں نے ہم سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور ایسے بدل گئے گویا ہم کو پہچانتے نہیں، یہاں تک کہ مدینے کی سرزمین ہمارے لیے بالکل اجنبی بن گئی۔ اب مدینہ وہ مدینہ نہیں تھا جس کو ہم جانتے تھے، تو اسی حالت پر ہم پر پچاس راتیں گزریں۔

میرے دونوں ساتھیوں (ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع) پر اس بائیکاٹ کا بڑا اثر ہوا، یہ دونوں اپنے گھر میں بیٹھے روتے رہتے، اور میں چونکہ جوان تھا اور دل کا مضبوط، اس لیے

مَیں گھر سے نکلتا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا، اور بازاروں میں گھومتا لیکن کوئی بھی ہم سے بولتا نہیں تھا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر جب مسجدِ نبوی میں بیٹھتے تو مَیں آپؐ کے پاس جاتا اور سلام کرتا، پھر مَیں اپنے جی میں سوچتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے میرے سلام کا جواب دیا یا نہیں؟ پھر مَیں آپؐ سے قریب ہو کر نماز پڑھتا اور چپکے سے آپؐ کی طرف دیکھتا، تو جب مَیں اپنی نماز میں لگ جاتا تو آپؐ میری طرف نظر فرماتے اور جب مَیں آپؐ کی طرف مُڑ کر دیکھتا تو آپؐ اپنا چہرۂ مبارک پھیر لیتے۔ یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی بے رُخی مجھ پر بہت زیادہ شاق گزری تو ابوقتادہؓ کے باغ کی دیوار پھاند کر ابوقتادہ کے پاس پہنچا، یہ میرے چچازاد بھائی اور میرے محبوب ترین دوستوں میں ہی تو مَیں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے بھی جواب نہ دیا۔

مَیں نے ان سے کہا "اے ابوقتادہ! مَیں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ مَیں اللہ اور رسولؐ سے محبّت رکھتا ہوں" وہ بدستور خاموش رہے۔

پھر مَیں نے دوبارہ انہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا تب بھی وہ خاموش رہے،

پھر تیسری بار اللہ کا واسطہ دے کر اپنی بات دُہرائی،

تب انہوں نے کہا "اللہ اور رسولؐ ہی واقف ہیں" (کہ تمہیں اللہ و رسولؐ سے محبّت ہے کہ نہیں، انہیں سے اس کی سند لو)۔

اس پر میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ مَیں اُلٹے پاؤں دیوار پھاند کر واپس آگیا۔

تشریح:۔ یہ جماعتی نظم و ڈسپلن کا نہایت اعلیٰ نمونہ ہے، جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے کعب بن مالک اور ان کے دونوں مندرجہ بالا ساتھیوں کے بائیکاٹ کا اعلان کیا اور لوگوں کو ان سے بات چیت کرنے سے روک دیا تو پورا مدینہ ان کے لیے ایک اجنبی شہر بن گیا، یہاں تک کہ ان کے عزیز ترین دوست اور چچازاد بھائی ابوقتادہ تنہائی میں بھی اللہ کا واسطہ دینے کے باوجود ان سے نہیں بولے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے منع کر دیا تھا۔ اس جماعتی نظم و ڈسپلن سے متعلق مزید تفصیل تفہیم القرآن جلد دوم سورہ توبہ حاشیہ نمبر ۱۱۹ ملاحظہ کیجیے۔

انفاق

(۴۰۵) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُبَیْرٍ قَالَ مَا رَأَیْتُ امْرَأَتَیْنِ اَجْوَدَیْنِ مِنْ عَائِشَۃَ وَاَسْمَآءَ، وَجُوْدُھُمَا مُخْتَلِفٌ،

اَمَّا عَائِشَۃُ فَکَانَتْ تَجْمَعُ الشَّیْئَ اِلَی الشَّیْئِ، حَتّٰی اِذَا کَانَ اجْتَمَعَ عِنْدَھَا قَسَمَتْ، وَاَمَّا اَسْمَآءُ فَکَانَتْ لَا تُمْسِکُ شَیْئًا لِغَدٍ۔ (الادب المفرد)

"حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں،" میں نے عائشہؓ اور اسماءؓ (عبداللہ بن زبیرؓ کی خالہ اور ماں) سے زیادہ سخاوت کرنے والی عورتیں نہیں دیکھیں۔ ان دونوں کی سخاوت اور فیاضی کی نوعیت مختلف تھی۔

عائشہؓ کا حال یہ تھا کہ وہ روزانہ کچھ نہ کچھ جمع کرتی جاتیں اور جب قابلِ لحاظ مقدار میں مال جمع ہوجاتا تو غریبوں میں تقسیم کر دیتیں،

اور اسماءؓ کا حال یہ تھا کہ وہ روزانہ جو کچھ ان کے ہاتھ میں آتا ضرورت مندوں تک پہنچا دیتیں اور کل کے لیے کچھ نہ رکھتیں۔"

(۴۰۶) اِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ حَائِطٍ لَّہٗ بِالْقُفِّ وَادٍ مِّنْ اَوْدِیَۃِ الْمَدِیْنَۃِ، وَالنَّخْلُ قَدْ ذُلِّلَتْ وَھِیَ مُطَوَّقَۃٌ بِثَمَرِھَا، فَنَظَرَ اِلَیْھَا فَاَعْجَبَتْہُ، ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی صَلَاتِہٖ، فَاِذَا ھُوَ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی، فَقَالَ لَقَدْ اَصَابَتْنِیْ فِیْ مَالِیْ ھٰذَا فِتْنَۃٌ، فَجَآءَ عُثْمَانَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ وَھُوَ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَۃٌ، فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ وَقَالَ ھُوَ صَدَقَۃٌ فَاجْعَلْہُ فِیْ سَبِیْلِ الْخَیْرِ، فَبَاعَہٗ بِخَمْسِیْنَ اَلْفًا فَسُمِّیَ ذٰلِکَ الْمَالُ الْخَمْسِیْنَ۔

(موطا، مالک، ترغیب)

"ایک انصاری آدمی اپنے کسی باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ باغ مدینہ کی مشہور وادی "قف" میں تھا، اور کھجوروں کے درخت پھل سے لدے ہوئے تھے۔ نماز پڑھتے میں اُن کی نظر اُن پھلوں کی طرف گئی اور اس سے خوش ہوئے۔ پھر اپنی نماز میں متوجہ ہوئے اور انہیں یاد نہیں کہ کتنی رکعتیں پڑھیں،

اب انہوں نے سوچا کہ میری یہ جائداد تو میرے لیے فتنہ بن گئی تو وہ خلیفۂ وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے پورا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میں نے یہ باغ وقف کر دیا آپ اسے نیکی کے کاموں میں صرف کیجیے،

تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے ۵۰ ہزار درہم میں بیچا اور اس باغ کا نام "خمسین" رکھا۔

تشریح :۔ درہم کم و بیش ساڑھے چار آنے کے برابر ہوتا ہے، اور درہم آج کا نہیں بلکہ اُس زمانی دَور کا جب ایک درہم میں چھ آدمیوں کا کنبہ دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھاتا تھا۔

(۴۰۷) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

كَانَ اَبُوْطَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ، وَكَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ،

وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ،

قَالَ اَنَسٌ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ،

قَامَ اَبُوْطَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ،

قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ، ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں،

"ابو طلحہ رضہ انصار مدینہ کے سب سے زیادہ مالدار آدمی تھے، جتنے کھجوروں کے باغات ان کے پاس تھے، کسی کے پاس نہیں تھے۔ اور سب سے اچھا اور محبوب باغ اُن کے نزدیک "بیرُحاء" کا باغ تھا۔ یہ باغ مسجدِ نبوی کے سامنے تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف

لے جاتے اور پانی پیتے، اس باغ کے کنوئیں کا پانی نہایت عمدہ تھا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ"

تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا "کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ...... الخ"

اور "بَیْرُحاء" میرا سب سے زیادہ محبوب مال ہے میں نے اس کو راہِ خدا میں وقف کیا تاکہ یہ اللہ کے یہاں میرے کام آئے۔ تو آپؐ، جہاں آپؐ کا رب بتائے وہاں صرف کیجیے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! "شاباش! تم نے اچھا کیا، یہ نفع بخش تجارت ہے، نفع بخش تجارت ہے!"

(۴۰۸) عَنْ قَيْسِ بْنِ سِلْعٍ نِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ،

اَنَّ اِخْوَتَهٗ شَكَوْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّهٗ يُبَذِّرُ مَالَهٗ وَيَنْبَسِطُ فِيْهِ۔

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اٰخُذُ نَصِيْبِيْ مِنَ الثَّمَرَةِ فَاُنْفِقُهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مَنْ صَحِبَنِيْ۔

فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهٗ وَقَالَ اَنْفِقْ يُنْفِقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ خَرَجْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَعِيَ رَاحِلَةٌ وَّاَنَا اَكْثَرُ اَهْلِ بَيْتِيْ الْيَوْمَ وَاَيْسَرُهٗ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

"حضرت قیس بن سلعؓ انصاری رضؓ سے روایت ہے کہ

"ان کے بھائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی شکایت کی کہ قیس اپنے مال کو لٹاتا ہے اور خوب خرچ کرتا ہے۔

میں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میں اپنے حصے کے کھجور لے لیتا ہوں اور

۱؎ تم لوگ خدا کے وفادار ہرگز نہیں بن سکتے جب تک کہ اپنے محبوب مال کو خدا کی راہ میں نہ دو۔ (آل عمران: ۹۲)

اسے اللہ کی راہ میں اور اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہوں۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شاباشی کے ساتھ اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ،

"خرچ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا۔ یہ بات آپؐ نے تین مرتبہ کہی"

چنانچہ اس کے بعد اب میں اللہ کی راہ میں اپنی ذاتی اونٹنی پر جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہوں اور آج میں اپنے کنبے والوں میں سب سے زیادہ مالدار اور خوش حال ہوں"

(۴۰۹) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ:

قَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ ذَهَبَ الْاَنْصَارُ بِالْاَجْرِ كُلِّهٖ، مَا رَاَيْنَا قَوْمًا اَحْسَنَ بَذْلًا لِكَثِيْرٍ، وَّلَا اَحْسَنَ مُوَاسَاةً فِىْ قَلِيْلٍ مِّنْهُمْ، وَلَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ۔

قَالَ اَلَيْسَ تُثْنُوْنَ عَلَيْهِمْ بِهٖ وَتَدْعُوْنَ لَهُمْ قَالُوْا بَلٰى،

قَالَ فَذَاكَ بِذَاكَ۔ (ابو داؤد، نسائی)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

کہ مہاجرین نے ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ "انصار سارا اجر سمیٹ لے گئے۔ یہ لوگ اپنی بہت سی دولت خرچ کر رہے ہیں اور جن کے پاس تھوڑا ہوتا ہے وہ بھی اپنے تھوڑے میں غریبوں کو شریک کر کے اپنے برابر کر لیتے ہیں اور ہمارا تو سارا خرچہ انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا ہے" تو آپؐ نے فرمایا کہ "کیا تم لوگ ان کے لیے شکر کے جذبات نہیں رکھتے ہو؟ کیا تم ان کے لیے دعا نہیں کرتے ہو؟" مہاجرین نے کہا "ہاں" ہم ان کا شکر ادا کرتے ہیں اور ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں"

آپؐ نے فرمایا "تو یہ اس کا بدلہ ہو گیا" (وہ تمہارے ساتھ احسان کرتے ہیں تم ان کے ساتھ احسان کرتے ہو تم بھی اجر کے مستحق وہ بھی اجر کے مستحق)۔

معاشرت ومعاملات

والدین کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک

(۴۱۰) وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ:

قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَاَتَانِیْ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ: اَتَدْرِیْ لِمَ اَتَیْتُكَ؟

قَالَ: قُلْتُ لَا۔

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّصِلَ اَبَاهُ فِیْ قَبْرِهٖ فَلْیَصِلْ اِخْوَانَ اَبِیْهِ بَعْدَهٗ، وَاِنَّهٗ کَانَ بَیْنَ اَبِیْ عُمَرَ وَبَیْنَ اَبِیْكَ اِخَاءٌ وَوُدٌّ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَصِلَ ذَاكَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابن حبان)

"حضرت ابوبُردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ جب میں مدینہ پہنچا تو عبداللہ بن عمرؓ مجھ سے ملنے کے لیے تشریف لائے۔ کہا "تمہیں معلوم ہے میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں؟"

میں نے کہا "نہیں"

انہوں نے فرمایا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا ہے، کہ "جو شخص یہ چاہے کہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد، باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اسے چاہیے کہ اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے"

اور میرے والد (عمرؓ) اور تمہارے والد (ابوموسیٰ اشعریؓ) کے درمیان گہری دوستی اور محبت تھی، میں نے چاہا کہ اپنے باپ کے ساتھ اچھا سلوک کروں، اس لیے میں تمہاری ملاقات کو آیا"

(۴۱۱) وَعَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا،

اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ لَقِیَهٗ بِطَرِیْقِ مَكَّةَ، فَسَلَّمَ عَلَیْهِ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ، وَحَمَلَهٗ عَلٰی حِمَارٍ كَانَ یَرْكَبُهٗ وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰی رَاْسِهٖ۔

قَالَ ابْنُ دِیْنَارٍ فَقُلْنَا لَهٗ اَصْلَحَكَ اللهُ اِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ وَهُمْ یَرْضَوْنَ بِالْیَسِیْرِ،

فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ: اِنَّ اَبَا ھٰذَا کَانَ وُدًّا لِّعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ،
وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ اَھْلَ
وُدِّ اَبِیْہِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم)

"حضرت عبداللہ بن دینارؓ سے روایت ہے
کہ مکہ کے راستے میں عبداللہ بن عمرؓ کی (جب کہ وہ حج کو جا رہے تھے) ایک بدو سے ملاقات
ہوئی، عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو سلام کیا، اور جس خچر پر وہ سوار تھے اس پر اسے بھی بٹھا لیا اور اپنے
سر کا عمامہ اسے دے دیا۔

ابن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "ہم نے کہا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے، یہ تو بدو لوگ ہیں تھوڑی
چیز پر بھی راضی اور مطمئن ہو جاتے ہیں پھر آپ نے یہ سب کیوں کیا"؟

عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا کہ" اس کا باپ میرے باپ عمر بن خطابؓ کا دوست تھا
اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے،
"یہ بہت بڑی نیکی ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرے۔"

غلاموں کے ساتھ حُسنِ سلوک

(۴/۱۲) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:
کُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِّنْ خَلْفِیْ:
"اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ" فَلَمْ اَفْھَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ،
فَلَمَّا دَنَا مِنِّیْ اِذَا ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَاِذَا ھُوَ یَقُوْلُ:
اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اَقْدَرُ عَلَیْکَ مِنْکَ عَلٰی
ھٰذَا الْغُلَامِ،
فَقُلْتُ: لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْکًا بَعْدَہٗ اَبَدًا۔
وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھُوَ حُرٌّ لِّوَجْہِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔
فَقَالَ: اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْکَ النَّارُ، اَوْ لَمَسَّتْکَ النَّارُ۔
(ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم وابوداؤد وترمذی)

"حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

کہ "میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا تو پیچھے سے کسی نے آواز دی کہ "اے ابو مسعود! جان لو"

تو غصے کی وجہ سے میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ یہ کون کہہ رہا ہے، جب وہ شخص قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ فرما رہے ہیں،

کہ "جان لو اے ابو مسعود، کہ تم کو جتنی قدرت اس غلام پر حاصل ہے اس سے زیادہ قدرت اللہ کو تم پر ہے"

میں نے عرض کیا اب کبھی بھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا"

(اور ایک روایت کے مطابق اسے آزاد کر دیا تاکہ غلطی کا کفارہ ہو جائے، غصے میں بے دردی سے اور وہ بھی کوڑے سے مار رہے تھے، اتنی سخت سزا کا وہ مستحق نہ تھا، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سختی سے ٹوکا) اور فرمایا "اگر تم نے اسے آزاد نہ کیا ہوتا تو جہنم کی لپٹ تم کو پہنچتی"

یتیموں کا خیال

(۴۱۳) قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ لَقَدْ عَهِدْتُّ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ یُصْبِحُ فَیَقُوْلُ یَا اَهْلِیَهْ یَا اَهْلِیَهْ یَتِیْمَكُمْ یَتِیْمَكُمْ۔ (الحق)

"حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، "میں نے مسلمانوں کو (یعنی صحابہ کرامؓ کو) اس حال میں دیکھا ہے کہ وہ صبح کو اپنے گھر والوں سے کہتے کہ سب سے پہلے یتیم کو کھلاؤ، سب سے پہلے اس کو دو"

ایثار

(۴۱۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ،

اُهْدِیَ لِرَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاْسُ شَاةٍ فَقَالَ فُلَانٌ اَحْوَجُ مِنِّیْ اِلَیْهِ فَبَعَثَ بِهٖ اِلَیْهِ فَبَعَثَ ذٰلِكَ الْاِنْسَانُ اِلٰی اٰخَرَ فَلَمْ یَزَلْ یَبْعَثُ بِهٖ وَاحِدٌ اِلٰی اٰخَرَ حَتّٰی رَجَعَ اِلَی الْاَوَّلِ بَعْدَ اَنْ تَدَاوَلَتْهُ سَبْعَةٌ۔
(صحیفۂ الحق)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: "اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک آدمی کو بکری کا سر بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ انہوں نے کہا میرا فلاں ساتھی مجھ سے زیادہ ضرورتمند ہے، چنانچہ اس کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے ایک دوسرے آدمی کے بارے میں کہا کہ اسے دے آؤ وہ زیادہ ضرورت مند ہے، اسی طرح سات آدمیوں کے پاس بھیجا گیا بالآخر وہ لوٹ کے پہلے آدمی کے پاس آیا۔"

حلال روزی

(۴۱۵) عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ،

كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رض غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ، وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْهُ، فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُوبَكْرٍ،

فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَدْرِي مَا هٰذَا؟

فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ وَمَا هُوَ؟

فَقَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ، فَلَقِيَنِي فَأَعْطَانِي بِذٰلِكَ هٰذَا الَّذِي أَكَلْتَ مِنْهُ،

فَأَدْخَلَ أَبُوبَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ۔ (بخاری)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو کما کر ایک مقررہ رقم انہیں دیتا، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے اپنے کام میں لاتے۔ ایک دن اس نے کوئی چیز لا کر دی اور ابوبکر رض نے اسے کھایا،

تو غلام نے کہا "آپ کو علم ہے کہ یہ کیا ہے اور کہاں سے ملی ہے"؟

انہوں نے پوچھا "بتاؤ یہ کیا ہے اور کہاں سے لائے"؟

اس نے کہا "اسلام کے آنے سے پہلے میں نے ایک آدمی کو اس کی تقدیر بتائی تھی (آئندہ ہونے والی باتیں بتائی تھیں) میں اس علم سے واقف نہیں تھا، میں نے اسے دھوکا دیا تھا، تو اب اس سے ملاقات ہوئی اور اس نے اس کی اجرت دی جس کو آپ نے کھایا۔"

یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حلق میں انگلیاں ڈال کر پیٹ میں جو کچھ تھا باہر نکال دیا۔"

حُسنِ معاملہ

(۱۶/۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ الزُّبَیْرُ یَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِیْ، فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ،

فَقَالَ یَا بُنَیَّ اِنَّهٗ لَا یُقْتَلُ الْیَوْمَ اِلَّا ظَالِمٌ اَوْ مَظْلُوْمٌ وَاِنِّیْ لَا اُرَانِیْ اِلَّا

سَاُقْتَلُ الْیَوْمَ مَظْلُوْمًا، وَاِنَّ مِنْ اَکْبَرِ هَمِّیْ لَدَیْنِیْ، اَفَتَرٰی دَیْنَنَا یُبْقِیْ مِنْ

مَالِنَا شَیْئًا ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ بِعْ مَالَنَا وَاقْضِ دَیْنِیْ ....

قَالَ وَاِنَّمَا کَانَ دَیْنُهُ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ اَنَّ الرَّجُلَ کَانَ یَاْتِیْهِ بِالْمَالِ

فَیَسْتَوْدِعُهٗ اِیَّاهُ فَیَقُوْلُ الزُّبَیْرُ لَا، وَلٰکِنْ هُوَ سَلَفٌ اَخْشٰی عَلَیْهِ الضَّیْعَةَ.

(بخاری)

”عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں“ میرے والد حضرت زبیرؓ نے جنگِ جمل“ کے موقع پر مجھے

بلایا۔ میں جاکر ان کے پہلو میں کھڑا ہوگیا تو انہوں نے کہا،

”اے عزیز بیٹے، آج یا تو آدمی ظالم کی حیثیت میں قتل کیا جائے گا یا مظلوم کی حیثیت میں

قتل کیا جائے گا۔ اور میں اپنے بارے میں سمجھتا ہوں کہ مظلوم کی حیثیت میں مارا جاؤں گا، اور آج

مجھے فکر ہے تو لوگوں کے قرض کی فکر ہے کہ وہ کسی طرح ادا ہوجائے۔ تمہارا کیا خیال ہے، قرض

چکانے کے بعد کچھ مال بچ رہے گا؟ ——— پھر فرمایا ”اے بیٹے! ہماری جائداد بیچ کر قرض

ادا کر دینا“.......

عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ان کے ذمہ جو بھی قرض تھا اس کی نوعیت یہ نہیں کہ اپنے اور گھر والوں

پر خرچ کرنے کے سلسلے میں لیا ہو، بلکہ شکل یہ تھی کہ لوگ ان پر اعتماد کرکے اپنی رقم بطورِ امانت

رکھنے آتے تو آپ ان سے کہتے کہ امانت کے طور پر نہ رکھو بلکہ یہ رقم میرے پاس بطورِ قرض رہے گی

تاکہ تمہاری نہ ماری جائے۔ امانت کے طور پر رکھو گے اور ضائع ہوگئی تو قانوناً تم لے نہیں سکتے،

اس لیے اس کو قرض جانو کہ اگر میرے یہاں تلف ہوجائے تو تمہارا نقصان نہ ہو“

تنگدست قرضدار کے ساتھ نرمی

(۱۷/۴) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ،

اَنَّهُ طَلَبَ غَرِيْمًا لَّهُ فَتَوَارٰى عَنْهُ ثُمَّ وَجَدَهُ،

فَقَالَ اِنِّيْ مُعْسِرٌ،

قَالَ آللّٰهُ؟

قَالَ آللّٰهُ! قَالَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ،

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ۔ (مسلم)

"حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے قرضدار کو بلایا تو وہ چھپ گیا پھر اس سے ملاقات ہوگئی اور قرض کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا "میرے ہاتھ بہت تنگ ہیں"

تو انہوں نے کہا "کیا بخدا تم نہیں دے سکتے"؟

تو اس نے خدا کی قسم کھا کے کہا کہ "وہ اس وقت قرض ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے"

تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ،

"جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ قیامت کے غموں سے اُسے نجات ملے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست قرضدار کو مہلت دے یا معاف کر دے"

تشریح:۔ اس حدیث میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اسے مزید مہلت دی یا قرض معاف کر دیا، لیکن حدیث جس ڈھنگ سے بیان ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنا قرض معاف کر دیا۔

اقامتِ دین کی راہ میں

(۱۸۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ:

اَقَمْتُ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْمَدِيْنَةِ سَنَةً فَقَالَ لِيْ ذَاتَ يَوْمٍ وَنَحْنُ عِنْدَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ: لَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا لَنَا ثِيَابٌ اِلَّا الْاَبْرَادُ الْخَشِنَةُ وَاِنَّهُ لَيَاْتِيْ عَلٰى اَحَدِنَا الْاَيَّامُ مَا يَجِدُ طَعَامًا يُّقِيْمُ بِهٖ صُلْبَهُ حَتّٰى اِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَاْخُذُ الْحَجَرَ فَيَشُدُّ بِهٖ عَلٰى اَخْمَصِ

بَطنِہٖ ثُمَّ یَشُدُّہٗ بِثَوبِہٖ لِیُقِیمَ صُلبَہٗ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ احمدؒ)

"عبداللہ بن شقیقؒ کہتے ہیں: "میں حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ مدینہ منورہ میں سال بھر رہا۔ ایک دن جب کہ ہم حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے قریب بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا:

"ہم نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ ہمارے جسم پر کھردری موٹی چادروں کے سوا زم کپڑے نہیں تھے۔ اور ایسا بھی ہوتا رہا کہ کئی کئی دن گزر جاتے اتنا کھانا میسر نہ ہوتا کہ جس سے آدمی اپنی پیٹھ کو سیدھا کر سکے۔ ہم لوگوں کا حال یہ تھا کہ پتھر اٹھاتے، اپنے پیٹ پر رکھتے اور کپڑے سے اسے باندھ دیتے تاکہ جسم سیدھا رہے۔"

(۴۱۹) عَن جَابِرِ بنِ عَبدِ اللّٰہِ رضؓ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّرَ عَلَینَا اَبَا عُبَیدَۃَ یُعطِینَا تَمرَۃً تَمرَۃً،

فَقِیلَ کَیفَ کُنتُم تَصنَعُونَ بِھَا؟

قَالَ نَمَصُّھَا کَمَا یَمَصُّ الصَّبِیُّ ثُمَّ نَشرَبُ عَلَیھَا مِنَ المَآءِ فَتَکفِینَا یَومَنَا اِلَی اللَّیلِ، وَکُنَّا نَضرِبُ بِعِصِیِّنَا الخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّہٗ بِالمَآءِ فَنَاکُلُہٗ۔ (مسلم)

"حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو، ابوعبیدہؓ کی سرکردگی میں، مشرکین مکہ کے ایک قافلے کا راستہ روکنے کے لیے بھیجا اور کھجوروں کا ایک تھیلہ ہمارے ساتھ کر دیا، اس کے سوا کوئی اور چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم فراہم نہ کر سکے، تو ابوعبیدہؓ ہم کو روز ایک ایک کھجور دیتے۔

جابرؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ لوگ کھجور لے کر کیا کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ "ہم وہ کھجور منہ میں ڈال کر دیر تک بچوں کی طرح چوستے پھر اس پر پانی پی لیتے تھے، تو یہ ایک کھجور شام تک کے لیے کافی ہو جاتا تھا اور اپنی لاٹھی سے پتے جھاڑتے پھر پانی میں ان کو بھگوتے اور کھا لیتے۔"

(۴۲۰) عَن سَعدِ بنِ اَبِی وَقَّاصٍ قَالَ:

اِنِّی لَاَوَّلُ العَرَبِ رَمٰی بِسَھمٍ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ وَلَقَد کُنَّا نَغزُو مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ

صلی اللہ علیہ وسلم مَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهٰذَا السَّمُرُ حَتّٰى اِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهٗ خِلْطٌ۔ (بخاری و مسلم)

"حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں،

"میں سب سے پہلا عرب آدمی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں مشرکین پر تیروں سے حملہ کیا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا کر کافروں سے جہاد کرتے اور حال یہ ہوتا تھا کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ ہوتا، بس یہی کانٹے دار جھاڑیوں کے پتّے اور ببول کے پتّے ہوتے، یہاں تک کہ ہم میں سے ہر ایک کا حال یہ تھا کہ اجابت بکری کی مینگنیوں کی طرح ہوتی جس میں ذرا بھی تری نہیں ہوتی تھی۔"

(۴۲۱) عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ قَالَ:

نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰى مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ مُقْبِلًا عَلَيْهِ اِهَابُ كَبْشٍ قَدْ تَنَطَّقَ بِهٖ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم:

اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الَّذِیْ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ، لَقَدْ رَاَيْتُهٗ بَيْنَ اَبَوَيْنِ يَغْذُوَانِهٖ بِاَطْيَبِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَلَيْهِ حُلَّةً شَرَاهَا اَوْ شُرِيَتْ بِمِائَتَیْ دِرْهَمٍ، فَدَعَاهُ حُبُّ اللّٰهِ، وَحُبُّ رَسُوْلِهٖ اِلٰى مَا تَرَوْنَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیرؓ کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ مینڈھے کا چمڑا تہبند کی جگہ لپیٹے ہوئے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"اس شخص کو دیکھو جس کے دل کو اللہ نے اسلام کی روشنی سے منوّر کر دیا۔ آج اس کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں اور کل اسلام لانے سے پہلے اس حال میں دیکھا ہے کہ اس کے والدین اس کو بہترین غذا دیتے تھے اور ان کے جسم پر دو سو درہم کی پوشاک ہوتی رکھیاں رہے اس زمانے کے دو سو درہم، لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت میں آج اس کا یہ حال ہوا ہے۔"

(وہ اسلام کی دولت پاکر خوش ہیں کبھی گزشتہ دور کی عیش و آرام کی زندگی بھولے سے بھی ان کو یاد نہیں آتی۔ اگرچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور انؐ کے ساتھی انہیں اس حال میں دیکھ کر رو پڑتے ہیں)۔

(۴۲۲) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ:

خَرَجْتُ فِیْ غَدَاةٍ شَاتِيَةٍ جَائِعًا وَقَدْ اَوْبَقَنِیَ الْبَرْدُ، فَاَخَذْتُ ثَوْبًا مِنْ صُوْفٍ قَدْ كَانَ عِنْدَنَا، ثُمَّ اَدْخَلْتُهُ فِیْ عُنُقِیْ، وَحَزَمْتُهُ عَلٰی صَدْرِیْ اَسْتَدْفِیُٔ بِهٖ، وَاللّٰهِ مَا كَانَ فِیْ بَيْتِیْ شَیْءٌ اٰكُلُ مِنْهُ، وَلَوْ كَانَ فِیْ بَيْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَیْءٌ لَبَلَغَنِیْ،

فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰی اَنْ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فِی الْمَسْجِدِ، وَهُوَ مَعَ عِصَابَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ، فَطَلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ فِیْ بُرْدَةٍ مَرْقُوْعَةٍ بِفَرْوَةٍ، وَكَانَ اَنْعَمَ غُلَامٍ بِمَكَّةَ وَاَرْفَهَهٗ عَيْشًا، فَلَمَّا رَاٰهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ مَا كَانَ فِيْهِ مِنَ النَّعِيْمِ، وَرَاٰی حَالَهُ الَّتِیْ هُوَ عَلَيْهَا، فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَبَكٰی، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

"اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ اَمْ اِذَا غُدِیَ عَلٰی اَحَدِكُمْ، بِجَفْنَةٍ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ، وَرِيْحَ عَلَيْهِ بِاُخْرٰی وَغَدَا فِیْ حُلَّةٍ، وَرَاحَ فِیْ اُخْرٰی وَسَتَرْتُمْ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ"،

قُلْنَا: بَلْ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ۔

قَالَ: بَلْ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابویعلیٰ)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

کہ "جاڑے کی ایک صبح کو میں بھوکا اپنے گھر سے نکلا، ٹھنڈک مجھ کو ہلاک کیے دے رہی تھی، تو میں نے ایک اونی کپڑا جو ہمارے گھر پر تھا، لیا اور اُس کو اپنی گردن میں ڈالا، اور گرمی حاصل کرنے کے لیے اپنے سینے پر اسے باندھ لیا، بخدا ہمارے گھر میں کھانے کی کوئی چیز بھی نہیں تھی، اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو مجھے آپ ضرور بھیجتے۔

حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ اسی حالت میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں پہنچا، وہاں آپؐ کے صحابہؓ کی ایک جماعت پہلے سے بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنے میں مصعب بن عمیرؓ آ گئے۔ وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس میں چمڑے کا پیوند تھا۔ وہ اسلام لانے سے پہلے مکّہ کے بہت زیادہ خوشحال نوجوان تھے، عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں دیکھا تو آپؐ کو ان کی اسلام لانے سے پہلے کی خوش حال زندگی یاد آئی، تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو برسنے لگے، پھر لوگوں سے پوچھا کہ،

"تم لوگ آج بہتر حالت میں ہو یا اس وقت بہتر حالت میں ہو گے جبکہ صبح کو تمہارے پاس روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا طباق پیش ہو گا اور شام کو ایک دوسرا طباق اور صبح کو تم ایک لباس میں ہو گے اور شام کو ایک دوسرے لباس میں ہو گے اور اپنے گھروں پر پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ پر پردہ پڑا ہوتا ہے۔"

تو ہم نے آپؐ کے سوال کا جواب یہ دیا کہ "ہم لوگ اس خوش حالی کے دور میں بہتر ہوں گے کیوں کہ یکسوئی کے ساتھ خوب عبادت کریں گے۔"

آپؐ نے فرمایا: "نہیں، بلکہ تم لوگ اس فقر و فاقہ کے زمانے میں اچھے ہو۔"

(کیونکہ اقتدار اور خوشحالی میں آدمی اللہ اور اس کے دین سے غافل ہو جاتا ہے، دنیا پرستی کی بیماری آگھیرتی ہے، آخرت سے زندگی کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے)۔

اقامتِ دین کی راہ میں قربانیوں کا پہلا انعام

(۴۲۳) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمَ بَدْرٍ فِیْ ثَلٰثِمِائَۃٍ وَّخَمْسَۃَ عَشَرَ وَقَالَ،

اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ حُفَاۃٌ فَاحْمِلْھُمْ،

اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ عُرَاۃٌ فَاکْسُھُمْ،

اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ جِیَاعٌ فَاَشْبِعْھُمْ،

فَفَتَحَ اللّٰہُ لَھُمْ، فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْھُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْجَمَلَیْنِ وَاکْتَسَوْا وَشَبِعُوْا۔ (ابو داؤد۔ عبداللہ بن عمروؓ)

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ بدر کے موقع پر

۳۱۵ آدمی لے کر مدینہ سے نکلے اور یہ دعا کی،

"اے اللہ، یہ لوگ پیدل چل رہے ہیں ان کو سواری دے،

اے اللہ، ان کے جسم پر کپڑے نہیں ہیں انہیں پوشاک عطا فرما،

اے اللہ، یہ لوگ بھوکے ہیں انہیں آسودہ کر"

تو اللہ نے بدر میں مسلمانوں کو فتح سے نوازا اور وہ اس حال میں مدینہ لوٹے کہ ہر آدمی کے پاس ایک یا دو اونٹ تھے اور ہر ایک کو کھانا اور کپڑا میسر ہوا"

تشریح :- یعنی اللہ سے جو عہدِ بندگی انہوں نے باندھا، اور کمال درجہ صبر و رضا کے ساتھ تیرہ چودہ سال تک ہر طرح کی قربانیاں دیتے رہے، اور جب خدا نے دیکھ لیا کہ انہوں نے جان و مال جو خدا کے ہاتھ بیچا تھا اس میں یہ پورے اترے، تب ان کے لیے فتح و نصرت کا دروازہ کھلا اور بدر میں انہیں دنیاوی انعام کی پہلی قسط ملی، اور پھر ملتی رہی اور آخرت میں انہیں جو انعام ملنے والا ہے اس کا اندازہ دنیا میں رہتے ہوئے کیونکر کیا جا سکتا ہے، ان کے رب نے تبوک کے آخری سخت امتحان میں پاس ہونے کے بعد فرمایا :-

"یقیناً اللہ نے مومنین سے ان کی جان اور ان کے مال (اب) جنت کے بدلے خرید لیے (کیونکہ یہ اپنی بیع میں سچے ثابت ہوئے، ہر امتحان میں کامیاب ہوئے) دیکھو جان سے پیاری کوئی چیز نہیں ہوتی اور یہ لوگ برسوں سے اپنی جان ہتھیلیوں پر لیے دین کے دشمنوں سے لڑتے رہے ہیں، مارتے بھی رہے اور مرتے بھی رہے لیکن پیچھے نہیں ہٹے، ان سے جنت کا وعدہ پکا وعدہ ہے جسے پورا کرنا اللہ نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے تورات میں بھی، انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی اُس وعدے کا ذکر ہے اور اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ تو اے اہلِ ایمان، خوش ہو جاؤ اپنی جان و مال کی بیع پر کہ خریدار نے جنت کے عوض خرید لیا، اب بیع مکمل ہو گئی"

(سورۂ توبہ آیت ۱۱۱ کا توضیحی ترجمہ)

(اوپر جس وعدے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ سورۂ صف پارہ ۲۸ کے دوسرے رکوع میں پڑھیے)۔

داعیانہ زندگی اور تنگ دستی

(۴۲۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتّٰی فَتَحْنَا خَیْبَرَ۔ (بخاری)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں " ہم پیٹ بھر کھجور کبھی نہیں پاتے تھے جب تک خیبر فتح نہیں ہوا۔"

اس لیے کہ ابھی امتحان ہو رہا تھا اور مسلمانوں نے اپنا سب کچھ اسلام کو بچانے اور غالب کرنے میں لگا رکھا تھا، اُس وقت معاش کی فکر کہاں تھی، کیسے پیٹ بھر کھجور کھاتے، کہاں کھجور ملتی کہ پیٹ بھرتے، کھجوروں کے باغات کو پانی دینے کی، کھاد ڈالنے کی فرصت کہاں تھی، ابھی تو وہ اسلام کے باغ کی سینچائی میں لگے ہوئے تھے، البتہ خیبر کی فتح کے بعد یہودیوں کا زور بھی ٹوٹ گیا اور مکی مشرکین بھی تھک کر چور ہو گئے تھے، خیبر کے بعد ان کی جنگی پوزیشن ایسی نہیں رہ گئی تھی کہ حملہ کر سکتے، اب تو مسلمانوں کے حملے کا وقت آپہنچا تھا۔

(۴۲۵) وَعَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ:

کُنَّا عِنْدَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ وَعَلَیْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ کَتَّانٍ فَمَخَطَ فِیْ اَحَدِهِمَا، ثُمَّ قَالَ،

"بَخٍ بَخٍ یَمْتَخِطُ اَبُوْهُرَیْرَةَ فِی الْکَتَّانِ، لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَاِنِّیْ لَاَخِرُّ فِیْمَا بَیْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا مِنَ الْجُوْعِ مَغْشِیًّا عَلَیَّ، فَیَجِیْءُ الْجَائِیْ، فَیَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰی عُنُقِیْ یَرٰی اَنَّ بِیَ الْجُنُوْنَ، وَمَا هُوَ اِلَّا الْجُوْعُ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری و ترمذی)

"محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ،

"ہم ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کتّان کے دو باریک کپڑے پہن رکھے تھے، تو ان میں سے ایک کپڑے سے ناک پونچھی پھر فرمایا۔

"واہ واہ، ابوہریرہ کتّان سے ناک پونچھتا ہے! (پھر پہلے کی معاشی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا) حالانکہ اس سے پہلے میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ بھوک سے بے ہوش ہو جاتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حجرۂ عائشہؓ کے بیچ میں گھسیٹا جاتا، آنے والے

آتے اور اپنا پیر میری گردن پر رکھ دیتے، وہ سمجھتے کہ میری عقل میں فتور آگیا ہے، حالانکہ یہ بات نہ تھی بلکہ بھوک کی وجہ سے میرا یہ حال ہو جاتا۔"

(۴۲۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضؓ قَالَ:

اَرْسَلَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنِ اجْمَعْ عَلَیْکَ سِلَاحَکَ وَثِیَابَکَ ثُمَّ اْئتِنِیْ.
قَالَ فَاَتَیْتُہٗ وَھُوَ یَتَوَضَّأُ،

فَقَالَ یَا عَمْرُو اِنِّیْ اَرْسَلْتُ اِلَیْکَ لِاَبْعَثَکَ فِیْ وَجْہٍ یُسَلِّمُکَ اللّٰہُ وَیُغْنِمُکَ وَاَرْغَبُ لَکَ رَغْبَۃً مِّنَ الْمَالِ،

فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا کَانَتْ ھِجْرَتِیْ لِلْمَالِ وَمَا کَانَتْ اِلَّا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ،

قَالَ نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

"میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بھیجا کہ تم اپنے ہتھیار لے کر اور زرہ پہن کر میرے پاس آؤ، جب میں مسلح ہو کر آپؐ کے پاس حاضر ہوا تو اس وقت آپؐ وضو فرما رہے تھے،

آپؐ نے مجھ سے فرمایا، "میں نے تمہیں اس غرض سے بلایا ہے کہ میں تمہیں ایک جنگی مہم پر بھیجنا چاہتا ہوں، اس مہم سے تمہیں اللہ بخیریت واپس لائے گا اور مالِ غنیمت دے گا اور میں تمہیں مال کی ایک مقدار بطورِ انعام دوں گا۔

میں نے کہا، "اے اللہ کے رسولؐ، میں نے مال حاصل کرنے کے لیے ہجرت نہیں کی تھی، میری ہجرت تو صرف خدا اور اس کے رسولؐ کے لیے ہوئی ہے۔

آپؐ نے فرمایا، "اچھا مال نیک آدمی کے لیے بہت اچھی چیز ہے۔"

تشریح:۔ صرف حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ہی یہ حال نہ تھا، اُس پاکیزہ گروہ کے ہر فرد کا یہی حال و قال تھا۔ انہوں نے جو بھی کام کیا خدا کی خوشنودی کے لیے کیا، انہوں نے جو بھی قربانی دی اللہ کے لیے دی، کوئی اور مقصد ان کے سامنے سرے سے رہا ہی نہیں اور ہر عمل کا محرک اخروی انعام رہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا کی مدد ــــ شاندار نتائج کی حامل مدد ــــ حاصل نہ ہوتی اور یہی چیز ہے جس نے سیاسی

اقتدار حاصل ہونے کے بعد بہکنے نہیں دیا۔ امیری کے دَور میں بھی فقیری زندگی پر قائم رہے۔

(۴۲۷) عَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ:

خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ أَمِيرًا بِالْبَصْرَةِ،

وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتَّى قَرِحَتْ أَشْدَاقُنَا فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَاتَّزَرْتُ بِنِصْفِهَا، وَاتَّزَرَ سَعْدٌ بِنِصْفِهَا، فَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا أَصْبَحَ أَمِيرًا عَلَى مِصْرٍ مِنَ الْأَمْصَارِ،

وَإِنِّي أَعُوذُ بِاللهِ أَنْ أَكُونَ فِي نَفْسِي عَظِيمًا وَعِنْدَ اللهِ صَغِيرًا۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ مسلم)

"خالد بن عُمیر عدوی رحؒ کہتے ہیں،

کہ "عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے جو بصرہ کے گورنر تھے تقریر فرمائی (اس تقریر میں انہوں نے اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بھی فرمایا)

کہ "مَیں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں دیکھا ہے کہ میں ساتواں شخص تھا اور چھ اور آدمی تھے۔ معاشی تنگی کا یہ حال تھا کہ ببول کے درخت کی پتیوں کے سوا ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا، یہاں تک کہ پتیاں کھانے کی وجہ سے ہمارے مُنہ میں چھالے پڑ گئے تھے۔ اور کپڑے کی قلت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ایک چادر مجھے ملی تو اس کے مَیں نے دو ٹکڑے کر دیئے۔ آدھی سعد بن مالک رضؓ نے پہنی اور آدھی مَیں نے، لیکن آج ہم ساتوں میں سے ہر شخص کسی نہ کسی علاقے کا گورنر ہے۔ اور اس بات سے خدا کی پناہ، کہ مَیں اپنے آپ کو اس عہدے پر ہونے کی وجہ سے بڑا جانوں اور اللہ کے نزدیک حقیر بنوں۔"

(۴۲۸) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

رَأَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، وَقَدْ رَقَعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرِقَاعٍ ثَلَاثٍ لَبَّدَ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ مؤطا امام مالک)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

"میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زمانۂ خلافت میں بھی اس حال میں دیکھا ہے کہ ان کے کُرتے میں دونوں شانوں کے اوپر تین پیوند لگے ہوئے ہیں، ایک پر ایک سلے ہوئے ہیں"۔

تشریح:۔ یعنی ایک پیوند پھٹا تو اس پر دوسرا پیوند لگا اور دوسرا پھٹا تو تیسرا پیوند لگا۔

(۴۲۹) وَعَنْ طَارِقٍ قَالَ:

خَرَجَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ إِلَى الشَّامِ، وَمَعَنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ۔ فَأَتَوْا عَلَى مَخَاضَةٍ، وَعُمَرُ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ، فَنَزَلَ وَخَلَعَ خُفَّيْهِ، فَوَضَعَهُمَا عَلَى عَاتِقِهِ وَأَخَذَ بِزِمَامِ نَاقَتِهِ فَخَاضَ،

فَقَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْتَ تَفْعَلُ هٰذَا، مَا يَسُرُّنِيْ أَنَّ أَهْلَ الْبَلَدِ اسْتَشْرَفُوْكَ،

فَقَالَ: أَوَّهْ، وَلَوْ يَقُلْ ذَا غَيْرُكَ أَبَا عُبَيْدَةَ جَعَلْتُهُ نَكَالًا لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ۔ إِنَّا كُنَّا أَذَلَّ قَوْمٍ فَأَعَزَّنَا اللهُ بِالْإِسْلَامِ، فَمَهْمَا نَطْلُبُ الْعِزَّ بِغَيْرِ مَا أَعَزَّنَا اللهُ بِهٖ أَذَلَّنَا اللهُ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ حاکم)

طارق کہتے ہیں کہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ وقت کی حیثیت میں، اونٹنی پر سوار، ملک شام کے سرکاری دورے پر نکلے، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ساتھ تھے، راستے میں کسی مقام پر ندی پار کرنی تھی، پانی کم تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹنی سے اترے، اپنا چمڑے کا موزہ اتار کر کندھے پر رکھا اور اونٹنی کی نکیل ہاتھ میں لی اور پانی میں گھسے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا "آپ امیر المومنین اور خلیفہ ہو کر ایسا کرتے ہیں؟ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ شہر کے (عیسائی) باشندے اس حال میں آپ کو دیکھیں" (مطلب یہ کہ اونٹنی چھوڑ کر کسی زرق برق گھوڑے پر سوار ہوں تاکہ فلسطین کے عیسائی باشندے آپ کو حقیر نہ جانیں)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "آہ اے ابو عبیدہ! تم یہ کہتے ہو، تم اس طرح سوچتے ہو، کوئی دوسرا یہ بات کہتا تو میں اسے دنیا پرستانہ کلام پر عبرت ناک سزا دیتا، لیکن میں تم کو جانتا ہوں تم خدا پرست ہو اس لیے ایسی بات شاید بے سوچے سمجھے نکل گئی،

دیکھو ابو عبیدہ، ہم لوگ ذلیل ترین قوم تھے، لیکن اللہ نے اپنے دین کی بدولت ہمیں عزت بخشی، تو جب بھی اسلام کے سوا کسی بھی دوسری چیز کے ذریعہ عزت کے طالب بنیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کر دے گا، (عزت و اقتدار ہم سے چھن جائے گا، کفر و شرک کی غلامی اور محکومی ہمارے حصے میں آئے گی)"۔

فکرِ آخرت اور شوقِ جنّت

اُسوۂ صحابہ رضؓ کے باب کی بہت سی حدیثیں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں جنہیں پڑھ کر آپ نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ صحابۂ کرام کو کتنے سخت امتحانوں سے گزرنا پڑا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کیا چیز تھی جس کی وجہ سے مصائب کے طوفان انہیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکے؟ کیا چیز تھی جس نے ان کو اتنے سخت حالات میں اپنی جگہ پر جمائے رکھا؟ سب سے بڑی مار معاشی مار ہوتی ہے، اس میں بھی ان کے قدم نہیں لڑکھڑائے۔ اور اسی کے ساتھ دوسرا سوال یہ ہے کہ سیاسی اقتدار حاصل ہونے کے بعد دنیا کی طرف لپکنے سے کس چیز نے انہیں باز رکھا؟ یہ اور اس طرح کے سوالوں کا جواب وہ حدیثیں دیں گی جو آپ کے سامنے آ رہی ہیں۔

(۴۳۰) عَنْ عُثْمَانَ رضؓ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِيْ وَتَبْكِيْ مِنْ هٰذَا، فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ،

اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ، فَاِنْ نَّجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ، وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ،

قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ۔ (ترمذی)

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی۔

ان سے پوچھا گیا کہ "جنّت اور جہنم کے ذکر سے آپ کو رونا نہیں آتا اور قبر دیکھ کر روتے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے"؟

انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ "قبر آخرت کے مرحلوں میں سے پہلا مرحلہ ہے اگر یہاں کسی کو نجات مل گئی تو بعد کے مراحل ہیں اس کے لیے

آسانی ہی آسانی ہے۔ اور اگر یہاں نجات نہ ملی تو بعد کے مراحل اس سے زیادہ سخت ہوں گے۔"
اس کے بعد انہوں نے ایک اور حدیث سُنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

"قبر کے منظر سے زیادہ ہولناک اور کوئی منظر نہیں ہے۔"

(۴۳۱) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ،

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا فَذَکَرَ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ الَّتِیْ یُفْتَنُ فِیْہَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَکَرَ ذٰلِکَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّۃً۔ (بخاری)

"حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی) بیان کرتی ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر فرمائی جس میں قبر کے عذاب کا ذکر کیا۔ تو مسلمان پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔"

تشریح :- وہ اس لیے رونے لگے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اور لوگوں کو اپنی نجات کی فکر ہے۔ معلوم نہیں کہ قبر میں فرشتوں کے تینوں امتحانی سوالوں کا صحیح جواب دے سکیں گے یا نہیں؟

(۴۳۲) عَنِ النَّضْرِ قَالَ کَانَتْ ظُلْمَۃٌ عَلٰی عَھْدِ اَنَسٍ، فَاَتَیْتُہٗ فَقُلْتُ یَا اَبَا حَمْزَۃَ ھَلْ کَانَ ھٰذَا یُصِیْبُکُمْ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟

فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ۔ اِنْ کَانَتِ الرِّیْحُ لَتَشْتَدُّ فَنُبَادِرُ اِلَی الْمَسْجِدِ مَخَافَۃَ اَنْ تَکُوْنَ الْقِیَامَۃُ۔ (ابوداؤد)

"حضرت نضر کہتے ہیں کہ "کالی آندھی آئی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ زندہ تھے، تو میں نے ان سے پوچھا،

"اے ابوحمزہ، ایسی آندھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی آتی تھی؟"

انہوں نے کہا "اللہ کی پناہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو ذرا تیز ہوا چل جاتی تو ہم لوگ مسجد کی طرف بھاگتے تھے کہ کہیں قیامت کی گھڑی نہ آگئی ہو!"

(۴۳۳) بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَنْ اَصْحَابِہٖ شَیْءٌ فَخَطَبَ فَقَالَ،

"عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّۃُ فَلَمْ اَرَ کَالْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ، وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا،

فَمَا اَتٰی عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمٌ اَشَدُّ مِنْہُ غَطَّوْا رُءُوْسَہُمْ وَلَہُمْ خَنِیْنٌ۔ (ریاض الصالحین — انسؓ)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحابؓ کے بارے میں کچھ نامناسب باتیں معلوم ہوئیں تو آپؐ نے تقریر فرمائی اور کہا،

"میرے سامنے جنت لائی گئی، تو آج سے زیادہ بُرا اور بھلا دن کوئی اور نہیں دیکھا۔ اور اگر تم کو وہ بات معلوم ہو جاتی جو میں جانتا ہوں تو تم لوگ بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "اصحابؓ رسولؐ پر اُس دن سے زیادہ کوئی اور سخت دن نہیں آیا۔ انہوں نے اپنے سر ڈھانپ لیے اور سسکیاں بھرتے رہے۔"

تشریح :- "نامناسب باتوں" سے گناہ کے کام مراد نہیں ہیں، بلکہ ایسی باتیں مراد ہیں جنہیں آپؐ اپنے ساتھیوں کے لیے نامناسب خیال فرماتے ہیں، مثلاً دیر تک ہنسنا یا قہقہہ لگانا یا اسی طرح کی کوئی اور بات، ظاہر ہے مُربّیِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے لیے اس طرح کی چیز کیسے پسند فرماتے جن کی تربیت کر کے بعد کے لوگوں کے لیے نمونہ بنانا ہے!

اس حدیث میں صرف جنت کا ذکر ہے لیکن بعد کا جملہ بتلاتا ہے کہ غالباً جہنم کا مشاہدہ بھی کرایا گیا ہے اور یہ جو کم ہنسنے اور زیادہ رونے کا ذکر ہے اس سے اشارہ نکلتا ہے کہ کسی موقع پر لوگ خوب ہنسے ہوں گے۔

(۴۳۴) عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ اَنَّہَا ذَکَرَتِ النَّارَ فَبَکَتْ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یُبْکِیْکِ؟

قَالَتْ ذَکَرْتُ النَّارَ فَبَکَیْتُ فَہَلْ تَذْکُرُوْنَ اَہْلِیْکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ؟

قَالَ اَمَّا فِیْ ثَلٰثَۃِ مَوَاطِنَ فَلَا یَذْکُرُ اَحَدٌ اَحَدًا،

عِنْدَ الْمِیْزَانِ حَتّٰی یَعْلَمَ اَیَخِفُّ مِیْزَانُہٗ اَمْ یَثْقُلُ،

وَعِنْدَ الْکِتَابِ حِیْنَ یُقَالُ ہَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتَابِیَہْ، حَتّٰی یَعْلَمَ اَیْنَ یَقَعُ کِتَابُہٗ فِیْ یَمِیْنِہٖ اَمْ فِیْ شِمَالِہٖ مِنْ وَّرَآءِ ظَہْرِہٖ،

وَعِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَیْنَ ظَہْرَیْ جَہَنَّمَ۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں راویوں کا بیان ہے کہ جب انہیں جہنم یاد آتا تو رونے لگتیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا کہ "تمہیں کیا چیز رُلاتی ہے"؟

انہوں نے کہا "مجھے جہنم یاد آیا اس لیے رو پڑی تو کیا آپؐ اپنی بیویوں کو قیامت کے دن یاد رکھیں گے"؟

آپؐ نے فرمایا: "تین مواقع ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا،

ایک وہ موقع جب کہ اعمال تولے جا رہے ہوں گے، اس وقت ہر شخص کو اپنی فکر ہوگی کہ اس کی ترازو ہلکی ہوتی ہے یا بوجھل ہوتی ہے،

اور دوسرا وہ موقع جب کہ نامۂ اعمال ہاتھ میں دیا جائے گا، دائیں ہاتھ میں یا پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں،

اور تیسرا موقع پل صراط پار کرنے کے وقت جب وہ جہنم کے اوپر رکھا جائے گا، اور آدمی اُس پر سے گزرے گا"۔

(۴۳۵) كَانَ الرَّجُلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زُكِّيَ قَالَ،

"اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا يَقُولُونَ وَاغْفِرْ لِي مَا لَا يَعْلَمُونَ"

(الادب المفرد ــــــ عدی بن ارطاۃ)

"حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص ان کے سامنے ان کی تعریف کرتا تو وہ کہتے،

"اے میرے اللہ جو کچھ یہ لوگ میرے بارے میں کہتے ہیں اس کی بنیاد پر مجھے نہ پکڑیئے اور میرے جو عیوب یہ نہیں جانتے ہیں انہیں معاف کر دیجیے"۔

(۴۳۶) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ،

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ،

"اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔ (الانعام، ۸۲)

شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا "اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ؟"
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ، اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ
لِابْنِهٖ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ (مسند احمدؒ)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

کہ "جب آیت اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ..... اِلٰى اٰخِرِهٖ اُتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرات رضؓ بہت پریشان ہوئے اور کہا کہ

"ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہیں کیا" (یعنی اس سے گناہ سرزد نہیں ہوا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔ یہاں ظلم سے مراد تو شرک ہے جیسا کہ سورۂ لقمان میں آیا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ"۔

تشریح:۔ اس حدیث میں سورۂ انعام کی جس آیت کے نازل ہونے کا ذکر ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے گڈمڈ نہیں کیا تو وہی لوگ اللہ کے عذاب سے بچیں گے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں"۔

یہ حدیث بتاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا خوفِ آخرت کے پہلو سے کیا حال تھا۔

(۴۳۷) عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ، قُلْتُ لَهٗ: "مَا لَكَ لَا تَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فُلَانٌ وَّ فُلَانٌ؟"

قَالَ، اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

اِنَّ وَرَآءَكُمْ عَقَبَةً كَؤُوْدًا لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقَلُوْنَ"

فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

"ام الدرداءؓ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے شوہر ابوالدرداءؓ سے کہا کہ "جس طرح فلاں اور فلاں صاحب مال حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں آپ کیوں نہیں کرتے"؟

انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے "اے مسافرانِ راہِ آخرت تمہارے آگے ایک بہت دشوار گزار گھاٹی (پہاڑی) ہے جس کو بوجھل مسافر نہیں کر سکتے"؛

تو مجھے بھی یہ گھاٹی پار کرنی ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس دُنیا سے ہلکا پھلکا جاؤں تاکہ آسانی سے اس اونچی پہاڑی کے پار اُتر دوں"۔

تشریح :۔ مطلب یہ کہ ہم اس دنیا میں مسافر کی حیثیت میں ہیں، ہماری منزل آخرت ہے جہاں ہمیں جانا ہے، اور مسافر اپنے ساتھ ہلکا سامانِ سفر رکھتا ہے تو زیادہ سے زیادہ سامانِ دنیا جمع کرکے کیا ہوگا؟ بوجھ ہی بنے گا اور سب کا حساب دینا ہوگا اور یہ مرحلہ نہایت سخت ہوگا۔

(۴۳۸) عَنْ اَبِیْ اَسْمَآءَ اَنَّہٗ دَخَلَ عَلٰی اَبِیْ ذَرٍّ وَّھُوَ بِالرَّبَذَۃِ وَعِنْدَہٗ امْرَأَۃٌ سَوْدَآءُ مُشَنَّعَۃٌ لَیْسَ عَلَیْھَا اَثَرُ الْمَحَاسِنِ وَلَا الْخَلُوْقِ، فَقَالَ: اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰی مَا تَاْمُرُنِیْ ھٰذِہِ السُّوَیْدَاءُ؟ تَاْمُرُنِیْ اَنْ اٰتِیَ الْعِرَاقَ، فَاِذَا اَتَیْتُ الْعِرَاقَ مَالُوْا عَلَیَّ بِدُنْیَاھُمْ، وَاِنَّ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَھِدَ اِلَیَّ اَنَّ دُوْنَ جِسْرِ جَھَنَّمَ طَرِیْقًا ذَا دَحْضٍ وَّمَزَلَّۃٍ، وَاِنَّا اَنْ نَّاْتِیَ عَلَیْہِ وَفِیْ اَحْمَالِنَا اقْتِدَارٌ وَّاضْطِمَارٌ اَحْرٰی اَنْ نَّنْجُوَ مِنْ اَنْ نَّاْتِیَ عَلَیْہِ وَنَحْنُ مَوَاقِیْرُ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ احمد)

ابو اسماءؓ کہتے ہیں کہ "میں ابو ذر غفاریؓ کے پاس مقام "رَبذہ" گیا۔ ان کے پاس اس وقت ایک سیاہ رنگ کی بدصورت عورت بیٹھی ہوئی تھی، حسن و جمال بھی نہیں تھا اور نہ عطر لگا رکھا تھا۔ حضرت ابو ذرؓ نے فرمایا "کیا تم لوگ نہیں دیکھتے ہو یہ عورت مجھے کیا مشورہ دیتی ہے؟ یہ مجھ سے کہتی ہے کہ میں عراق جاؤں، اگر میں عراق جاؤں گا تو لوگ مجھے دُنیوی ساز و سامان دینے کے لیے ٹوٹ پڑیں گے،

حالانکہ میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ جہنم کے پُل پر ایک بہت زیادہ پھسلن والا راستہ ہے جس پر چلنا ہے، تو جتنا ہی ہمارے پاس کم سے کم سامان ہوگا اتنا ہی نجات کا امکان زیادہ ہے اور اگر ہم سامانوں سے لدے پھندے جائیں تو نجات کا امکان کم سے کم ہوگا"

دین کی راہ میں

(۴۳۹) وَعَنْ فَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَلّٰی بِالنَّاسِ یَخِرُّ رِجَالٌ مِّنْ قَامَتِہِمْ فِی الصَّلٰوۃِ مِنَ الْخَصَاصَۃِ، وَھُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّۃِ، حَتّٰی یَقُوْلَ الْاَعْرَابُ، ھٰٓؤُلَآءِ مَجَانِیْنُ اَوْ مَجَانُوْنَ،

فَاِذَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ اِلَیْہِمْ، فَقَالَ "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا لَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَۃً وَّحَاجَۃً" (ترغیب و ترہیب بحوالہ ترمذی)

"فضالہ بن عبید کہتے ہیں،" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھاتے تو اصحابِ صُفّہ بھوک اور فاقہ کی وجہ سے نماز میں گر پڑتے تھے۔ یہاں تک کہ دیہات سے آنے والے عرب لوگ جو حال سے ناواقف ہوتے خیال کرتے کہ یہ دیوانے لوگ ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے،

"اے اصحابِ صُفّہ تمہاری ان قربانیوں کا جو انعام آخرت میں ملنے والا ہے اگر اس دنیا میں تم جان لیتے تو مزید فقر و فاقہ کی تمنا کرتے۔"

تشریح:۔ اصحابِ صُفّہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو مختلف علاقوں سے ایمان لانے کے جرم میں اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اس طرح نکالے گئے کہ اپنے ساتھ کچھ بھی اپنا سرمایہ نہ لا سکے۔ ان لوگوں کے بارے میں یہ تصور مت قائم کیجیے کہ یہ کاہل اور بےکار قسم کے لوگ تھے، دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والے! انہیں، یہ لوگ اپنی روزی آپ کما سکتے تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے کاموں کے لیے ان کا سارا وقت لے لیا تھا، ان میں سے کچھ فوجی تربیت حاصل کرتے اور مختلف مہموں کی شکل میں بھیجے جاتے، اور کچھ لوگوں کو دعوتِ دین کے لیے تیار کیا جاتا۔ ظاہر ہے جب جماعت نے ان کا سارا وقت دین کے کاموں کے لیے لے لیا تو وہ تجارت وغیرہ کس طرح کرتے، جماعت کے لوگ ان کی کفالت کرتے جس حد تک بھی کر سکتے، ابتلاء و آزمائش کا دور تھا، کم و بیش پوری جماعت بھوک پیاس کے دور سے گزر رہی تھی۔

(۴۷۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو،

قَالَ بَیْنَمَا اَنَا قَاعِدٌ فِی الْمَسْجِدِ وَحَلْقَۃٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُھَاجِرِیْنَ قُعُوْدٌ، اِذْ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَعَدَ اِلَیْہِمْ فَقُمْتُ اِلَیْہِمْ۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لِیُبْشِرْ فُقَرَآءُ الْمُھَاجِرُوْنَ بِمَا یَسُرُّ وُجُوْھَھُمْ،

فَاِنَّھُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ قَبْلَ الْاَغْنِیَاءِ بِاَرْبَعِیْنَ عَامًا،
قَالَ فَلَقَدْ رَاَیْتُ اَلْوَانَھُمْ اَسْفَرَتْ، قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰی
تَمَنَّیْتُ اَنْ اَکُوْنَ مَعَھُمْ اَوْ مِنْھُمْ۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ

"میں مسجد نبویؐ میں بیٹھا ہوا تھا اور مسجد ہی میں غریب مہاجرین کی ایک جماعت بھی بیٹھی تھی کہ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم حجرۂ مبارک سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور فقراء مہاجرین کی مجلس میں جاکر بیٹھ گئے تو میں بھی وہیں اٹھ کر چلا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے مہاجرین کو خطاب کر کے فرمایا "فقراء مہاجرین کو خوش ہو جانا چاہیے، ان کے چہروں کے پژمردگی مسرت سے بدل جانی چاہیے، یہ لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے "

عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ "ان غریب مہاجرین کے چہرے مسرت سے چمک اٹھے اور میرے دل میں یہ تمنا ابھری کہ کاش میں بھی انہیں فقراء مہاجرین میں سے ہوتا"

تشریح:۔ تمنا کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دین کی راہ میں اپنا سب کچھ لٹا کر، گھر بار چھوڑ کر مدینہ آئے تھے اس لیے اسلام کی تاریخ میں ان کا مقام بہت بلند ہے اور ان میں سے جس نے جتنی زیادہ قربانیاں دی ہیں اور جیسی فداکاری کا مظاہرہ کیا ہے اسی لحاظ سے اس کا مقام اونچا ہے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب ان غریب مہاجرین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے بشارت دی تو ان کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے یہ کیوں؟ آخر ہم لوگ بھی یہی کچھ سنتے اور پڑھتے ہیں ہمارا یہ حال کیوں نہیں ہوتا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں جہنم کا ڈر تھا، جنت کی تمنا تھی اور مسلسل امتحانات نے ان کی جنت کی پیاس بڑھا دی تھی۔ جس دُکان میں تاجر نے جتنا ہی زیادہ سرمایا لگایا ہوگا اور اس کو چمکانے میں جتنی محنت کی ہوگی اسی لحاظ سے دُکان سے اس کی دلچسپی اور محبت زیادہ ہوگی۔

جنت کی آرزو

(۴۱۴) عَنْ رَبِیْعَۃَ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ:

کُنْتُ اَخْدُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھَارِیْ، فَاِذَا کَانَ اللَّیْلُ اَوَیْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

صلی اللہ علیہ وسلم فبتُّ عندہ فلا أزال أسمعہ یقول،

سُبحان اللہ، سُبحان اللہِ، سُبحان ربّی حتّٰی امَلّ او تغلبنی عینی فانام،

فقال یومًا یا ربیعۃ سلنی فأعطیک،

فقلتُ انظرنی حتّٰی انظر، وتذکّرتُ انّ الدّنیا فانیۃٌ مُنقطعۃ،

فقلتُ یا رسول اللہِ اسألک ان تدعو اللہ ان یُنجینی من النّار و

یُدخلنی الجنّۃ،

فسکت رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم ثمّ قال،

من امرک بھذا؟

قلتُ ما امرنی بہ احدٌ ولکنّی علمتُ انّ الدّنیا مُنقطعۃٌ فانیۃٌ

وانت من اللہِ بالمکان الّذی انت منہ فأحببتُ ان تدعو اللہ لی،

قال انّی فاعلٌ فاعنّی علٰی نفسک بکثرۃ السّجود۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

"حضرت ربیعہ ابن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دن بھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا پھر جب رات آتی تو حضورؐ کے پاس پہنچ جاتا اور وہیں رات کو رہتا تو برابر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ سنتا۔

سُبحان اللہِ سُبحان اللہِ سُبحان ربّی یہاں تک کہ سنتے سنتے اکتا جاتا اور میری آنکھ لگ جاتی اور سو جاتا۔

تو ایک دن آپؐ نے فرمایا" اے ربیعہ، تم مجھ سے مانگو، میں تمہیں دوں گا"

میں نے عرض کیا مجھے مہلت دیجیے تاکہ میں غور کرلوں کہ مجھے کیا مانگنا چاہیے۔ چنانچہ مجھے خیال ہوا کہ یہ دنیا تو فانی ہے ختم ہو جانے والی ہے تو اس کے بارے میں کیا مانگوں؟ اس لیے میں نے کہا کہ" اے اللہ کے رسولؐ، میری درخواست آپؐ سے یہ ہے کہ آپ میرے لیے اس بات کی دعا فرمائیں کہ اللہ قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچائے اور جنت میں داخل کرے"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ" تمہیں یہ بات کس نے بتائی"؟

میں نے عرض کیا" مجھے یہ بات کسی نے نہیں بتائی بلکہ مجھے خود ہی خیال ہوا کہ یہ دنیا تو فانی

ہے اور ختم ہو جانے والی ہے اس لیے ایسی چیز کیوں مانگی جائے اور میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے سب سے مقرب بندے ہیں اس لیے میں نے پسند کیا کہ آخرت کی نجات کا مسئلہ آپ کے سامنے رکھوں اور آپ دُعا فرمائیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں ضرور تمہارے لیے دُعا کروں گا۔ تو تم نمازوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔"

تشریح:۔ وہ پاک لوگ جنہیں ہم اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جانتے ہیں نہایت ذہین اور عقلمند لوگ تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جو چیز فانی ہے وہ اس لائق نہیں ہے کہ اس کے لیے دُعا کی جائے یا کرائی جائے۔ دُعا کے لائق تو آخرت کی بات ہے، آخرت کا مسئلہ ہے کہ وہاں اللہ کے غصّے کی آگ میں جلنے سے بچ جائے اور دائمی راحت کے گھر میں جگہ مل جائے۔ اس سلسلے میں حضرت ربیعہؓ کو جو ہدایت کی وہ یہ کہ سجدوں کی کثرت سے آدمی کی یہ تمنا پوری ہو سکتی ہے۔ تو جن لوگوں کا نصب العین اُخروی نجات و فلاح ہو انہیں یہ نسخۂ کیمیا استعمال کرنا چاہیے۔ فرائض کے علاوہ نفل نمازوں کا اہتمام کرنا ہوگا!

روزے کی تاکید

(۳۴۴) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اَدْخُلُ بِہِ الْجَنَّةَ۔

قَالَ "عَلَیْکَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَا مِثْلَ لَہٗ"

قَالَ فَکَانَ اَبُوْ اُمَامَةَ لَا یُرٰی فِیْ بَیْتِہِ الدُّخَانُ اِلَّا اِذَا نَزَلَ بِھِمْ ضَیْفٌ۔ (ترغیب)

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ "اے اللہ کے رسولؐ! مجھے ایک ایسا کام بتا دیجیے جس سے مجھے جنت مل جائے۔"

آپ نے فرمایا کہ "تم اپنے اوپر روزہ لازم کر لو اس لیے کہ روزہ ایک بے مثل عبادت ہے۔"

(ابو امامہؓ کے شاگرد کا بیان ہے کہ اس کے بعد ابو امامہؓ کا یہ حال ہوا کہ دن میں ان کے گھر سے دھواں اٹھتے نہیں دیکھا جاتا مگر جب کوئی مہمان آجاتا!)

شہادت اور شوقِ جنت

(۴۴۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ:

اِنْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَجَاءَ الْمُشْرِکُوْنَ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَتَقَدَّمَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ اِلٰی شَیْءٍ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا دُوْنَہٗ،

فَدَنَا الْمُشْرِکُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ،

قَالَ عُمَیْرُ بْنُ الْحَمَامِ "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ جَنَّۃٌ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ؟"

قَالَ نَعَمْ۔

قَالَ "بَخٍ بَخٍ"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَا یَحْمِلُکَ عَلٰی قَوْلِکَ بَخٍ بَخٍ؟"

فَقَالَ لَا وَاللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اِلَّا رَجَاءَ اَنْ اَکُوْنَ مِنْ اَھْلِھَا،

قَالَ "فَاِنَّکَ مِنْ اَھْلِھَا"

فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِہٖ، فَجَعَلَ یَاْکُلُ مِنْھُنَّ، ثُمَّ قَالَ "اِنْ اَنَا حَیِیْتُ حَتّٰی اٰکُلَ تَمَرَاتِیْ ھٰذِہٖ اِنَّھَا لَحَیَاۃٌ طَوِیْلَۃٌ" فَرَمٰی بِمَا کَانَ مَعَہٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَھُمْ حَتّٰی قُتِلَ رَضِیَ اللّٰہُ۔ (مسلم)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی مدینے سے چلے اور مشرکین سے پہلے بدر پہنچ گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مجاہد ساتھیوں سے کہا کہ

"تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے میں سب سے آگے ہوں گا اور تم لوگ میرے پیچھے رہنا"

اس کے بعد مشرکین آگے بڑھ کر اسلامی فوج کے قریب آئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

"اُس جنت کو حاصل کرنے کے لیے بڑھو جس کی لمبائی اور چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔"

عمیر بن حمامؓ نے کہا کہ "کیا جنّت کی لمبائی اور چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے"؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "ہاں"

تو انہوں نے کہا "واہ واہ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "یہ تم واہ واہ کیوں کہہ رہے ہو"؟

انہوں نے کہا "مَیں صرف اس وجہ سے واہ واہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے جنت میں پہنچنے کی آرزو ہے"

آپؐ نے ان کو بتایا کہ "تم جنّت میں پہنچو گے" اس کے بعد انہوں نے کچھ کھجوریں اپنے ترکش سے نکالیں اور انہیں کھانے لگے۔ پھر انہوں نے سوچا کہ کھانے میں تو بہت دیر لگے گی اتنی دیر بھی جینا بوجھ معلوم ہوتا ہے جب کہ لڑائی شروع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد بقیہ تمام کھجوریں پھینک دیں اور مشرکین سے لڑنا اور مارنا شروع کیا یہاں تک کہ بہتوں کو مار کر انہوں نے شہادت پائی (اللہ ان سے راضی ہو)۔

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم بدر کی لڑائی میں اپنے فوجیوں کی قیادت کر رہے تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ آپؐ آرام سے چھپر کے نیچے فتح و نصرت کی دعا فرما رہے ہوں اور ادھر صحابۂ کرام لڑ رہے ہوں بلکہ بنفسِ نفیس آپؐ اپنے فوجیوں کی کمان کر رہے تھے اور سب کے آگے تھے۔

،عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ يَوْمَ أُحُدٍ،

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا جَابِرُ أَلَا أُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللهُ لِأَبِيكَ؟

قُلْتُ بَلٰى،

قَالَ مَا كَلَّمَ اللهُ أَحَدًا إِلَّا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا

فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ،

قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِينِي فَأُقْتَلُ فِيكَ ثَانِيَةً،

قَالَ اِنَّهٗ سَبَقَ مِنِّیْٓ اَنَّهُمْ اِلَيْهَا لَا يُرْجِعُوْنَ،

قَالَ يَارَبِّ فَاَبْلِغْ مَنْ وَّرَآئِیْ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ "وَلَا تَحْسَبَنَّ

الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا طبَلْ اَحْيَآءٌ...... اَلْاٰيَةَ كُلَّهَا- (آل عمران ۱۶۹-۱۷۰)

(ترمذی و ابن ماجہ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد "عبداللہ" اُحد کی لڑائی میں شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا،

"اے جابر، کیا میں تمہیں نہ بتاؤں وہ بات جو اللہ نے تمہارے باپ سے شہادت کے بعد کہی"؟

میں نے کہا کہ "ہاں بتائیے"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "کہ کسی غیر نبی سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے لیکن تمہارے باپ سے آمنے سامنے ہو کر گفتگو کی اور کہا،

'اے عبداللہ، تمہارے جی میں جو کچھ تمنّا ہو اسے بتاؤ میں اُسے پوری کروں گا،

تو انہوں نے کہا کہ 'اے میرے رب، میری تمنا صرف یہ ہے کہ مجھے دوبارہ زندگی عطا ہو تاکہ دنیا میں جاکر تیرے دین کی راہ میں دوسری مرتبہ قتل کیا جاؤں۔

خدا نے اس کے جواب میں فرمایا میری طرف سے یہ بات طے ہو چکی ہے کہ میرے پاس آنے والے دوبارہ دنیا میں نہیں جائیں گے،

تو انہوں نے کہا کہ 'اے میرے رب میری یہ تمنّا میرے زندہ ساتھیوں تک پہنچا دے،

تو اللہ تعالیٰ نے آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ....... الخ نازل فرمائی "۔

تشریح:- یہ حدیث اُحد کی لڑائی کے متعلق ہے اور سورۂ آل عمران میں اُحد کی لڑائی کے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔ اس میں یہ آیتیں نمبر ۱۶۹-۱۷۰ آئی ہیں جن کا اختصار کے ساتھ حوالہ دیا گیا ہے۔ ان آیتوں کا ترجمہ یہ ہے،

"اے مخاطب، تو ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے مُردہ مت تصور کر، وہ مرے نہیں ہیں، وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس ہیں، اس کے انعام سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اللہ نے ان پر جو فضل فرمایا اس پر وہ خوش ہیں اور ان کے جو ساتھی ابھی دنیا میں ہیں، اُن کے پاس ابھی نہیں پہنچے ہیں، ان

کے بارے میں یہ سوچ کر خوش ہو رہیں کہ وہ بھی جان کی بازی لگا لینے کے نتیجے میں ایسے ہی انعاماتِ خداوندی سے نوازے جائیں گے۔"

(۴۴) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ،

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ لَئِنْ أَشْهَدَنِي اللّٰهُ قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا أَصْنَعُ،

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ، قَالَ

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ،

ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ

يَا سَعْدُ بْنَ مُعَاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا دُونَ أُحُدٍ،

قَالَ سَعْدٌ فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَصْنَعُ مَا صَنَعَ.

قَالَ أَنَسٌ فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَثَمَانِينَ ضَرْبَةً بِسَيْفٍ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ، فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ، فَقَالَ أَنَسٌ كُنَّا نَرَى أَوْ نَظُنُّ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ،

"مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ الخ" (الاحزاب ۲۳) (بخاری، مسلم، نسائی)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میرے چچا انس بن نضرؓ "بدر" کی لڑائی میں مدینہ میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے،

اس لیے انہوں نے کہا کہ "اے اللہ کے رسولؐ، میں کفر و اسلام کی پہلی جنگ میں شریک نہیں ہو سکا اگر پھر مشرکین سے لڑائی ہوئی اور اللہ نے اس میں شرکت کی توفیق بخشی تو اللہ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔"

چنانچہ "احد" کی لڑائی جب برپا ہوئی اور مسلمان سراسیمہ ہو کر بھاگے تو انس ابن نضرؓ نے کہا،

"اے اللہ، میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اس حرکت کی جو مسلمانوں نے کی ہے اور میں

اظہارِ برأت کرتا ہوں اس سے جو مشرکین نے کیا۔"

پھر یہ آگے بڑھے تو سعد بن معاذؓ سے ملاقات ہوئی تو ان سے کہا کہ،

"اے سعد بن معاذؓ، قسم ہے مدد فرمانے والے رب کی میں جنت کی طرف جا رہا ہوں۔ میں اُحد کے اس طرف جنت کی خوشبو پاتا ہوں۔"

سعد بن معاذؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں "اے اللہ کے رسولؐ، جو کارنامہ انس بن نضرؓ نے انجام دیا وہ مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا۔"

اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "ہم نے اپنے چچا کے جسم پر اسی (۸۰) سے زیادہ زخم دیکھے۔ ان میں سے کچھ تلواروں کے، کچھ نیزوں اور کچھ تیروں کے زخم تھے۔ وہ مشرکین کے ہاتھوں قتل ہوئے اور انہیں اس بے دردی سے قتل کیا کہ پہچانے نہیں جا سکتے تھے۔ ان کی بہن نے ان کے ہاتھ کی انگلیوں سے پہچانا۔

انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ سورۂ احزاب کی یہ آیت مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ ــــــ الخ ایسے ہی لوگوں پر صادق آتی ہے۔"

(یہ مومنین ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے گئے عہدِ بندگی کو سچ کر دکھایا۔ ان میں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کی)۔ (الاحزاب - ۲۳)

(۳۴۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ

جَآءَ اُنَاسٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا يُعَلِّمُوْنَا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ سَبْعِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ، فِيْهِمْ خَالِيْ حَرَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بِاللَّيْلِ يَتَعَلَّمُوْنَ، وَكَانُوْا بِالنَّهَارِ يَجِيْئُوْنَ بِالْمَآءِ، فَيَضَعُوْنَهٗ فِي الْمَسْجِدِ، وَيَحْتَطِبُوْنَ فَيَبِيْعُوْنَهٗ وَيَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِاَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَآءِ.

فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ، فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ يَّبْلُغُوا الْمَكَانَ، فَقَالُوْا اللّٰهُمَّ اَبْلِغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا،

قَالَ وَاَتٰی رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ اَنَسٍ مِّنْ خَلْفِهٖ فَطَعَنَهٗ بِرُمْحٍ حَتّٰی اَنْفَذَهٗ.

فَقَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ -

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوْا، وَاِنَّهُمْ قَالُوا اللّٰهُمَّ

اَبْلِغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا - (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں،

کچھ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے آپؐ سے کہا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمیوں کو بھیج دیجیے جو ہمیں قرآن اور سنت کی تعلیم دیں تو آپؐ نے انصار میں سے ۷۰ آدمیوں کو جنہیں قُرّاء (علماءِ قرآن) کہا جاتا تھا وہاں بھیجا۔ انہیں میں میرے ماموں حرامؓ بھی تھے۔ یہ لوگ مدینہ میں مسجدِ نبویؐ میں بیٹھ کر رات کو قرآن پڑھتے اور سیکھتے اور دن میں پانی لاکر مسجدِ نبویؐ میں رکھتے اور جنگل جاکر لکڑیاں کاٹتے انہیں بیچتے اور جو کچھ پیسے ملتے اس سے اہلِ صُفّہ اور دوسرے غریبوں کے لیے کھانا خرید کر لاتے۔

ان سب حضرات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعلیم و تربیت کے لیے بھیجا، ان لوگوں نے قرآن کے حامل ستر آدمیوں کو راستے میں مار ڈالا۔ جب یہ قتل کیے جارہے تھے اس وقت انہوں نے یہ دُعا کی،

"اے اللہ، ہماری طرف سے ہمارے نبیؐ کو یہ پیغام پہنچا دیجیے کہ ہم اپنے رب سے جاملے اور رب ہم سے خوش ہوا اور ہم رب سے خوش ہوئے۔"

راوی کہتا ہے کہ ایک آدمی حضرت انسؓ کے ماموں حرامؓ کے پاس آیا اور پیچھے سے نیزے کا وار کیا یہاں تک کہ وہ آر پار ہو گیا، تو انہوں نے کہا "قسم ہے ربِّ کعبہ کی، میں نے کامیابی حاصل کر لی۔"

مدینے میں وحی کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا تو لوگوں کو بتایا کہ تمہارے بھائی جو تعلیم و تبلیغ کے لیے بھیجے گئے تھے وہ راستے میں مار ڈالے گئے اور انہوں نے مرتے وقت یہ کہا کہ،

"اے اللہ! ہمارے نبیؐ کو یہ بات پہنچا دے کہ ہم اپنے رب سے جاملے اور رب ہماری قربانیوں سے خوش ہوا اور ہم اپنے رب کا انعام پاکر خوش ہوئے۔"

تشریح:۔ وہ ستر انصاری جن کا ذکر اس حدیث میں ہوا ہے دن میں اہلِ صُفّہ اور دوسرے فقراء کے لیے کھانے

پانی کا انتظام کرتے اور رات میں قرآن کا دور کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتے۔ یاد رہے کہ وہ ہمارے زمانے کے لوگوں کی طرح صرف الفاظ پڑھنے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ مفہوم سمجھنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی فکر کرتے، اس زمانے میں "پڑھنے" کا مفہوم ہمارے زمانے کے مفہوم سے مختلف تھا۔

اس حدیث میں " فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ " کے الفاظ جس صحابی کی زبان سے مرتے وقت نکلے ہیں اس میں فَوْز لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں ہر طرح کے خطرات سے بچ بچا کر منزل تک پہنچ جانا مطلب یہ ہے کہ یہ جو میری جان لی جا رہی ہے گھاٹے کا سودا نہیں ہے، یہ تو عین میری کامیابی ہے۔ میں نے اپنی منزل (جنت) پالی۔

(۴۴۷) عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ،

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ۔ فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ، فَقَالَ يَا اَبَا مُوْسٰى، اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا؟

قَالَ نَعَمْ،

فَرَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَقْرَءُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهٖ فَاَلْقَاهُ ثُمَّ مَشٰى بِسَيْفِهٖ اِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰى قُتِلَ۔ (مسلم، ترمذی)

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابو بکر کہتے ہیں میں نے اپنے باپ کو محاذِ جنگ پر یہ کہتے سنا کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے،

"جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔"

تو ایک آدمی جو معمولی لباس پہنے ہوئے تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور میرے والد سے کہا: "کیا واقعی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کہتے سنا ہے"؟

انہوں نے کہا "ہاں"۔

تو وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس گیا کہ تم میرا آخری سلام قبول کرو۔ اس کے بعد اس

نے اپنی تلوار کا پرتلا توڑ ڈالا اور زمین پر پھینک دیا اور اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف بڑھا اور بہت سے دشمنوں کو مارا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔

(۴۴۸) عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ رَضِیَ اللّٰہُ

اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَ بِہٖ وَاتَّبَعَہٗ ثُمَّ قَالَ "أُهَاجِرُ مَعَكَ"

فَاَوْصٰی بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْضَ اَصْحَابِہٖ فَلَمَّا کَانَتْ غَزَاتُہٗ غَنِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَہٗ فَاَعْطٰی اَصْحَابَہٗ مَا قَسَمَ لَہٗ، وَکَانَ یَرْعٰی ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَآءَ دَفَعُوْهُ اِلَیْہِ،

فَقَالَ مَا هٰذَا؟

قَالُوْا قَسْمٌ قَسَمَہٗ لَکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَہٗ، فَجَآءَ بِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ مَا هٰذَا؟

قَالَ قَسَمْتُہٗ لَکَ،

فَقَالَ مَا عَلٰی هٰذَا اتَّبَعْتُکَ، وَلٰکِنِ اتَّبَعْتُکَ عَلٰی اَنْ اُرْمٰی اِلٰی هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰی حَلْقِہٖ بِسَهْمٍ، فَاَمُوْتَ فَاَدْخُلَ الْجَنَّۃَ،

فَقَالَ اِنْ تَصْدُقِ اللّٰہَ یَصْدُقْکَ،

فَلَبِثُوْا قَلِیْلًا، ثُمَّ نَهَضُوْا اِلٰی قِتَالِ الْعَدُوِّ فَاُتِیَ بِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحْمَلُ قَدْ اَصَابَہٗ سَهْمٌ حَیْثُ اَشَارَ،

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَهُوَ هُوَ؟

قَالُوْا نَعَمْ،

قَالَ صَدَقَ اللّٰہَ فَصَدَقَہٗ ثُمَّ کَفَّنَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جُبَّتِہِ الَّتِیْ عَلَیْہِ ثُمَّ قَدَّمَہٗ فَصَلّٰی عَلَیْہِ وَکَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِہٖ،

اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُکَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِیْ سَبِیْلِکَ فَقُتِلَ شَهِیْدًا اَنَا شَهِیْدٌ عَلٰی ذٰلِکَ - (نسائی)

"حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ،

"ایک دیہاتی عرب نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ پر ایمان لایا اور ساتھ ہو لیا اور کہا کہ،

"میں اپنا گھر بار چھوڑ کر یہیں آپؐ کے ساتھ مدینے میں رہوں گا۔"

اس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے بعض صحابہؓ کو کچھ ہدایات دیں جہاد ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے بعد جہاد میں جو مالِ غنیمت ملا، اُس میں اِس دیہاتی عرب کا بھی حصہ لگایا، اور کسی صحابیؓ کے حوالے کیا کہ جب وہ آئے تو اس کا حصہ دے دینا، وہ موجود نہ تھا، مجاہدین کے اونٹ چرانے لے گیا تھا۔ چنانچہ جب آیا تو اس کا حصہ لوگوں نے اسے دیا۔

اس نے کہا "یہ کیا ہے"؟

لوگوں نے بتایا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں یہ حصہ دیا ہے۔"

تو وہ اپنا حصہ لیے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچا اور کہا "حضورؐ، یہ کیا ہے"؟

آپؐ نے فرمایا "یہ تمہارا حصہ ہے جو میں نے تمہیں دیا ہے۔"

اس نے کہا "میں نے اس مال کے لیے آپؐ کا ساتھ تھوڑا ہی دیا ہے، میں نے تو آپؐ کی پیروی اس لیے کی ہے کہ میرے حلق میں دشمنوں کا کوئی تیر آ کر لگے اور میں شہادت پاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "اگر تیری نیت سچی ہے تو اللہ تیرے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمائے گا۔"

اس کے کچھ عرصہ بعد لوگ دشمن سے جہاد کرنے کے لیے نکلے تو یہ بھی ان کے ساتھ ہو لیا اور جہاد میں شریک ہوا تو اس کا جنازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لایا گیا۔ اس کے حلق میں دشمن کا کوئی تیر لگ گیا تھا جس سے موت واقع ہو گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "کیا یہ وہی شخص ہے جس نے شہادت کی تمنا کی تھی"؟

لوگوں نے کہا کہ "ہاں، یہ وہی شخص ہے۔"

آپؐ نے فرمایا "اس نے اللہ سے سچی آرزو کی تھی تو اللہ نے اسے پورا کر دیا"
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک جبہ اتارا اور اس میں اسے کفنایا، پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور آپؐ نے اس کے لیے ان الفاظ میں دعا کی:
"اے اللہ، یہ تیرا بندہ ہے، اس نے تیری راہ میں ہجرت کی اور تیری راہ میں اس نے شہادت پائی۔ میں اس پر گواہ ہوں"

جنت کا اشتیاق

(۴۴۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلاً مِّنَ الْحَبَشَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
فَقَالَ: "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فُضِّلْتُمْ عَلَيْنَا بِالْأَلْوَانِ وَالنُّبُوَّةِ أَفَرَأَيْتَ إِنْ آمَنْتُ بِمِثْلِ مَا آمَنْتَ بِهِ، وَعَمِلْتُ بِمِثْلِ مَا عَمِلْتَ بِهِ إِنِّي لَكَائِنٌ مَعَكَ فِي الْجَنَّةِ"؟
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَانَ لَهُ بِهَا عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ،
وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ كُتِبَ لَهُ مِائَةُ أَلْفِ حَسَنَةٍ"
فَقَالَ رَجُلٌ: "يَا رَسُوْلَ، كَيْفَ نَهْلِكُ بَعْدَ هٰذَا"؟
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِعَمَلٍ لَوْ وُضِعَ عَلَى جَبَلٍ لَأَثْقَلَهُ، فَتَقُوْمُ النِّعْمَةُ مِنْ نِّعَمِ اللّٰهِ، فَتَكَادُ تَسْتَنْفِدُ ذٰلِكَ كُلَّهُ، لَوْلَا مَا يَتَفَضَّلُ اللّٰهُ مِنْ رَّحْمَتِهِ، ثُمَّ نَزَلَتْ: (هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا) إِلٰى قَوْلِهِ: (وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا)
فَقَالَ الْحَبَشِيُّ "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَهَلْ تَرَى عَيْنِي فِي الْجَنَّةِ مِثْلَ مَا تَرَى عَيْنُكَ"
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ"
فَبَكَى الْحَبَشِيُّ حَتَّى فَاضَتْ نَفْسُهُ۔
قَالَ ابْنُ عُمَرَ، فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدَلِّيْهِ فِي حُفْرَتِهِ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ طبرانی)

"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ملک حبش کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس آیا۔

اس نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، آپ لوگ نبوت سے نوازے گئے۔ اور آپ لوگوں کو اچھا رنگ بھی اللہ تعالیٰ نے دیا (ہمارے اندر نبی مبعوث نہیں ہوا اور ہم سیاہ رنگ کے لوگ ہیں) مجھے بتائیں کہ اگر میں ایمان لاؤں اور عمل کروں تو کیا جنت میں آپ کے ساتھ رہ سکوں گا؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ تمام لوگ جنہوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا ہوگا اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں میرا ساتھ نصیب فرمائے گا۔ اس نے اپنی کتاب میں اس کا وعدہ کیا ہے۔ (النساء: ۶۹،۷)

اور جو شخص سبحان اللہ کہے گا تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک لاکھ نیکی لکھی جائے گی،

تو کسی نے کہا کہ "اے اللہ کے رسولؐ، اس کے بعد ہم لوگ کس طرح جہنم میں جائیں گے"؟

آپؐ نے فرمایا "قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، آدمی قیامت کے دن اتنے نیک اعمال لیے ہوئے آئے گا کہ اگر وہ پہاڑ پر رکھ دیئے جائیں تو پہاڑ بھی نہ اٹھا سکے۔ لیکن اس کا جب مقابلہ ہوگا اللہ کی کسی نعمت سے تو یہ نعمت اس کے سارے اعمال پر بھاری ہو گی (اس لیے نیک اعمال پر کسی کو غرّہ نہ ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل و احسان ہی کے نتیجے میں جنت مل سکے گی)

پھر آپؐ نے سورہ دہر کی تلاوت فرمائی۔ پہلی آیت سے لے کر مُلۡکًا کَبِیۡرًا تک جس میں ناشکروں کے بُرے انجام اور اہلِ جنت کے انعامات کا ذکر ہوا ہے۔

یہ سُن کر حبشی آدمی نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ! جس طرح جنت کی نعمتوں کو آپؐ دیکھ رہے ہیں کیا میری آنکھ بھی جنت میں ان نعمتوں کو دیکھے گی جن کا ذکر اس سورہ میں ہوا ہے۔"

تو آپؐ نے فرمایا "ہاں"۔

یہ سُن کر حبشی رونے لگا یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے قبر میں اتارتے ہوئے دیکھا۔

تشریح:۔ یہ حدیث پڑھتے ہوئے حدیث نمبر ۱۶ و نمبر ۲۰۲ بھی دیکھ لیں۔

(۴۵۰) قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ:

اِذَآ اَرَادَ اللہُ بِاَمِیۡرٍ خَیۡرًا جَعَلَ لَہٗ وَاعِظًا مِّنۡ نَفۡسِہٖ۔ (مسند الفردوس للدیلمی باسناد جید)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جب اللہ اپنے کسی بندہ کو خیر کثیر سے نوازنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اُس کے قلب کو واعظ بنا دیتا ہے۔"

(پھر کسی خارجی واعظ کی ضرورت نہیں رہتی، اس کا اپنا ضمیر اتنا بیدار ہو جاتا ہے کہ شیطان کو غلط راہ پر ڈالنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا)۔